سلسلۂ انجمن ترقیِ اردو

نمبر ۱۴

دریائے لطافت

من تصنیف

بلبل ہندوستان فخر اہل زبان سید انشاء اللہ خان دہلوی المتخلص بہ انشا

باہتمام و ترتیب انجمن ترقیِ اردو

...ا پریس واقع بلدۂ لکھنؤ طبع گردید

...ٹر اسحاق علی علوی

فہرست مضامین

سید انشاء اللہ خاں کے نام سے کون واقف نہیں۔ اُن کی خداداد ذہانت، طباعی، شوخی و ظرافت اور جدت کا ایک زمانہ قائل ہے۔ اُن کی خاندانی شرافت، اور خاندانی اخلاق و آداب دلی اور لکھنؤ کے شرفا سب مانتے تھے۔ ان کے بزرگ دلی میں آکر بس گئے اور وہیں کے ہوگئے اور رفتہ رفتہ شاہی دربار میں رسائی ہوئی اور سلسلۂ امرا میں داخل ہوئے۔ سید انشاء اللہ خاں بھی شاہ عالم بادشاہ کے درباریوں میں تھے، لیکن شاہ عالم کی بادشاہت نام کی رہ گئی تھی۔ اگرچہ بادشاہ نیکدل تھے، اور اپنے خانہ زادوں اور خاندانی متوسلین کی ہر طرح خاطر کرتے تھے لیکن وہ خود مجبور تھے۔ کمپنی بہادر کے پنشن خوار اور نام کے بادشاہ، وہ قدردانیاں اور قدرافزائیاں کہاں کر سکتے تھے، جن کی وجہ سے اُن کے بزرگوں کے نام اب تک دنیا میں روشن ہیں دلی اب وہ دلی نہ رہی تھی۔ ظاہری آداب باقی رہ گئے تھے مگر سلطنت کی جڑ کبھی کی کھوکھلی ہوچکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت و ثروت اور علم و فضل بھی رخصت ہو رہے تھے وہ اہل کمال جن کا دارومدار بادشاہوں کی قدردانی پر ہے، اُن کا ٹھکانا اب یہاں نہ رہا تھا۔ دلی کے زوال پر سلطنت کا ٹھاٹھ لکھنؤ میں جما۔ آصف الدولہ کی سخاوت اور فیاضی نے حاتم کے نام کو بھلا دیا تھا، اہل کمال جو قدردانی کے بھوکے تھے ایک ایک کرکے وہاں پہونچے۔ یہاں تک کہ میر تقی جیسے شخص نے بھی، جن کی غیرت اور استغنا کی قسم کھانی چاہیے، اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہی۔ غرض سید انشاء اللہ کو بھی یہی کشش لکھنؤ لے گئی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد دربار تک رسائی ہوئی۔ اور وہاں پہنچتے ہی اپنی

لطیفہ گوئی طباعی اور شاعری کی بدولت وہ عروج ہوا کہ نواب سعادت علی کی ناک کے بال ہو گئے۔ نواب سعادت علی خاں اگرچہ بہت بیدار مغز اور منتظم شخص تھے۔ مگر آخر فرصت کے وقت انھیں بھی دل لگی اور تفنن طبع کے لیے کچھ ہونا چاہیے تھا۔ اس کے لیے سید انشاءاللہ سے بڑھ کر اور کون مل سکتا تھا۔ انھوں نے نواب کو ایسا رجھایا کہ ان کے بغیر ایک دم چین نہ آتا تھا۔ امرا کی مصاحبت آدمی کو کہیں کا نہیں رکھتی اور باوجود غیر معمولی قابلیت اور ذہانت کے سید صاحب کا بھی یہی حشر ہوا۔

مولوی محمد حسین آزاد نے اپنی کتاب آبِ حیات میں میاں بیتاب کا ایک قول نقل کیا ہے کہ "سید انشا کے فضل و کمال کو شاعری نے کھویا اور شاعری کو سعادت علیخاں کی مصاحبت نے ڈبویا" اس قول کے پہلے حصہ سے تو مجھے بالکل اتفاق نہیں۔ البتہ دوسرا حصہ بالکل صحیح ہے۔ شاعری خود ایک بڑا کمال ہے۔ اور ایسا بڑا کمال ہے کہ اگر کسی شخص میں صحیح طور سے موجود ہو تو اُس کے سامنے دوسرے کسبِ کمال ہیچ ہیں۔ البتہ افسوس اس بات کا ہے کہ سید انشا کی طبعی ظرافت اور شوخی کو درباری مصاحبت اور مذاق نے خراب کیا اور اس نے اُن کی شاعری کو بھی بگاڑے بغیر نہ چھوڑا۔ شوخی و ظرافت بڑی پُرلطف چیز ہے اور کلام کا رتبہ اس سے بعض اوقات بہت بلند ہو جاتا ہے اور دلوں کے شگفتہ کرنے اور بعض خیالات کے ادا کرنے میں یہ ایک سحر کا کام کرتی ہے۔ بشرطیکہ ایک حد تک اور مناسبت سے ہو اور کوئی لطافت بھی پائی جاتی ہو (جیسے مرزا غالب کے کلام میں) لیکن افسوس ہے کہ سید انشاءاللہ کے کلام میں بعض اوقات یہ شوخی و ظرافت تمسخر اور پھکڑ کے درجہ تک اور پھکڑ سے فحش اور شہد پن تک پہنچ گئی ہے۔ جو کانوں کو ناگوار اور ذوق سلیم پر بہت گراں گزرتا ہے۔

سید انشا کا کلام ان کا کلیات جو طبع ہو گیا ہے، اُس میں کلام ذیل شامل ہے:-

(۱) اُردو کا دیوان (۲) دیوان ریختی (۳) قصائد (جس میں ایک قصیدۂ منقبت بے نقط

واشعارِ ترکی وغیرہ بھی شریک ہیں)۔ (۴) دیوان فارسی۔ (۵) مثنوی شیر برنج فارسی (۶) مثنوی بے نقط (لوح سرخی بھی بے نقط وموزوں) (۷) مثنوی شکار نامہ۔ (۸) مثنویات در ہجو زنبور، کھٹمل، پشہ، مگس۔ (۹) مثنوی شکایتِ زمانہ۔ (۱۰) مثنوی فیل۔ (۱۱) مثنوی در ہجوگیان چند ساہوکار (۱۲) اشعار متفرقہ ورباعیات وقطعات وتاریخ ہائے متفرقہ۔ (۱۳) چیستانیں اور پہیلیاں مخمس وغیرہ۔ (۱۴) دیوان اُردو بے نقط مع رباعیات ونثر بے نقط۔ (۱۵) شرح مائۃ عامل نظم فارسی۔ (۱۶) مثنوی مرغ نامہ۔

اس کے علاوہ ایک داستان اُردو نثر کی لکھی ہے جس میں یہ اہتمام کیا ہے کہ کوئی لفظ عربی فارسی کا نہ آنے پائے۔ اور باوجود اس کے کلام اُردو کے پایہ سے گرنے نہیں پایا۔ یہ درحقیقت بڑے کمال کی بات ہے۔ آج اگر کوئی چاہے ایسا صفحہ بھی اس رعایت کے ساتھ لکھ لے تو ممکن نہیں۔

لیکن سید انشا کی سب سے بڑی یادگار اور قابل قدر تصنیف **دریائے لطافت** ہے۔ اس میں اُردو صرف ونحو، منطق، عروض وقافیہ، معانی وبیان وغیرہ کا ذکر ہے۔ پہلا حصہ یعنی اُردو صرف ونحو تو سید انشا اللہ کی تصنیف ہے اور دوسرا حصہ یعنی منطق، عروض وقافیہ ومعانی وبیان **مرزا محمد حسن قتیل** کا تالیف کیا ہوا ہے۔ کتاب کی جان پہلا ہی حصہ ہے اگرچہ اس سے قبل بعض اہل یورپ نے متعدد کتابیں اُردو قواعد پر لکھی تھیں[۱] لیکن یہ پہلی کتاب ہے جو ایک ہندی اہل زبان نے اُردو صرف ونحو پر لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ عجیب جامع اور بے مثل کتاب ہے۔ اُردو زبان کے قواعد، محاورات اور روزمرہ کے متعلق اس سے پہلے کوئی ایسی مستند اور محققانہ کتاب نہیں لکھی گئی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ اس کے بعد بھی کوئی کتاب اس پایہ کی نہیں لکھی گئی۔ جو لوگ اُردو زبان کا محققانہ مطالعہ کرنا چاہتے ہیں یا اُس کی صرف ونحو یا لغت پر کوئی محققانہ تالیف کرنا چاہتے ہیں، اُن کے لیے اس کا مطالعہ ضروری ہے

[۱] ملاحظہ ہو راقم کا مقدمہ قواعد اُردو، جس میں اس کے متعلق بالتفصیل بحث کی گئی ہے۔

نہیں بلکہ ناگزیر ہے۔

سید انشا پہلے شخص ہیں کہ جنھوں نے عربی فارسی زبان کا تتبّع چھوڑ کر اُردو زبان کی ہیئت و اصلیت پر غور کیا اور اُس کے قواعد وضع کیے اور جہاں کہیں تتبع کیا بھی ہی تو وہاں بھی زبان کی حیثیت کو نہیں بھولے۔ علاوہ اس کے الفاظ و محاورات کی تحقیق، بیگمات کی زبان اور اُن کے محاورات، مختلف الفاظ کے تلفظ، مختلف فرقوں کے میل جول سے زبان پر جو اثر پڑا، ان سب کو بڑے لطف سے ادا کیا ہی اور بعض بعض نکات ایسے بیان کیے ہیں جن کی قدر وہی کر سکتے ہیں جنھیں زبان کا ذوق ہے۔ صرف و نحو کے قواعد بھی بڑی سلاست اور جامعیت سے بیان کیے گئے ہیں اور حیرت ہوتی ہی کہ اس بارے میں جن جن باتوں کا اُنھوں نے خیال کیا ہی متاخرین کو بھی وہ نہیں سوجھیں۔ حالانکہ ایسا عمدہ نمونہ موجود تھا۔ اس سے سید انشاء اللہ خاں کے دماغ اور ذوقِ زبان کا صحیح اندازہ ہوتا ہی۔ الفاظ کی فصاحت و غیر فصاحت و صحت و غیر صحت کے متعلق کتنی سچی رائے دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سُریانی، پنجابی ہو یا پوربی، از روے اصل غلط ہو یا صحیح وہ لفظ اُردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے موافق مستعمل ہی تو بھی صحیح ہی۔ اور اگر خلاف اصل مستعمل ہی تو بھی صحیح ہی۔ اُس کی صحت و غلطی اُردو کے استعمال پر موقوف ہی۔ کیونکہ جو کچھ خلافِ اُردو ہی غلط ہی، گو اصل میں وہ صحیح ہو اور جو کچھ موافق اُردو ہی صحیح ہی۔ گو اصل میں صحت نہ رکھتا ہو"۔ اس اصول کو قائم کرنے کے بعد وہ بہت سے عربی الفاظ کو جو اُردو میں کچھ کے کچھ ہو گئے ہیں صحیح بتاتے ہین۔ مثلاً سید انشا کی رائے میں برقا صحیح اُردو کا لفظ ہی، گو وہ خلاف اصل ہی۔ یا وہ غدر کو بفتح دال اُردو کا صحیح لفظ خیال کرتے ہیں اگرچہ اصل میں بسکونِ دال ہی۔ یہ سن کر بعض اصحاب جنھیں صحت لغت کا اسی قدر خیال رہتا ہی جیسے ایک مومن متقی کو ادائے ارکانِ صلوٰۃ کا۔ اور خصوصاً ثقات لکھنؤ بہت جز بز ہوں گے۔ لیکن جو لوگ اصولِ لسان سے واقف ہیں

وہ سید انشا کی وسعت نظر اور اصابت رائے کی داد دیں گے۔ فرق یہ ہی کہ سید انشا اردو کو ایک جدا زبان خیال کرتے ہیں اور غیر زبان کے جن الفاظ نے منجھ منجھا کر یا گھس پس کر یا اختلاف لہجہ یا دوسرے اسباب سے ایک خاص صورت اختیار کر لی ہے وہ اب اُردو کے لفظ ہو گئے ہیں، انھیں اصل زبان سے کچھ تعلق نہیں رہا۔ اور جو کچھ صورت اُن کی پیدا ہو گئی ہی اور جس طرح وہ زبان زد خاص و عام ہو گئے ہیں، وہی اُن کی صحیح صورت ہی، اصل زبان سے خواہ وہ کیسی ہی متبائن اور مختلف کیوں نہ ہوں۔ مگر جو حضرات ابھی تک اُن عربی فارسی الفاظ کو جو اُردو میں مستعمل ہیں اصلی صورت میں لکھنا اور بولنا صحیح اور فصیح سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف غلط اور غیر فصیح تو گویا وہ ابھی اُردو زبان کو زبان ہی نہیں سمجھتے۔ اسی اصول کو اگر مد نظر رکھا جائے اور ہر اُردو لفظ اُس کی اصلی صورت میں (یعنی جس زبان سے وہ آیا ہو) لکھنا اور بولنا شروع کریں تو اُردو زبان کوئی زبان ہی نہ رہے گی۔ اور موجودہ تحریر و تقریر کے سارے الفاظ باستثناے چند کے غلط ٹھہریں گے۔ کیونکہ اس میں جس قدر الفاظ ہیں وہ یا تو سنسکرت اور ہندی زبانوں کے ہیں یا عربی فارسی ترکی یا بعض یورپی السنہ کے۔ اُردو زبان مستقل زبان اُسی وقت ہوگی جب وہ ان زبانوں کے لفظ لے کر اُنھیں اپنا کر لے اور جہاں وہ اپنے ہوئے اُن کی شکل و صورت، وضع قطع، رنگ ڈھنگ میں ضرور فرق آئے گا۔ مگر ہم میں سے بعض نازک دماغ دقیق نظر حضرات کو ان غیر ملکیوں کی یہ بے تکلفی ہرگز نہیں بھاتی وہ انھیں اپنا بنانا نہیں چاہتے بلکہ انھیں ڈھکیل ڈھکیل کر اپنے حدود سے باہر نکالنا چاہتے ہیں۔ اگر سید انشا کے اصول پہ عمل رہا ہوتا تو اب تک اُردو میں بہت کچھ وسعت، لطف اور شیرینی پیدا ہو جاتی۔

اس کتاب کے پہلے ہی باب میں سب سے اول اُنھوں نے اُردو کے حروف ابجد سے بحث کی ہی۔ اور اُن کی تعداد کے تعین میں بڑی جدت طرازیاں کی ہیں۔ سید انشا

کے بعد سے اُردو صرف و نحو اور لغت وغیرہ پر بیسیوں ہی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن جس جس پہلو سے اُنھوں نے ان حروف تہجی کو دیکھا ہی اور اُن کے اقسام قائم کیے ہیں بہت کم لوگوں کی نظر وہاں تک پہنچی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہی۔ علاوہ معمولی تقسیم حروف کے جو ہر معمولی کتاب میں پائی جاتی ہے مثلاً عربی کے اتنے فارسی کے اتنے اور ہندی کے اتنے۔ سید صاحب ایک قدم اور آگے بڑھے ہیں۔ اس تقسیم کے بعد انھوں نے اُن حروف کو لیا ہی جو کسی خاص حرف سے مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً سترہ حروف ایسے ہیں جو ہ کے ساتھ مل کر ایک آواز دیتے ہیں۔ جیسے کھاگنا، پھنسنا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں اب کہیں اُردو قاعدوں میں یہ حروف بڑھائے گئے ہیں۔ حالانکہ سید انشا مدتوں پہلے لکھ چکے ہیں۔

یا سترہ حروف ایسے ہیں جو نون کے ساتھ مل کر ایک آواز پیدا کرتے ہیں۔ مثلاً ہنڈول، رنگیلا، ہنسنا وغیرہ۔ اُردو قاعدوں میں اب تک ان حروف کا ذکر نہیں۔

اسی طرح بعض حروف ایسے ہیں جو ی کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ مثلاً کیا (حرفِ استفہام) دھیان۔ پیارا وغیرہ۔ غرض اسی طرح سید انشا نے اُردو حروف تہجی کی کُل تعداد پچاسی بتائی ہے۔

دوسرے باب میں دہلی کے محلوں کی تمیز کے متعلق بڑی دلچسپ بحث کی ہی۔ اور یہ تفصیل بتایا ہی کہ کس کس محلے کی زبان فصیح ہی اور کہاں کہاں کی غیر فصیح۔ مغلوں (اہل مغل پورہ) سادات بارہ۔ پنجابیوں، پُربیوں کی زبان کیسی ہی اور اُن کی وجہ سے الفاظ کے تلفظ اور لہجہ اور زبان میں کیا فرق پیدا ہوا ہی۔ اور یہ سب امور تفصیل اور مثالوں کے ساتھ بیان کیے گیے ہیں۔ اور ایسے لطف کے ساتھ کہ جی خوش ہو جائے۔ اسی میں سید انشا اور حضرت میرزا مظہر جان جاناں رح کا مشہور مکالمہ ہی۔ ہیں تو گنتی کے دو تین ہی جملے مگر آنکھوں کے سامنے تصویر کھنچ جاتی ہی۔

تیسرے باب میں بعض فصحا وغیرہ کا ذکر ہی۔ اور بعض ایسے الفاظ کا بیان کیا
گیا ہی جو اُردو نہیں یا متروک ہیں اور میر تقی یا مرزا سودا نے اُن کا استعمال کیا ہی۔
اسی باب میں نواب عماد الملک، بھاڑا مل، مرزا صدر الدین صفاہانی اور ملّا
عبد الفرقان کی دلچسپ تقریریں ہیں۔ خاص کر بی نورن اور میر غفر غلینی کی تقریریں
نہایت پُرلطف ہیں۔ بی نورن اور میر غفر غلینی کی تقریریں ایسی پاک صاف شستہ ہیں
کہ آج کل کی بول چال بھی اس سے زیادہ فصیح نہیں ہو سکتی۔ اس سے سید انشا
کی زبان دانی اور فصاحتِ کلام کا اندازہ ہو سکتا ہی کہ باوجود اس قدر زمانہ گزرنے
کے اور زبان کے منجھنے اور ترقی پانے کے جو کچھ وہ لکھ گئے ہیں اس میں کہیں حرف گیری
کا موقع نہیں۔ بلکہ ویسی فصیح اور پاک صاف اُردو اب بھی ہر شخص نہیں لکھ سکتا۔ اور
اس میں شعرائے عصر کے کلام وحال پر جو تنقید کی ہی وہ بہت ہی ظریفانہ ہی۔ یہاں تک کہ اپنے
آپ کو بھی نہیں چھوڑا۔

اسی باب کے آخر میں دہلی و لکھنؤ کی فصاحت و فوقیت کا پرلطف موازنہ ہی۔ اور
دونوں طرف کے دلائل کو بیان کیا ہی۔ اس میں یہ بات دیکھنے کی ہی کہ چونکہ سید انشا
نواب سعادت علی خاں کے ملازم اور مصاحب تھے اس لیے کس کس طرح پہلو بچا بچا کے
اس بحث کو نبھایا ہے۔

بابِ چہارم میں مصطلحاتِ دہلی اور باب پنجم میں گفتگو و مصطلحاتِ زنانِ دہلی کا ذکر
ہی۔ یہ دونوں باب محققین زبان و مولفین لغت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد ہیں۔
اس کے بعد اُردو صرف و نحو ہے۔ نہ صرف اُردو صرف و نحو کی یہ پہلی کتاب ہی
بلکہ اس لحاظ سے بھی اسے تقدّم اور فضیلت ہی کہ یہ اول کتاب ہی جس میں اُردو کی صرف
و نحو بلحاظ زبان بیان کی گئی ہی اور عربی فارسی کی اندھوں کی طرح تقلید نہیں کی گئی۔ اگر
مابعد کے مولفین اس اصول کو پیش نظر رکھتے تو اس وقت تک اردو صرف و نحو مکمل ہو جاتی۔

اس میں مطلق شبہہ نہیں کہ سید انشاء اللہ خاں کا اُردو زبان پر بہت بڑا احسان ہی اور خصوصاً یہ کتاب انھوں نے ایسی لکھی ہو کہ جب تک اُردو زبان زندہ ہی اس کے مطالعہ اور اس سے استفادہ اور سند لینے کی ضرورت باقی رہے گی۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ منطق وعروض وقوافی اور معانی وبیان میں ہی۔ یہ حصّہ مرزا قتیل کا ہی اور زیادہ قابل لحاظ نہیں۔ بلحاظ فن کے بھی زیادہ مستند خیال نہیں کیا جاتا۔ البتہ منطق وعروض میں ایک جدّت اُنھوں نے ضرور کی ہی۔ یعنی اصطلاحات فن کا ترجمہ اُردو میں ہی۔ مثلاً

تصوّر	دھیان	بدیہی	پرگھٹ
تصدیق	جوں کا توں	نظری	گپت
موضوع	بول	تسلسل	اُلجھا سوت
محمول	بھرپور	دَور	ہیر پھیر
رابط	جوڑ	مطابقت	ٹھیک ٹھیک
نسبت	ملاپ	التزامی	اوپری لگاؤ
قضیہ	بات	مثلث	تکڑا
		مربع	چوکڑا وغیرہ

یہ امر قابل غور ہے کہ اصطلاحاتِ علمی اس طور پر تراشی جائیں یا ترجمہ کی جائیں تو اس سے علوم کے ترجمہ کرنے یا عام طور پر علوم کے مقبول کرنے میں کہاں تک آسانی ہوتی ہی ایک بحث طلب مسئلہ ہی مگر اس میں شک نہیں کہ ہمیں اصطلاحات کی وضع کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو (بشرطیکہ رکاکت پیدا نہ ہو) ہندی سے ضرور مدد لینی چاہیے مثلاً اگر نصفیۃ الاجنحہ کی بجائے اَدھ پرا یا آدھ پنکھ، یا عدیمۃ الاجنحہ کی بجائے بے پرا یا بے پنکھ، یا عدیمۃ الذنب کی جگہ بے دُما وغیرہ کہا جائے تو کیا ہرج ہی بلکہ اس سے سراسر فائدہ ہی۔ بعض الفاظ

جو بوجہ سختی اور کرختی ہونے کے ہماری زبان پر نہیں چڑھتے اُن کا ترک کرنا اوئی اور اُن کی بجائے ہندی یا فارسی اصطلاحات کا استعمال کرنا مناسب ہے۔

مرزا قتیل نے بھی اس حصہ میں سید انشاء اللہ کی پیروی کی ہے اور مزاح و تمسخر میں کوئی کمی نہیں کی۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوا ہنس کی چال چل رہا ہے۔ مرزا صاحب کا مزاح اکثر بے نمک ہے۔ انھوں نے عروض میں بجائے مروجہ الفاظِ اوزان کے نئے الفاظ تراشے ہیں۔ مثلاً بجائے مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن کے بی جان پری خانم بی جان پری خانم اور بجائے فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن کے چت لگن پری خانم چت لگن پری خانم وغیرہ فرماتے ہیں۔ میں نے منطق اور عروض و قوافی کا بیان کتاب سے ترک کر دیا ہے کہ وہ کچھ مفید نہ تھا۔ البتہ بیان و معانی کا بیان بطور نمونہ کے رہنے دیا ہے وہ کسی قدر ٹھیک ہے۔

اس کتاب کے طبع میں بڑی دقت تھی۔ اول تو یہ کہ جا بجا فحش کلمات بے تکلف استعمال کیے گئے ہیں اس لیے اُن کے خارج کرنے میں بڑی دشواری پیش آئی کیونکہ بعض اوقات مطلب خبط ہو جاتا تھا۔ دوسرے سید انشا کی طبیعت میں اُپج تو تھی ہی، انھوں نے حروف کے نام بھی نئے ایجاد کیے ہیں۔ غالباً اس میں انھوں نے اپنے ولی نعمت نواب سعادت علی خاں کے اوصاف کی رعایت رکھی ہے۔ مثلاً الف کو اقبال، ب کو بخشش، پ کو پاکی طینت، ت کو ترحم، خ کو خدا ترسی، ژ کو ژرف نگاہی، ک کو کم دماغی، ہ کو ہمتِ بلند لکھا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے تمام حروف کو الگ الگ نام دیے ہیں۔ اس سے پڑھنے والے کو بڑی اُلجھن ہوتی ہے۔ مثلاً کھن ایک چھوٹا سا لفظ ہے۔ اس کا تلفظ وہ اس طرح سے بتاتے ہیں "با کم دماغیِ مفتوح با ہمت بلندیِ گشتہ و نفاست ساکن بمعنی گا ہے"۔ اور چونکہ کتاب میں مختلف تقریریں اور مختلف بولیاں درج ہیں وہ ایک ایک لفظ کا تلفظ اس طریقہ

سے بناتے ہیں تو پڑھنے والے کو سخت پریشانی ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے اس طریقہ کو بھی ترک کر دیا ہے اور مروجہ اور معمولی طریقہ کو اختیار کیا ہے تاکہ ناظرین کو سہولت ہو۔

اس کتاب کی تصنیف میں چونکہ سید انشا اور مرزا قتیل دونوں شریک تھے اس لیے نام بھی دونوں نے دو دو تجویز کیے ہیں۔ سید انشا نے اپنے آقاے ولی نعمت نواب ناظم الملک سعادت علی خاں بہادر کے نام کی رعایت سے ارشاد ناظمی اور بحر سعادت تجویز کیے اور مرزا قتیل نے دریاے لطافت اور حقیقت اردو۔ مگر ان میں دریاے لطافت ہی مقبول ہوا اور وہی آج تک مشہور رہی۔ یہ کتاب سنہ ۱۲۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۷ء میں تصنیف ہوئی۔ اس کے چھیالیس برس بعد مولوی مسیح الدین خاں بہادر کاکوروی نے اپنے مطبع آفتاب عالمتاب مرشد آباد میں بہ تصحیح و اہتمام مولوی احمد علی گوپاموی طبع کرایا۔ مولوی مسیح الدین خاں مرحوم میر منشی گورنر جنرل و سفیر شاہِ اودھ تھے اور بعد ازاں واجد علی شاہ مرحوم کی والدہ کے ساتھ انگلستان تشریف لے گئے وہاں سے واپس آنے کے بعد انھوں نے مرشد آباد میں ایک فارسی ٹائپ کا مطبع قائم کیا اور اُس میں اچھی اچھی کتابیں طبع کرائیں۔ مولوی صاحب کی خوش مذاقی کے بدولت یہ کتاب دست بُردِ زمانہ سے بچ گئی۔ مگر اب یہ نسخہ بھی کمیاب ہے۔ اسی نسخہ سے انجمن نے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب اہل مُلک کے لیے مفید ثابت ہوگی

اورنگ آباد دکن
۲۸ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

عبدالحق
آنریری سکرٹری انجمن ترقی اُردو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درہر مملکت قاعدہ این است کہ صاحب کمالان وخوش بیانان آنجا در شہرے کہ قرارگاہ ارکان دولت بادشاہی باشد جمع شوند واز کثرت ورودِ آدمِ ہر دیار برائے تحصیل قوت وران باشندگانش در تحریر و تقریر بہ از ساکنان بلادِ دیگرِ آن ولایت باشند ماننداصفاہان درایران کہ مدتہا دارالسلطنت سلاطین صفویّہ بود وزبان وبیان سکنہ آنرا بہ از زبان مردم جاہاے دیگر درایران میگرفتند ومیگیرند یا استنبول کہ محل جلوس سلطان روم است۔ چون بیشتر جاے عیش سلاطین تیموریہ دارالخلافہ شاہجہان آباد بودہ است وفصیحان وبلیغان وعلماے عالی قدر فریقین و دیگر ارباب فنون لطیفہ واصحاب علوم شریفہ درآن شہر دلنواز آرام گاہے براے خود ساختہ بودند ہرچند کہ لاہور وملتان واکبرآباد والہ آباد ہم مسکن بادشاہان صاحبِ قدرت وشوکت بودہ وعمارات بلند سربفلک رسانیدہ درین شہرہا موجود است لیکن برابر نمیتوان گفت۔ زیراکہ درین جا سلاطین عالی مقام زیادہ از جاہاے دیگر تشریف داشتہ اند۔ خوش بیانان آنجا

متفق شدہ از زبان ہاے متعدد الفاظِ دلچسپ جدا نمودہ و در بعضی عبارات و الفاظ تصرف بکار بردہ زبانے تازہ سوائے زبانہاے دیگر بہم رسانیدند و بہ اُردو موسوم ساختند۔ ظاہر است کہ از روے کہ شاہ جہان بادشاہ غازی این قطعہ را آباد ساختہ موسوم بہ شاہجہان آباد کرد از آں روز تا امروز مسکن بادشاہ ہند است۔ در زمانہ سابق آدم ہر شہر در آن شہر وارد می شد و کسب آدمیت میکرد و باشندۂ آنجا بشہر دیگر نمیرفت۔ و اگر بحسب ضرورتے جائے میرفت بزرگ زادہاے عالیقدر آن بلدہ بزیارتش می آمدند و در صحبتِ او قوانین نشست و برخاست و حرف زدن و دیگر آداب مجلس یاد میگرفتند۔ و از چند سال کہ خرابی بآن شہر رُو نمود ساکنانش جا بجا منقسم شدند و ہر جا کہ آسودگی را با خود دو چار دیدند قرار گرفتند و از فیض ہمنشینی شان اہل دہ سلیقۂ خورش و پوشش و فصاحت بیان و تیزیِ زبان حاصل نمودہ بنیدگان را در غلط انداختند۔ لیکن ہنوز از اصل تا نقل فرق بسیار است۔ کسانیکہ پدر و مادر شان از شاہجہان آباد بشہر دیگر رسیدہ اند و صاحبِ اولاد ہا آنجا شدہ اند روزمرۂ آنہا بعینہ روزمرۂ دار الخلافہ است۔ مگر بعضے صاحبان از کثرتِ صحبتِ ساکنانِ آن شہر چند لفظ مخالفِ اُردو نیز استعمال میکنند۔ تفصیل این اجمال بدین نمط است کہ از خصوصیاتِ اہلِ پورب یکے اینہست کہ بخلاف شاہجہان آبادیان درین عبارتِ ہندی (کل ہم تمھارے یہاں گئے تھے) لفظ کے با کاف و یاء مجہول بعد تمھارے زیادہ آرند یعنی (کل ہم تمھارے کے یہاں گئے تھے) گویند و بعد لفظ میرے، تیرے، ہمارے، اُسکے، اِسکے نیز۔ و بعضی فصیحان ہیان را ہیاں بروزن جہان و ہیان بروزن نان بہ تلفظ در آرند و ہا را در یا غائب کنند۔ دیگر نون ماقبل یا در تانیث مانند حلال خورنی بمعنی زن حلال خور کہ در شاہجہان آباد حلال خوری گویند۔ لفظ حلال خور اگرچہ در اصل غلط است لیکن چون در ہند چنین اشتہار پذیرفتہ حالا بزبان اُردو ہمیں صحیح است۔ دیگر کبڑیا و کبڑی بمعنے

سبزی فروش و زنش، این ہر دو لفظ آشنائے گوش اہل اُردو نیست سوائے کسانیکہ سفر پورب ہم کردہ اند۔ و لفظ شاہجہان آبادیان باین معنی کنجڑا و کنجڑن باشد۔ طرفہ اینکہ اگر بعضی اُردو دانانِ پورب اجتناب از لفظ کبڑیا و کبڑی دارند باز ہم یاء معروف بعد نون افزودہ کنجڑن را کنجڑنی گویند۔ دیگر درخت بڑ بباء مفتوح و راء ہندی در شاہجہان آباد مشہور است (برگد) بباء مفتوح و راء ساکن و گاف مفتوح و دال ساکن استعمال نمایند دیگر مدار بجائے درخت آک۔ دیگر (لو) کہ ہندی بجائے بگیرید مستعمل است و در مقام استعمال آن باوّل کلام معنی اصلی مقصود نیست بلکہ برائے حسن کلام آید (لے) کہ ترجمہ بگیر است بر زبان دارند۔ مثلاً در شاہجہان آباد جائیکہ (لو یار چلو چاندنی چوک تک ہو آویں) گویند در پورب (لے یار چلو ذرا چاندنی چوک کی سیر کریں) محاورۂ بعضی فصیحان باشد۔ دیگر (دھنی) بجائے کڑی یعنی چوب سقف۔ دیگر زکل بجائے زٹل۔ دیگر دہنا بمعنے دست راست بجائے دانیان یا داہنا۔ دیگر بتوری بجائے رسولی۔ دیگر داد ھیال و نانھیال بزیادت الف۔ و ہم چنین چند لفظ دیگر بر زبانِ این صاحبان جاریست کہ شاہجہان آبادیان نشنیدہ اند۔ و از ساکنان بلاد دیگر ہر چند بعضی بسیار کردہ روزمرہ خود را در صحبت اہل دہلی رسانیدہ اند لیکن از لہجہ مجبور اند ہمین کہ حرف میزنند شناختہ می شوند۔ و ہم باید دانست کہ آدم شاہجہان آباد در وقت تکلم یک دو لفظ پورب بزبان اُردو پوربی ہر قدر کہ سخن بگوید ہمہ روزمرّۂ اُردو باشد و الفاظ ملک خود دران داخل نکند از لہجۂ ہر دو معلوم می توان کرد کہ این شاہجہان آبادی است و این پوربی۔ بالجملہ زبانِ اُردو مشتمل است بر چند زبان یعنی عربی و فارسی و ترکی و پنجابی و پوربی و برجی و غیر آن۔ مثال مدلل

واللہ باللہ تمام شب باجی جان یہی کہتی تھین کہ مجھے چھوٹے بھائی پر بہت تیہا آتا ہے کہ ناحق ناحق منگاجی ساتھ لیکر پایندہ بیگ کھتے کے گھر دوڑ دوڑ کے جاتا ہے ایسا نہو

کہ اُس چھلے کی دوستی مین اپنا سر کٹوائے ۔ مین نے کہا آپ کاہے کو کڑھتی
ہین اُس لڑکے کا اللہ بیلی ہے، پایندہ بیگ کیا ہے ۔

و در مثل ۔ بگلا مارے پنکھ ہاتھ ۔ مخفی نماند کہ و اللہ یا اللہ ہر دو عربی است و تمام شب فارسی
و باجی بمعنی خواہر تُرکی و کھیسا بمعنی جیب پنجابی لیکن سواے آدمی استعمال آن در اُردو بر
ہیچ چیز روا نبوده، ہمچنین چھلا بمعنے کم عقل و دراز زبانے کہ حرکات و افعال خود را نیکو داند
و در اصل دلالت کند بر حماقتِ او لیکن از بدی طینت پاک باشد ۔ و بیلی بمعنی نگہبان
نیز پنجابی است ۔ و تنگا بافتحہ و تشدیدِ گاف بمعنی شوہرِ دایہ تُرکی باشد کہ اصلش اتکہ با الف
و تاء و گاف ہر سہ مفتوح و ہاء ساکن از کثرت استعمال و عدم معرفتِ زنانِ ہند بزبانِ
تُرکی تنگا شد ۔ و کاہیکو بمعنی چرا آگاہے در اصل زبان برج است ۔ کاہے رے بھیّا،
یعنی چرا اے برادر ۔ لفظ کو با کاف و واو معروف چون ملحق بآن کردند روزمرّهٔ
اُردو شد ۔ و درین مقام کس واسطے و کس لیے و کیون ہم استعمال یابد و فصیح تر از
کاہیکو باشد ۔ و پنکھ کہ بمعنی پر در مثل بستہ شده لفظ اُردو نیست زبانِ پورب است ۔
و بعضی حرکات و حروف ہم دلالت کند بر شاہجہان آبادی و بیرونی مثلاً ہرگاه
اہل دہلی شاہجہان پور را از زبان بر می آرند اظہار واو در پور نمی کنند، پور بر وزن
خور کہ بمعنی آفتاب است میگویند و پوربیان پور بر وزن نُور ادا نمایند ۔ ہمچنین مُہان را
راکہ قصبہ است متصل لکھنؤ بر وزن گمان، موہان بر وزن طوفان گویند ۔ ردولی کہ
مدفن شیخ عبد الحق صاحب نوشتہ است، رُدولی بضمۂ راء و فتحۂ دال و سکون واو
و کسرۂ لام و یاء معروف خوانند، و دہلویان با راء مفتوح بر زبان دارند و حرکاتِ
باقی ہمان ۔ و درینجا دہلویان مراد از کسانے است کہ خود در پورب بوجود آمده اند و وطن
پدر و مادرِ شان دہلی بوده ۔ زیرا کہ باشندگان شاہجہان آباد تا وقتیکہ لکھنؤ را ندیده اند
نامِ اینگونہ بلاد را نشنیده اند ۔ و ترجمۂ لفظ طفولیت بزبان اہلِ پورب لڑکئی بفتحۂ لام

وسکون رای ہندی وفتحۂ کاف باہمزہ یکے شدہ ویاء معروف باشد و در شاہ جہان آباد این قسم رواج دارد- در مدرسہ از زبان طالب علمان لڑکائی و از زبان اہل مغلپورہ لڑکاپن مسموع است و بر زبان فصیحان لڑکپن جاریست-

موجز اینکہ چون زبان اُردو عطر زبانہاے دیگر است حروفیکہ درین زبان بتلفظ درمی آید ہشتاد و پنج حروف است نزد فصیحان اہلِ تحقیق- و نزدِ عوام و تحقیق ناآشنایان نود و پنج حرف است چہار مشکوک و آن دال و خا با نون یکے شدہ و سین با یا یکے گشتہ و جیم فارسی متحد با ہا و نون- و شش حرف دیگر کہ محل بحث است و آن زاء و شین متحد با نون- و باء فارسی و الف متحد با واو- و کاف با واو و نون یکے شدہ و میم با یاء و نون متحد- بخلاف عربی کہ زیادہ از بست و ہشت حرف ندارد از الف تا یا- و بخلاف فارسی کہ بست و چہار حرف دارد- تفصیلش اینکہ ہرگاہ از بست و ہشت حرف تہجی این ہشت حرف را کہ در فارسی نمی آید یعنی- ث- ح- ص- ض- ط- ظ- ع- ق- جدا کردیم بست باقی ماند- چہار حرف دیگر کہ در عربی نمی آید بران افزودیم بست و چہار شد- یعنی با- فارسی و جیم فارسی و زاء فارسی و گاف ہمچنین بخلاف ترکی کہ بست و سہ حرف دران یافتہ می شود یعنی از ہمان بست و چہار حرف فارسی ڤ- ژ- را یکطرف گذاشتیم و قاف بر باقی مزید کردیم-

بالجملہ تفصیل حروف اُردو برین نمط است کہ بست و ہشت حرف عربی و چہار حرف مخصوص بفارسی و سہ دیگر کہ تاء ہندی و دال ہندی و راء ہندی باشد باہم سی و پنج شد و ہفدہ حرف دیگر است کہ ہر یکے ازان با نون جمع شدہ یکحرف شمار کردہ اند و بتکلف یکے بر ہفدہ ہم زیادہ می توان کرد و آن حروف- الف- با- و باء فارسی- و تا- تاء ہندی جیم- جیم فارسی- خا- و دال ہر دو مشکوک- دال ہندی- را- سین- ک- دگاف ولام- میم- نون- ہا- بود- و حرف دیگر باشد کہ با ہا گفتہ شود و حروف مذکورہ

این است۔ با و باء فارسی و تا و تاء ہندی و را و راء ہندی و دال و دالِ ہندی و کاف و گاف و لام و میم و نون و واؤ و یا و جیم و جیم فارسی باشد۔ و یازدہ حرف دیگر است کہ بایا یکے شوند یعنی با و باء فارسی و کاف و گاف و دال با ہا یکے شدہ و دال ہندی و جیم فارسی و جیم و سین و شین و نون۔ و ہشت حرف دیگر است کہ با ہا و نون یکے باشد و آن کاف و گاف و با و باء فارسی و جیم و جیم فارسی و دال و دال ہندی بود۔ و دو حرف دیگر با واؤ یکے شود و آن الف و باء فارسی است لیکن ہر دو محل بحث ذکر آن بجاے مناسب در کتاب کردہ خواہد شد۔ مانند بعضی حروفِ دیگر کہ در بعضی الفاظ در کتابت معتبر گرفتہ اند و در اصل از شمار حروف بیرون است۔ یا مثل بعضی حروفِ دیگر کہ مانند سین با یا یکے گشتہ زبان بعضی بازاریان باشد۔ مثال حروفِ اُو وا نام زنِ کسبی بخشی علیٰ ہذا القیاس۔ تتو و پپیا و ثابت علی نام ساز زنندہ و جمیا و حسینی و خانمی و چاندنی و دامڑی و ذاکر علی نام سارنگی نوازے و راحت و زاہد علی پسر راحت و سندری و شکرو و صاحب بخش و ضابط علی ہم نام ساز زنندہ و طاہر علی برادرش و ظہورن و عزت و عیینی و فرخندہ و قطبو و کریمن و گنا و لاڈو و مہتاب و نورن و وزیرن و ہینگو و یارو نام کنجن۔ این نامہا نام زنان و مردان کسبی اُردو باشد سواے این اسماء حروفِ مذکورہ در الفاظ دیگر ہم بسیار می آید۔ مختصر اینکہ درین نامہا حروفِ تہجی عربی و فارسی سواے زاء فارسی ہمہ مذکور است۔ چون بر زبانِ قابلیت دستگاہان فصیح زاء فارسی یعنی اصلی خود و ژالہ باری ہم جاری ست مثال آن نیز پیدا شد۔ تا اینجا مجموع حروف عربی و فارسی سی و دو حرف است کہ در مثال یاد کردہ آمد۔ مثال دال ہندی (ڈولی) مر یکے است کہ محبوبان بران سوار شدہ براے رقص میروند ہر چند سواے این فرقہ دیگر مرد و زن ہم سوار می شوند لیکن دیگران بمجبوری۔ و اینہا روزِ رفتن در مجلسِ شادی براے رقص باوجود میسر بودن پینس و میانہ باختیار خود بسواری ڈولی راہ

طے میکنند۔ مثال تا ہندی۔ ٹانٹھی بمعنی زنِ پُر گوشت، مستعد در امور ضروری خانگی۔
مثال راء ثقیل این حرف در اوّل الفاظ بزبان اُردو شنیدہ نمی شود یا آخر لفظ می آید یا
در وسط مانند پیڑ بمعنی درخت و کڑوا بمعنی تلخ۔
مثال ہفدہ حرف با نون یکے شدہ۔ انگرکھہ نام لباس۔ بندوڑ بمعنی کنیز کم قدر پنڈول
قسمے است از گل ہندور بمعنی تنور زبان عوام اُردو۔ ٹنگڑی با تاء ہندی بمعنی ساق جنگلہ
نام راگنی۔ جنگر مشہور خنجر در استعمال مرثیہ گویان با نون مختفی بسیار می آید بلکہ مرزا رفیع
ہم در مرثیہ کہ دو مصرعہ بند اولش این است خنجر بوزن چنبر بستہ مطلع
نہیں ہلال فلک پہ مہ محترم کا چڑھا ہے چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا
اگرچہ نزد فصیحان این الفاظ را اعتبارے نیست و عوام اُردو نیز مستعمل نمی کنند لیکن
برائے مثال خا بند مرزا رفیع نوشتہ شد زبان اُردو خیال نباید کرد۔ ڈنیلی دندان
خرد فیل لیکن زبان جائے دیگر است از اہل اُردو بگوش نرسیدہ و شاید کہ بر زبان
کسے جاری باشد اولیٰ آنکہ داخل اُردو نکنند۔ ڈنڑ با دال ہندی و نون مختفی و راء
ہندی بمعنی ورزش۔ سنو کہ آن را اکثرے از فصیحان ڈنڈ ہم گویند۔ رنگیلا بمعنی آدم خوش
اختلاط معشوقہ دوست۔ سنگار بمعنی آرایش۔ گنڈلا بمعنی کشیدن طلا بر نقرہ۔ گنڈورا قسمی
است از شیرینی ہند۔ لنڈورا بمعنی طائر دُم بریدہ۔ منگیتر بمعنی دختر یکے کہ با کسی نامزد
شدہ باشد۔ ننگیا لینا گرفتن لباس کسے بزور۔ ہنڈولا بمعنی گہوارہ۔
مثال ہفدہ حرفیکہ با ہا یکے مثتند۔ بھاگنا بمعنی گریختن۔ پھٹ گیا بمعنی پارہ شد۔ تھوڑا
بمعنی اندک۔ ٹھنڈا بمعنی سرد۔ مثال تاء ہندی۔ ٹیڑھا با راء ہندی۔ را با ہا در ا
اول الفاظ نمی آید پڑھا ہوا بمعنی صاحب سواد یعنی خواندہ۔ جھوٹا بمعنی دروغ گو و غیر آن۔
چھوٹا بمعنی خُرد۔ چھل بمعنی رشک زنان در مباشرت باہم۔ دھوم بمعنی غلغلہ۔ ڈھال
با دال ہندی بمعنی سپر۔ کھال بمعنی پوستِ حیوان۔ گھوڑا بمعنی اسپ۔ ٹھو پیرا وسط

اکرم علیخان وہر کہ موسوم باین لفظ باشد۔ تھار اگھر بمعنی خانۂ شما۔ مثال سیم کہ در اول لفظ باین صورت آید در خاطر نیست۔ وہمچنین حال لام ازین سبب لھو، تھار اگھر در مثال ہر دو نوشتہ شد۔ نون ہم ازین قبیل است مانند ننھا بمعنی خُرد۔ وہان بمعنے آنجا بر وزن نان وعلی ہذا القیاس۔ یہان بہمان وزن بمعنی اینجا۔

مثال ہشت حرف دیگر کہ با ہاء و نون اتحاد دارند۔ کھنڈانا بمعنے پراگندہ کردن گھنگرو آنچہ مھوشان وقت رقص در پا کنند۔ بھنڈلانا فریب دادن۔ پھُندنا آنچہ چتر پالکی بآن آرایند۔ جھنڈولا بمعنے طفلے کہ مو در سر داشتہ باشد۔ دھنگانا بمعنی اصرار طرفداران عروس در طلب زر وقتِ کشادنِ در با جانب داران داماد۔ ڈھنڈورا بمعنی منادی بنڈھار بمعنی ویرانہ۔ چھنگلیا انگشت کوچک کہ بعربی خنصر نامند این لفظ از زبان باشندگانِ قدیم پورب ہم شنیدہ می شود اند کے جاے تامل است۔

مثال یازدہ حروف دیگر کہ با یاء متحد شدہ اند۔ بیوتانا بمعنی باعث بر قطع ثوب شدن۔ پیوسی آنچہ از شیر گاؤ مادہ یا ہر چہ مثل آن بعد زائیدن درست نمایند۔ کیا بمعنی چہ حرف استفہام۔ گیارہ بمعنی یازدہ۔ دھیان بمعنی تصور۔ جیوڑا بمعنی جان۔ چیونٹی بمعنی مورچہ۔ ڈیوڑھی بمعنی آستانہ۔ نیولا بمعنی راسو وبعضی یاء را دران ظاہر کنند۔

شیوداس نام ہندو وبعضی عوام سیوداس باسین ہم خوانند ہر چند غلط است چون سوائے ہندوان بر زبان مسلمانان اہل حرفہ از قبیل سبزی فروش ونیچہ بند وغیر آن نیز در شاہ جہان آباد روان است داخل اُردو شد۔ گو نزد صاحب لیاقتان فصیح کہ آشنا بکتابت ہستند حقیقتے ندارد باز ہم از روے انصاف مثل خنجر نیست کہ احدے از وضیع وشریف نون آن وقت تکلم در خاء غائب نمی کنند بلکہ ہمہ بر وزن لشکر ادا میسازند وہر فصیحے کہ ازین دو لفظ ومثل آن اجتناب ورزد در دار العدالت نزد اُردو دانان ماخوذ نیست ہمان ہشتاد وپنج حرف چہ کم است۔

دُرِّ دانۂ دوم متضمن تمیز محلات دہلی

بر صاحب تمیزان پوشیدہ نیست کہ ہندوان سلیقہ در رفتار و گفتار و خوراک و پوشاک از مسلمانان یادگرفتہ اند در ہیچ مقام قول و فعل اینہا مناط اعتبار نمی تواند شد۔ بالجملہ جمعیکہ در شاہ جہان آباد می باشند دو فرقہ اند بعضی بصحبت مسلمانان رسیدہ و بعضی محروم ماندہ فرقۂ اول از گفتن دیا و کرپا بمعنی مہربانی و رچھپا بارا مکسور و تشدید جیم فارسی با ہا متحد گشتہ بمعنی نگہبانی۔ و گراس بمعنی نوالہ لیکن مخصوص بکسانے است کہ اصل شان از پنجاب است و چاچا بمعنی برادر خورد پدر۔ و تایا بمعنی برادر بزرگ پدر و ماما بمعنی برادر مادر و مامی زن برادر مادر و ماسی بمعنی خواہر مادر و پھوا با با مضموم و ہا ہر دو یکی شدہ و واو معروف مشدد و مبدل با ہمزہ و الف بمعنی خواہر پدر۔ و جیجا با جیم مکسور و یاء معروف و جیم و الف بمعنی شوہر خواہر۔ دھا بروزن جا بمعنی دایہ۔ و دھا ورا بروزن فاعلن از روے عروض بمعنی شوہر او و قلیہ علی العموم جمیع اقسام گوشت پختہ و پروسنا بمعنی بر آوردن طعام از دیگچہ در رکابی و گروگہ در ہندی ترجمۂ لفظ بکنید باشد بمعنی بر زید و گئو با گاف مفتوح و ہمزہ مضموم و واو معروف کہ بمعنی گاو مادہ است و بجاے آدم مسکین بے زبان نیز۔ و ہتھیا بمعنی آزار و بھگت با با و ہا مفتوح یکے گشتہ و فتحہ گاف و سکون تا بجاے زاہد و متقی و سنارا بمعنی زرگر۔ و نکسا بمعنی بر آمد و علی ہذا القیاس چارہ ندارند۔ فرقۂ دوم بازار را ابزار و بجار و باوزن را اینکھا با فتحہ با فارسی و تشدید کاف با ہا یکے شدہ و الف۔ و پدر را لالا گویند و معمول اینہا نیست کہ پسر وقت صبح سلام بہ پدر کند و یا وقت خطاب تعظیم او ملحوظ دارد بلکہ وقت حرف زدن پسر با پدر چنان بر بیگانگان ظاہر می شود کہ مخاطب از نوکران کم رتبہ این کس است۔ و دیوار را گندہ

گویند۔ کندہ با کاف مفتوح و نون ساکن و دال مفتوح با ہاء یکے شدہ بمعنی دیوار باشد۔ این الفاظ ہمہ در استعمال کسانے است کہ اصل آنہا از بلادِ پنجاب است یعنی لاہور و امن آباد و کلانور و بٹیالہ و سودہرا و برسرور و اورنگ آباد و سیالکوٹ و وزیرآباد و ہیت پوری شکرہ و سلطان پور و بیلان و راہون و لمود و کادمی یا جھیال و بھلو وال و کپور تھلہ۔ و علی الخصوص دلالان خرید پارچہ کہ دلال را دلال بے تشدید لام گویند و دستار را یک با باء فارسی مفتوح و با گاف مشدد خوانند۔ و ہرگاہ با کسے بجنگند دستار خود را از سر برداشتہ در بغل گیرند و صدائے تظلم مثل ستم رسیدگان بلند کنند و بزعم خود طرف ثانی را ترسانند و بدانند کہ ازین تدبیر صائب ما این کس را دو اندیشہ در خاطر پیدا خواہد شد۔ یکے اینکہ در دلش خواہد گذشت کہ ہرگاہ این بیحیا شرم از سر برہنہ کردن خود نکرد محال است کہ حرمت من ملحوظ خاطرش باشد یقین است کہ بعد ساعتے دست بدستار من خواہد رسانید۔ دوم اینکہ این ہم با خود گفتہ باشد کہ اگر بازاریاں صدائے صاحب تظلم شنیدہ فراہم شوند رہائی از دست شان مشکل است اگر خواستہ باشم کہ خاموش سر گریبان استادہ باشم دست درازی خواہند کرد و اگر یک دو مرد کہ را بزنم سر خود را شکستہ پیش حاکم خواہند رفت پس ہرگاہ این دو وسوسہ غول راہ طبع او شدہ باشد سوائے عجز و عذر گناہ پیش ما مردم فروغ نمی تواند کرد۔ و نزد شرفائے شاہ جہان آباد ظاہر کنند کہ مادران مغل بچہا وقت صبح پسران خود را از راہ نصیحت میگویند کہ شما با ہر کسے خواہید بجنگید لیکن با دلال بچہا راست و درست خواہید بود کہ آنہا بد بلا ہستند۔ و روزمرہ این فرقہ ہم در ہندی کم از روزمرہ اہل خراسان در فارسی نیست۔

چنیانچہ دلالے از شاہ جہان آباد بہ فیض آباد وارد شدہ بود فردائے روز ورود خود برائے دیدنِ خوشحال رائے نام جوہری می آید۔ طرف ثانی لیاقت این مرد کہ را کہ دلال پسرے بیش نبودہ است دیدہ تواضع طعام از قسم حلوا و لچئی کردہ وقتِ رخصت

چہار فلوس برائے سیر بازار داد و بعد چند روز کہ بازو وارد شاہجہاں آباد شد یاران محلہ بروجمع شدہ پرسیدند کہ خوشحال رائے جوہری را ہم دیدہ بودند معلوم نیست چہ حال دارد۔ بیک ناگاہ گردن را بلند کردہ بر سر سخن آمد کہ

کھسالی جوہری کی پیچھی بادمین ایسی بنی کہ ایسی کسی کی نہ بنی ہو ڈوڈھی ڈوڈھی پرخیریل وچ خیریل دی سناری دی ہٹ ڈہری کے اندر بھی کنوا کنوے کے منھ اوپر وڈا لکڑا ہور شخنی بھی ایسا کہ ایسا کوئی بھی نہ ہوگا مجھے دیکھتے ہی باگ باگ ہو گیا ہور وسی گھڑی چھے پیسے آدمی کو دیے کہ چنیا ل کے واسطے پوریان ہور موہن بھوگ تو جاکے لاؤ ہور اسکے آؤتے آؤتے تاکر دھیلے کی گاجران ہور دھیلے کا چنا گرڈ لیکے دیا کہ جب لگ وہ آؤتا رہے اسکے آؤتے توڑے منھ توجھٹا لو رب چنگا چوکری تان اسنے بھی تو غوا غوم لوچیان ہور کچوریان ہور موہن بھوگ ڈھیر سا لاؤکے میرے آگے رکھ دیا مینے کہا کے کروں کرکے کہا کہ مین ہنڑ جاتا ہوں اسکے بچارے نے چار پیسے کھیسے مین سے کڈھ کے دیے کہ اسدا کچھ بچارسے لیکے منھ وچ ڈالدے جانا

شرح عبارت این است کہ از خوشحال رائے بقاعدۂ ترخیم خوشحالی گرفت و از راہ بے علمی خاء را با کاف با ہاء یکے شدہ مضموم و شین را با سین و حاء را با یاء مجہول مبدل کردہ از فیض آباد پیچھی آبادی برآوردہ و این زبان اکثر جاہلان و عوام شہر است لیکن دلالان الف را با یاء مجہول بدل کنند شبیہ بقاعدۂ امالہ۔ ڈوڈھی با دال ہندی مفتوح و سکون واؤ و دال ہندی با ہاء یکے شدہ مکسور و یاء معروف بزبان این مردم بمعنی آستانہ و دوم دروازہ باشد۔ خیریل عوض کھیریل است کہ در پورب و دیگر بلاد جنوبیہ رواج دارد۔ و وچ با واؤ مکسور و جیم فارسی مشدد بمعنی درمیان باشد۔ کنوان بتشدید ہمزہ بصورت واؤ بمعنی چاہ۔ اوپر بتشدید باء فارسی

بمعنی برکہ ترجمۂ علیٰ باشد در فارسی۔ وڈا با واؤ مفتوح و دال ہندی مشدّد و الف
بمعنے کلان۔ لکڑ ا بتشدید کاف و راء ہندی بمعنی چوب کلان۔ ہور با ہاء مضموم و واؤ
مجہول بمعنی دیگر۔ شنحی با شین ہمان سنحی با سین۔ چھے با جیم فارسی با ہاء یکے شدہ
و یاء مجہول بمعنی شش۔ لاؤ بمعنی بیار۔ تاگر بمعنی تاے انتہائی۔ گا ئیران بمعنی زرد کہا
چٹا با جیم فارسی بکسور و تاء ہندی مشدّد و الف بمعنی سفید۔ لگ نیز بمعنی تاء انتہائی
ہمچنین۔ توڑی با تاء و واو مجہول و راء ہندی و یاء معروف براے انتہاے وقت
و مکان۔ و جھٹا لو با جیم با ہاء یکے گشتہ و الف و لام و واو مجہول بانیمعنی کہ با طعام نا شتہ
نکنید یا با خوردنی ہا از قسم فواکہ و بقول و غلہ ہاے بریان مثل نخود و غیرہ ناشتا بکنید
چنگا بمعنی خوب و بندہ نواز در اصطلاحِ شان تان بمعنی تو نہ توکہ ترجمہ انتَ باشد بلکہ
توے ہندی کہ در عبارتِ فارسی مقابل آن خود و کاف بکسور باشد مثلاً من خود
میروم کسے برود یا نرود و یا من کہ میروم دیگرے نرود یا نرود۔ ظاہر است کہ ترجمۂ
عبارتِ مذکور بہ ہندی غیر ازین نیست کہ مین تو جاتا ہون کوئی جائے یا نجاے۔
غرما غرم بمعنی گرما گرم۔ ڈھیر سا بمعنی مانند انبار۔ آگے با الف مفتوح و گاف مشدّد و مکسور
و یاء مجہول بمعنی پیش۔ رکھ دیا با راء مفتوح و کاف ساکن متحد با ہاء و دال مکسور و الف
بمعنے چید۔ کرولی با کاف مفتوح و راء مضموم و واو معروف و لام مکسور و یاء معروف بمعنی
آب از دہن بیرون کردن۔ ہن با ہاء مضموم و نون مشہور است در اصل با ہاء با نون یکے
شدہ و راء ہندی بمعنی حالا باشد کہ ہندی اب گویند۔ کڈھ کے با کاف مفتوح و دال
ہندی مشدد و متحد با ہاء۔ و کے در ہندی بدل ہاء بمعنی بر آوردہ از کیسہ یعنی از کیسہ بر آوردہ
داد۔ ضابطہ این است کہ ہاء در فارسی بعد فعل ماضی براے استمرار می آید مانند این عبارت
کہ سلاطین دار الحشم جبہہ بر آستانش نہادہ اند یعنی از بدو شعور چنین کردہ اند و آیندہ ہم تا
زندہ اند بہ چنین خواہند کرد یا براے علاقۂ عبارت ما بعد آید مثل انیکہ ہفت اشرفی از کیسہ

برآورده بمن نخشید و وا با دال و الف قائمقام کا باشد که علامت اضافت در زبان ہندی
است و وی بمعنی کی مثل اینکه فلانے کا بیٹا اور فلانے کی بیٹی - پنجابیان فلانید ابیٹا
د فلانے وی بیٹی گویند و دے ورد الدے با یاء مجہول قائمقام تے باشد یعنی منہ
مین ڈالتے جانا بلہجۂ ولالان در اصل جانڑا باشد بمعنی رفتن - کتابت آن با جیم مفتوح
و الف و نون غنہ و راء ہندی و الف باشد و اینہا زنگار را ز نگال و جنگال و زنگار ہم
گویند در ہر سہ صورت حرف اول جیم باشد یا زاء با نون یکے شده و لفظ مذکور که در اصل
بروزن اسباب است بروزن چہار گردد - شنگرف را که نیز ہمین وزن دارد شنگرف
با شین مکسور با نون یکے شده و گاف و راء مفتوح و فاء ساکن بروزن مسطر اد اسازند
پس باتباع تلفظ این فرقہ حروف زبان ہندی ہشتاد و ہشت باشد ہر چند اینہا پنجابی الاصل
اند و قول شان غیر معتبر لیکن چون بعضی ناخواندہاے شہر ہم این الفاظ را از اینہا شنیده اند
بہمین حروف و حرکات مستعمل کنند و دیگر اردوے شان درست باشد و اخل اردو
می توان کرد و بخلاف الفاظیکه در نقل چنیا مل مذکور شد و منکر این ہر دو لفظ یعنی زنگار
بروزن جار و شنگرف بروزن مسطر با وصف درستی اردو شاه جہان آباد را ندیده است
ولادت یکطرف زیرا که در شہر دیگر از صحبت والدین و دیگر باشندگان شہر لہجۂ زبان اردو
یاد گرفتن سہل است - لیکن بعضی الفاظ و بازیچہا خصوصیت بتولد شخص دران شہر دارد
مثل چنڈول گداگر بول - بکسر جیم فارسی و اعلان نون ساکن و دال ہندی مضموم و واؤ
معروف و لام ساکن و گاف مفتوح و دال مفتوح و الف و گاف مفتوح و راء ساکن و باء
و واؤ مجہول و لام نام بازیچہ - دیگر کاٹھ کٹول بانسلی بھنبیری میرا نانو - با کاف و الف
مفتوح و تاء ہندی با ہاء یکے شده در آخر و کاف مفتوح و تاء ہندی با ہاء
یکے گشتہ مفتوح و واؤ مفتوح مشدد و لام ساکن بانسلی بمعنی پارۂ نے که آن اکثر آدمیان
می نوازند و بھنبیری با با رو بلہاء و نون یکے شده مفتوح و باء با ہاء یکے گشتہ مکسور و یاء معروف

وراء مکسور و یاء معروف اسم جانور کو چک پرد ار - ناتو بمعنی نام - دیگر گالی پیلی ڈلو - کالی سیاہ ہندی، پیلی چیزے زرد، و ڈلو با دال ہندی مکسور لام مضموم و واؤ مجہول بمعنے خط مستقیم کہ بر دیوار ہا با چیز دیگر بقلم یا انگشت یا غیر آن کشند - دیگر چدر چھپول جیم فارسی مفتوح و دال مشدد مفتوح و راء ساکن و جیم فارسی مکسور با ہاء یکے شدہ و باء فارسی مفتوح و واو مفتوح مشدد و لام ساکن این بازیچہ در ہندوستان از ولایت آمدہ است لیکن نام فارسی دیگر است - دیگر گھور گھنڈی چوہی لنڈی باگاف مضموم با ہاء یکے شدہ و واو مجہول و راء و گاف مضموم با ہاء یکے گشتہ و نون ساکن و دال ہندی مکسور و یاء مجہول - چوہے بمعنی موشان - و لنڈے بضم لام و اعلان نون ساکن و دال ہندی و یاء مجہول بمعنی دُم بریدہ - دیگر مونگ چنا ڈگڈوئی ڈو - بازیچہ جوانان با اطفال صغیر است - مونگ بمعنی ماش و چنا بمعنی نخود و ڈگڈوئی ڈو با دال ہندی مفتوح و گاف ساکن و دال ہندی مضموم و واو مجہول و ہمزہ مکسور و یاء معروف و دال ہندی و واو معروف - دیگر چیلا چھپول این ہم از ولایت رسیدہ است در فارسی انگشتری بازی می نامند در شہر ہاے دیگر ہم مروج است براے این کہ اکثر جوانان لوطی پرست براے مساس مخفی این مشغلہ بیش می کنند لیکن اصل این جوانان از شاہ جہان آباد است اگر کدام پوربی الاصل ہم میداند یقین است کہ از اینہا یاد گرفتہ است دیگر بازیچہا نیز جاے دیگر رسیدہ است چرا کہ بزرگان مردم خوش نشین یا از شاہ جہان آباد یا از ولایت یا از حضرت کشمیر آمدہ اند در ہر سہ صورت اردو و را صحیح میدانند مگر از بعضی چیز ہا بیخبر اند، و را اولاد شاہ جہان آبادیان جا تا مل نیست آدمیم بر سر اولاد مغل - مغل دختر ہندوستانی خواہد گرفت یا کنیز کے را در خانہ خواہد گذاشت و مسکن ہم در امثال خود خواہد گزید - درینصورت ہر گاہ پسر تولد خواہد شد دایہ ہم از قوم یا سیدہ خواہد بود - پس وقتیکہ زبان وا خواہد کرد دایہ را انا و مادر را اما جان و خواہر

را باجی صاحب یا باجی جان یا آپا جان خواہد گفت بہمین طریق رفتہ رفتہ زبان را نجوبی یاد خواہد کرد۔ خواجہ محمد لیث کشمیری ہم مجبور است کہ دختر میر محمد مقیم کہ زنش باشندۂ دہلی است بگیرد و پسرے کہ ازان دختر بوجود آید وجاہت او محل شبہہ نباشد۔ وہمچنین حال اُردو و صباحتِ کشمیر با سوادِ ہند یکجا شدہ طرفہ رنگے پیدا کردہ است کہ خدا و را امان خود نگہدارد۔ حُسنِ زانگلو دختران چہ فتنہا کہ برپا می کند۔ زانگلو بازاء والف و نون غنہ وگاف و لام مضموم و واو معروف پسرے و دخترے را گویند کہ پدرش کشمیر زاد و مادرش دہلی زاد باشد بالجملہ این چیزہا را پوربی نمیدانند و این جماعت با وصف تولد در پورب پوربی نیستند با آنکہ آنکھ مچول در لکھنؤ بسیار رواج دارد لیکن پوربیان ہنوز آنکھ مچول را آنکھ مچونا گویند و آنکھ میچنا را کہ در شاہ جہان آباد و لکھنؤ بمعنی چشم پوشیدن است آنکھ موچنا می فرمایند۔ بالجملہ دلالان شاہ جہان آباد با اینہمہ خرابی در ہندوستان از ہندوان شہرہای دیگر بلکہ از مسلمانان ہم فصیح تر اند از لہجۂ شان بود و باش شاہ جہان آباد تراوش مینمایند و مطلب ازین طول مقال این بودہ است کہ محاورۂ اُردو عبارت از گویائی اہل اسلام است۔ لیکن درین صفت ہم اختلاف بسیار است تمام شہر را فصیح نمیتوان گفت اما این قدر ہست کہ بازاریان آنجا قاطبۃً در حرف زدن بہ از اعزہ و شرفاے بلادِ دیگر اند۔ و نیز بر ہر کس کہ دوکان فصاحت در شاہ جہان آباد گرم کردہ است پوشیدہ نیست کہ ساکنان مغل پورہ کہ محلۂ بزرگ شاہ جہان آباد است روزمرۂ اُردو با روزمرۂ پنجاب ممزوج ساختہ حرف میزنند چنانچہ پنجاب را بعضی بروزن چہار بر زبان دارند و نون را در باء فارسی غائب کنند بنوعیکہ از حروف متحد با نون شود۔ لاہور را الہور و قطعہ را بکسر قاف قطِعہ ہر چند در لغت صحیح لیکن خلاف اُردو است۔ و ہمچنین قبل ازین را قبل بکسر قاف۔ و بعضی مانند ہندوانِ پنجاب در جمیع الفاظ کہ جزو آن قاف است بجاے آن کاف بر زبان می آرند قبلہ را کبلہ و قطعہ را کطعہ۔ و لکھنا بجاے طے کردن را با لام مفتوح

ونون ساکن وگاف مفتوح باہاءِ یکی شدہ ونون مفتوح ماقبل الف۔ واوسا بجاے
ویاکہ بفارسی چنان گویند وجوگا با جیم وواو مجہول وگاف والف بجاے لایق و
کافی، میرے جوگا یعنی میرے لائق ویارہان بجاے گیارہ بمعنی یازدہ، وبیالیس
کہ بمعنی چہل ودو باشد بکسر باء۔ وڈوتا با دال ہندی وواو مجہول ونون والف بجاے
دوناکہ با دال مفتوح وواو ساکن مستعمل زبان دانانِ اُردوست استعمال کنند۔
دار آمین با الف مفتوح درآء مفتوح ماقبل الف وہمزہ مکسور ویاء معروف ونون غنہ
بمعنی سبزی فروش بجاے کنجڑا۔ وچھپ جانا کہ بمعنی پنہان شدن زبان اُردواست
بضمہ جیم فارسی۔ ومطلق را مطلق بضم لام بلکہ بجاے فتحہ ضمہ در استعمال شان باشد۔ وجانور
راکہ اکثر صاحبان جنور بغیر الف ہم گویند جناور۔ وسخنان راکہ در اُردو باتین بایاء مجہول
ونون غنہ استعمال کنند باتان۔ وبجاے سب نے سبھون نے۔ تلواران بجاے تلوارین
شمشیرہا۔ ولگائیان بجاے لگائین وتھیان بجاے تھین بمعنی بودند لیکن مؤنث، مثلاً
زنان نشستہ بودند ترجمہ اش بزبان اُردو این است کہ عورتین بیٹھی تھین اہل مغلپورہ
عورتان بیٹھی تھیان میگویند۔ وبجاے میرے تئین، تیرے تئین، ہمارے تئین، تمھارے
تئین، اُسکے تئین، اِسکے تئین، اِنکے تئین، اُنکے تئین، آپ کے تئین کہ زبان اُردو
است وفصیحان بجاے آن مجھے وتجھے، ہمین، تمھین، اِسے، اُسے، اُنھین، اِنھین،
آپ کو گویند۔ مجھ تئین، وتجھ تئین، ہم تئیں، تم تئین، اِس تئین، اُس تئین، اِن
تئین، اُن تئین، آپ تئین۔ وبجاے میری طرف، تیری طرف، ہماری طرف،
تمھاری طرف، اِنکی طرف، اُنکی طرف، اِسکی طرف، اُسکی طرف، آپکی طرف، مجھ طرف،
تجھ طرف، ہم طرف، تم طرف، اُن طرف، اِس طرف، اُس طرف، آپ طرف گویند۔
وسواے این ہر جاکہ موقع کی باشد کہ علامت اضافت است حذف آن نمایند، مانند
پورب طرف ودلی طرف کہ اہل اُردو پورب کی طرف ودلی کی طرف گویند۔ ومانند ہنود

چاچا برادر خرد پدر و تایا برادر کلان را گویند۔ و ہرگس بجاے ہرگز و تلک بجاے
تا بمعنی تک کہ براے انتہا باشد و بندھا ہوا باعلان نون بمعنی بستہ شدہ در تلفظ ایشان
باشد۔ و صاحبانِ شہر قدیم کہ بہ پُرانا شہر مشہور است اِدھر را کہ بمعنی این طرف
مشہور است ایدھر و کدھر را کیدھر و اُدھر را اُودھر باعلان واؤ گویند۔ و دھیرا
بروزن مینا بمعنی متوقف و پرو تھا بضمہ باء فارسی و فتحہ راء بجاے پراٹھا کہ قسمی است
از نان در ہند و اور با واؤ مجہول بمعنی طرف و بھیچک بجاے بُھچک بمعنی حیران و مینھ بروزن
شیر با نون غنہ بجاے مِینھ کہ بمعنی باران است، و تِلکون بجاے تِنئین کہ بمعنی را باشد۔
جانے ہارا بجاے جانیوالا بمعنی رفتنی و این لفظ را باشندگانِ شہر نو ہم از خدمت ایشان
استفادہ کردہ اند۔ فرماتیا ہے و جاتیا ہے و کہتیا ہے بجاے میفرمایند و میروند و میگویند
از زبان ہمین بزرگان فیض رسان گوش زد سامعان است، بلکہ بر سر جمع صیغہ ہاے
مضارع حال در ہندی ہمین آفت می آرند۔

در زمانیکہ راقم مذنب ہمراہ والد مرحوم مغفور وارد دار الخلافہ شدہ بود از بسکہ
آوازۂ فصاحت و بلاغت جناب فیض مآب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ میرزا جان جانان مظہر
تخلص گوش راقم را مقر خود داشت دل با دیدہ مستعد ستیزہ شد کہ چرا از دیدار میرزا صاحب
اینہمہ محروم می پسندی و مرا از لذتِ جاودانی و عذوبت روحانی کہ در کلام معجز نظام
آن حضرت است باز میداری چار و ناچار خط را تراش دادہ و جامۂ ململ ڈھاکہ پوشیدہ
دستار سرخ باندھنو بر سر گذاشتم دیگر لباس ہم ازین قبیل، و از سلاح آنچہ با خود گرفتم
کٹار بسیار خوبی بکمر زدہ بودم باین ہیئت بسواری فیل روانۂ خدمت سراپا افادت ایشان
شدم۔ چون بالاے بام کیول رام بانیہ متصل مسجد جامع ساختہ پیشکش میرزا صاحب کردہ بود
بر آمدم، دیدم کہ جناب معزی الیہ با پیرہن و کلاہ سفید و دوپٹہ ناسپالی رنگ بصوبت سموسہ
بر دوش گذاشتہ نشستہ اند بکمال ادب سلامے پریشان کردم از فرط عنایت و کثرت مکارم

اخلاق کہ شیوۂ ستودۂ بزرگان خدا پرست است بجواب سلام ملتفت شدہ برخاستند وسر این بے لیاقت را در کنار گرفتہ بپہلوے خود جا دادند۔ عرض کردم کہ

"ابتداے سن صبا سے تا اوائلِ ریعان اور اوائلِ ریعان سے الی الآن اشتیاقِ مالا یطاق تقبیل عتبۂ عالیہ نہ بحدے تھا کہ سلکِ تحریر و تقریر مین منتظم ہو سکے لہذا بے واسطہ و وسیلہ حاضر ہُوا ہون"

ارشاد شد کہ

"اپنی تکون بھی بدو طفلی سے تمہین سے اشخاص کے ساتھ موانست و مجالست رہی ہے"

و در محلہ دیگر کہ اولاد کشمیریان بیشتر می باشند و صحبتِ شاہ جہان آبادیانِ فصیح نصیب شان نگردیدہ ظاہر کردن نون غنہ بسیار رواج میدارد۔ و در مضاف و مضاف الیہ کو زیادہ کنند بجا بیجا یعنی در اُردو۔ و سواے مضاف الیہ شدن ضمیر متکلم و حاضر کا، با کاف و الف در ذکر مذکر و کی با کاف و یاء معروف در ذکر مؤنث واسطہ سازند، مانند میرا بیٹا اور تیرا بیٹا۔ و براے ضمیر غائب کا و کی ضرور تر است چنانچہ اُسکا بیٹا اور اُسکی بیٹی گویند و ہمچنین زید کا بیٹا و عمر کی بیٹی۔ کشامرہ یعنی فرزندان شان بجاے کا و کی کو با کاف و واو مجہول استعمال کنند۔ بہرحال درین مقام خود رابطی درمیان مضاف و مضاف الیہ ضرور است این صاحبان در محلے کا از رابطہ مستغنی باشند نیز ہمین لفظ را بکار برند شاہد این بیان است کلام میرزا لطف علی پسر کاظم جیو سوداگر کہ روزے میگفت کہ

"کسی کے گھر مین ایک بیٹی ہوتی ہے تو اُسکو مارے فکر کے نیند نہین آتی مجھکو تو تین بیٹی ہین کیا کرون، چار پہر رات بے مارے اندیشہ کے شیخ سعدی کی گلستان پڑھا کرتا ہون بھلا صاحبو جسکو تین بیٹیان ہون وہ گلستان پڑھکے جی نہ بہلائے تو کیا کرے"

گلستان با علان نون از زبانش بر می آمد و فریاد کردن را باین معنی کہ فلان از من پیش فلانے فریاد برد، "فریاد کہائی" میگفت، یعنی فلانے نے نواب صاحب کے پاس میری فریاد کہائی

ولفظ فلانے را ہم بایاے معروف میگفت بخلاف اہل اُردو، زیراکہ این صاحبان بجاے
مذکر یاے مجہول و در مؤنث یاے معروف آرند۔ مثلاً فلانے شخص نے ہمین بہت عاجز
کیا ہے، یا فلانی رنڈی نے بڑا اُدھم مچایا ہے۔ و بجاے کرون گا کہ ترجمہ خواہم کرد
باشد چاہتا ہون کرتا اور چاہونگا کرنا در استعمال این قوم باشد۔ مت بجاے نا
کہ حرف نفی است بیشتر بر زبان دارند، مانند این عبارت "اس کام کو مت کرنا چاہیے"
و بجاے میواتی میو ایتی بزیادتی یاء بعد الف۔ و ہنچا کہ فعل ماضی و ترجمہ رسید
بزبان ہندی است پونچھا گویند، صحت لفظ مذکور بضمہ باء فارسی با نون یکے شدہ
و ہاء ساکن و جیم فارسی و الف باشد و در روزمرۂ فرزندان اہل خطہ بضمہ باء فارسی و واؤ
مجہول و نون غنہ و جیم فارسی باہا یکے شدہ و الف باشد۔ الحاصل در ینمقام بجاے
استعمال فعل ماضی مصدر ہم عادت ایشان باشد مانند پانچروپیہ اُنسے لینا چاہیے۔
بجاے پانچروپے اُنسے لیا چاہیے۔ یا دو روپیہ انکو دینا چاہیے بجاے دو روپے انکو
دیا چاہیے۔ و فہمیدن بجاے شنیدن در فارسی و سمجھنا بجاے سُننا در ہندی لفظ
این جماعت است۔ مانند این کہ شما اشعار فلان شاعر فہمیدہ اند یعنی شنیدہ اند یا انکہ

اگر مرزا رفیع کی غزل کوئی سمجھو تو مین پڑھون۔

و در محلۂ کہ سادات بارہہ مسکن گزیدہ کہ خدا شدہ اند و نتائج قابلیت شعار ہم رسانیدہ
اند، ہمیشہ بلا بر سر اُردو نازل می باشد۔ کو را کہ با کاف و واؤ مجہول ترجمہ را است
کہ برائے افادۂ مفعولیت می آید کہ درین عبارت کہ "مین نے اُسکو مارا" یعنی من اورا
زدم، کو بروزن ہو استعمال می کنند۔ میر سوز مرحوم ہم بضرورت کو را ردیف غزلے
ساختہ با واؤ معروف قرار دادہ دلیل بر انیکہ باعتقادش لفظ مذکور چنین بودہ است"
این است کہ در مصرعے از غزل مذکور این لفظ را بمعنی کجاست آوردہ از استعمال
کردن آن مغفور لفظ مذکور را معلوم چنان می شود کہ با واؤ معروف زبان قدماء شہر

باشد، یا در هر دو صورت صحیح باشد۔ لیکن چون بیشتر با واوِ مجہول از اہل اُردو و با واو معروف از بیرونیان بسماعت می رسد با واوِ معروف داخل اُردو نمی توان کرد۔ این هم فیضِ خاکِ شاه جہان آباد است که نون غنه را ازین لفظ جدا کرده اند، و الا بزرگانِ ایشان که در وطن بوجود آمده اند کو را کون میگویند مانند این عبارت که

"اُس چھوکرے کون مین نے کتران کہا کہ مجھ سون نہ بولا کر دو تو ناں نگان مان سر کرو ونگا اب تون آپڑے اوپر بدنامی نہین آئی کہیں بارہے ماہین بدنام نہ کرنا۔"

یو با یاءِ مضموم و واوِ مجہول بجاے یہ کہ ترجمۂ این باشد در کلام می آرند۔ ہمچنین در بعضی محلات که اکثر صاحبان از شہرہاے قریب بدار الخلافت آمده تشریف در شہر داشته اند فرزندانِ ایشان با لفاظ غریب و عجیب متکلم می شوند۔ چنانچه در محلۂ افغانان با وجود درستی اُردو لفظے چند که میراث پدر و مادر ہر متکلم است رواج دارد مثل پیارا که در ہندوستان بباءِ فارسی مکسور متحد با یا بمعنی مرغوب و دلچسپ باشد و در اصطلاح افاغنه بکسر باءِ فارسی و اعلان یا، عاشق را گویند۔ بیش که در فارسی بمعنی زیاده است بمعنی خوب استعمال کنند جردا بمعنی رنڈی دمرا بجاے مواد کھٹیا بجاے چارپائی و آگی بجاے آگ و بھنگی بجاے حلال خور۔

ہم چنین سکنۂ محلاتِ دیگر که بعضی از صحبتِ والدین زبان یاد داشته و بعضی زبانِ فرید آباد و بعضی زبانِ رُہتک و بعضی زبان سونی پت و بعضی زبان میرٹھ یاد گرفته با روزمرۂ اُردو ضم نموده اند بحدا که گفتگوے شان شبیه بجانورے است که چہره اش چہره است و باقی تمامش بصورت خر باشد، یا نصفش آہو و نصفش سگ۔ لطف دیگر اینکه چون براے تلاش معاش بشہرہاے دیگر روند خود را شاہ جہان آبادی قرار دہند و اہل آن بلده الفاظ ایشان را سرمایۂ اُردو دانی خود دانسته ہم شہریانِ خود را که صحبتِ این صاحبان یعنی مسافرانِ دہلی ندیده اند دہقان پندارند و لفظ غلطے که از ایشان بشنوند

در مجلس ہندوستان زایان صرف کنند یا در قافیۂ شعر بکار برند اگر کسے از راہ دوستی بعرض رساند کہ این لفظ اُردو نیست چہرہ را سرخ و چشمان را پہن نمودہ بگویند کہ از اُردو دانان ہمین گوش زد ما شدہ است، فلان میر صاحب و فلان شیخصاحب کہ باشندۂ شاہ جہان آباد بودند و تا امروز فصیح ترے از ایشان از دار الخلافت درین شہر نرسیدہ است این لفظ را بر زبان داشتند۔ تنہا ہمین بیچارگان دعوائے توطن در شاہ جہان آباد نکردہ اند دیگران ہم در بند این مالیخولیا ہستند۔ بعضی پنجابیان کہ گاہ گاہے برائے فروختن اجناس از لاہور یا سیالکوٹ یا شہر دیگر وارد شاہ جہان آباد می شوند و زیادہ از سہ چہار ماہ نہایت شش ماہ نمی ورزند ہر وقت کہ بوطن میروند ہم شہریان خود را پنجابی دخود را شاہ جہان آبادی دانستہ زبان آنہا میگیرند و عیب شان میکنند و بحکم انیکہ ع

خرس در کوہ بوعلی سینا است

در مجالس نشستہ می گویند کہ در شاہ جہان آباد کسے این لباس را نمی پوشد و این لفظ را ہم احدے بر زبان ندارد۔ و ہمچنین پوربیان با انیکہ بعضی صاحبان ازین فرقہ کہ در وقت نجف علیخان مرحوم در شاہ جہان آباد بودہ اند گاہے یک ماہ دگاہے دو ماہ و گاہے شش ماہ ہم درین شہر قیام داشتہ اند و بیشتر از اطراف کہ عبارت از متھرا و ڈیگ و دیگر شہرہائے برج و میوات باشد بسر بردہ اند و مدت العمر در لکھنؤ یا الہ آباد یا سندیلہ یا مانک پور و ازین قبیل شہر یا قصبۂ دیگر از بلادِ پورب شب را روز کردہ اند حالا کہ در لکھنؤ دو چار می شوند ہمین میگویند کہ درین مُلک قدر ما مردم را کسے نمیداند و باشندگان اینجا سخت بیرحم و بیمروت ہستند بخلاف باشندگان شاہ جہان آباد، بامیر المومنین ما مردمانے کہ در شہر خود دیدہ ایم جائے دیگر ندیدہ ایم، نمیدانیم کہ جناب اقدس الٰہی ما را بکدام گناہ از شہر ما بر آوردہ در پورب کہ نہ زبان کسی درینجا درست است نہ گفتگوے کسی مانا بہ گفتگوے ایشان، شہر بشہر و کوچہ بکوچہ میدواند۔ وقتیکہ پنجابیان و پوربیان

بهمین قدر مدت قیام شاه جهان آبادی شده مال بسته راه بر بند فرقهٔ اول که از گردش
فلکی ولادتِ شان در دہلی اتفاق اُفتاده چه تقصیر کرده اند که بر خود نه بالند و خود را
اُردو دان مشهور نکنند - کو، یو با واؤ مجهول یا یه بفتحهٔ یا هر دو بمعنی یه بکسر یا که
ترجمهٔ این باشد به تلفظ در آرند - هر آئینه از اہل پورب بهتر اند - خلاصه اینکه صاحبِ
کمال بداند که الفاظ مذکوره یعنی کو با واو معروف و یو ویه بفتحهٔ یا زبان بعضی شهرهای
قریب دار الخلافت است چون فرزندان شان از پدر و مادر همین الفاظ بگوش داشته اند
با وصف متولد شدن در شاه جهان آباد تمئیز در لفظ اُردو و لفظ وطن والدین نکردند
چون قرب آن بلاد از دار الخلافه باعث بر صحتِ اُردوے باشندگان آنجا می تواند شد
در جنب شاه جهان آبادیان همه حکم دهقان دارند - ازینجا ثابت شد که فصاحت در
دہلی هم نصیب هر کس نیست، منحصر است در اشخاص معدوده - هر چه به امتحانِ راقمِ
حروف رسیده است این است که هیچ محله خالی از فصیحے نیست - در بعضی جاے
دو فصیح و در بعضی جا سه و در بعضی جا چهار و هم چنین، شاید که کدام محله خالی از آدم فصیح
نیز باشد - لیکن بیشتر چنین است - پس حکم بر اکثر است نه بر اقل - اما مکانیکه دران
مجمع فصحاء است قلعه مبارک بادشاهی است و دو محلهٔ دیگر، یکے بنگلهٔ سید فیروز که از
خانهٔ مرزا اکم مرثیه خوان متوفی تا حویلی اسمعیل خان صفدر جنگی و از انجا تا حویلی ملکه آفاق
حضرت ملکه زمانیه بنت فرخ سیر بادشاه یک ضلع محسوب است بلکه نزد بعضی کابلی دروازه
و بیرون آن نیز تا تکیهٔ شاه غدایار - و این طرف از حویلی نواب شبیر جنگ مرحوم و چوک
نواب سعادت خان بهادر برہان الملک جنت آرامگاه تا پهاٹک حبش خان داخل
آن باشد لیکن قدرے درینمقام تامل است - آنچه شک را دران گنجایش نیست این است
که تا حویلی ملکه آفاق فصاحت از در و دیوار می بارد و از جیلی قبر تا ترکمان دروازه یکطرف
و تا دہلی دروازه که بدلی دروازه شهرت دارد یک طرف - و تا چوک سعد الله خان

طرف دیگر۔ و حویلی و بازار نواب میر خان مرحوم و سہ راہہ بیرم خان کہ بہ ترا ہہ مشہور است و محلہ فولاد خان و کوچہ چیلیہا جزو دہلی دروازہ است۔

ازین بیان بر ہوشمندان خبیر روشن است کہ فصاحت اُردو بر تولد کسے در شاہجہان آباد نیست۔ چرا کہ فصاحت پاک بودن لفظ از سہ چیز است۔ یکی تنافر حروف مثل اُلینڈ نا یعنی آب از ظرف کلان در ظرف کوچک کردن۔ دوم غرابت لفظی یعنی استعمال لفظ نامانوس غیر متعارف مانند استعمال الفاظ دکھنی و بنگالی و کوہی در اُردو۔ روزے میرزا علی نقی محشر مقتول کہ خدا ئیش بیامرزد گفت کہ پانی اُلینڈ لو، زبان اُردو است پانی نائے لو، زبان پورب است۔ حالا انصاف باید کرد کہ کدام یکے فصیح تر است از دیگرے۔ میرزا قتیل جواب داد کہ پانی اُلینڈ لو، لفظی است کہ گوش وضیع و شریف در شاہ جہان آباد آشنا بآن نیست، و پانی نائے لو، سوائے اہل پورب کسے نمی فہمد یا شما می فہمید پس لفظیکہ مسموع اہل اُردو نباشد در عبارت اُردو آوردن ازینجہت کہ غرابت دارد وباہ فصاحت غلط کردن است۔ و کنگوارا کہ از قسم کا غذ باد است تلنگہ گفتن نیز ازین قبیل باشد، زیرا کہ سکنۂ دہلی ازین اصطلاح خبر ندارند و بر زبان ملازمان شریف کہ بیشتر جاری باشد فیض صحبت اہل پورب است۔ اُلینڈ لو ہر چند دال ہندی دارد و تنافر حروف ازان پیدا۔ لیکن از سبب کثرت استعمال فصیح باشد و بعضی فصحا اُنڈیل لو نیز گویند۔ مرزائے مرحوم را این سخن بخاطر نہ رسید و سکوت ورزید۔ سیوم مخالفت قیاس لغوی و آن استعمال لغت سوائے قیاس باشد مانند کلام بنگالیان مقابل کلام اُردو۔ یعنی بنگالیان ہر وقت کہ پنج فیل را یکجا استادہ می بینند اگر نر اند پانچ ہاتھی کھڑی ہین بایاء معروف در کھڑی میگویند و اگر مادہ اند پانچ ہتنی کھڑا ہے۔ و موافق قیاس لغت این است کہ پانچ ہاتھی کھڑے ہین و پانچ ہتنیان کھڑی ہین، بایاء مجہول در نر و بایاء معروف در مادہ۔ در ینجا مخالفت قیاس از دو جہت است، یکے آنکہ قیاس

چنان منخواہد کہ صیغۂ مذکر در ذکر فیل نر و صیغۂ مؤنث در بیان مادۂ فیل باشد و انعکاس
آن مذکور است۔ دُوم اینکہ گھڑا و گھڑی ہر دو صیغۂ مفرد است و پنج فیل جمع را منخواہد
پس موافق قیاس پانچ ہاتھی کھڑے ہین یا بار مہول فصیح باشد در زبان اُردو گو۔ و
در زبان بنگالہ خلاف آن نیز فصیح بود و مدار کار با گفتگوے دار الخلافہ است۔
این قدر کہ مذکور شد بیان فصاحت کلمہ بود کہ آنرا لفظ مفرد با معنی گویند، مانند چاند و
سورج کہ بمعنی ماہ و مہر باشد۔ اکنون بیان کنم فصاحتِ کلام را یعنی سخن تمام را۔ و
آن نیز پاک داشتن کلام از دُو چیز بود۔ یکے تنافر کلمات و آن عبارت بودن از
آوردن الفاظے در کلام کہ متکلم در بیان آن خطا کند یا بسرعت مثل کلام دیگر بتمام
نتواند کرد مانند این دُو عبارت

اونٹ کی پیٹھ کچھ اونٹ کی اُنچائی سے اونچی نہیں ہے۔ اونٹ کی پیٹھ کچھ
اونٹ کے ڈھانچ کی طرح قدرتی اونچی ہے۔

تم تو تُو تُو مَیں مَیں میں بے جا کرتے ہو میں تو تمہاری بات تین دن میں بھی نہیں
سمجھتا مجھے عبث ششدر میں ڈال رکھا ہے۔

دُوم تعقید۔ و آں لفظی بود و معنوی۔ لفظی مراد از مقدم آوردن الفاظے باشد
کہ موخر آمدن آں سزاوار است، مثالِ آں

آج لڑکے فیض آباد کو چنا مل ہیرانند کے سالے کے لوگ کہتے ہیں کہ گئے۔
و اگر چنیں گفتہ می شد فصیح می بود۔

لوگ کہتے ہیں کہ چنا مل ہیرانند کے سالے کے لڑکے آج فیض آباد کو گئے۔
معنوی مشتمل بودن عبارت است بر تخیل و قصۂ غیر مشہور و دیگر اشکالات مثالِ آں

کل گنا سبز دوپٹہ اوڑھے۔ بیٹھی تھی مجھے دیکھ کہتے لگی کہ میری طرف دیکھا
تو اندھا ہو جائے گا۔ میں نے کہا میں کالا ناگ ہوں مجھ سے ڈرو ہنسکر

کہا کہ دوپٹہ کا رنگ تو دیکھ کہ کس طرح اندھا نہ ہو جائے گا۔

ہنوٗ کی باتیں بھی مینے کی تلوار سے ہاتھی کے زینہ پر کچھ کم نہیں ہیں۔

کَل دامڑی سے میں نے چاہا کہ کچھ کہوں اور بات بھول گیا صدقے جائیے

بھول چوُک کے۔

معنیِ عبارتِ اوّل اینکہ مار از دیدنِ زمرُّد کور می شود۔ محبوبہ طرف ثانی را مار و دوپٹۂ سبزِ خود را زمرّد قرار دادہ۔ معنیِ عبارتِ دوم اینکہ مینا قومے است از رہزناں درمُلکِ راجپوتاں و بر یک کس نیز اطلاقِ آں صحیح باشد۔ و شمشیر زدن مینا بر زینۂ فیل کنایہ از کشتن جواہر سنگھ پسرِ سورج مل جاٹ است، کہ بعدِ فراغ تماشاے کشتیِ فیلاں بقصد سواریِ فیل پا بر زینہ گذاشتہ بود ضربتے از دستِ مینا خوردہ ہلاک شد۔ و معنیِ عبارتِ سوم اینکہ محبوبہ منتظرِ سخنم ایستادہ بود کہ من آں را فراموش کردم تا وقت یاد آمدن طرف ثانی حرکت از جا نکرد، چگونہ قربانِ فراموشیہا نہ شوم کہ توقفِ معشوقہ در رفتن از سبب آں صورت گرفت۔ بالجملہ ہر کہ کلامش ازیں عیوب کہ مانعِ فصاحت است پاک بود فصیح باشد گو در شاہجہاں آباد متولد نگردیدہ باشد۔ مگر تصرف کردن او در الفاظ مقبول خاطرہا نمی تواند شد چرا کہ ایں رتبہ ہم رسانیدن را ولادتِ متکلم در دہلی و پیدا کردن اعتبار در فصحاے آں جا شرط است۔ و ایں ہم چنداں استعجاب ندارد کہ شخصے جاے دیگر قدم بجلوہ گاہِ وجود نہد و از صحبتِ اہلِ دار الخلافہ زبان را یا دبگیرد و در شہر رسیدہ صاحبِ اعتبار شود۔ پس بعد حصولِ ایں مرتبۂ بلند اگر ایجادِ محاورہ بکند یا در لفظے تصرفے شائستہ بکار برد غالب کہ قبول کنند یا بعضے بپسندند و بعضی ناپسندیدن آں سر باز زنند۔ بہر حال چنیں کس بے تامل از عوامِ دہلی فصیح تر است آں دہم بر خواص، چوں ترجیح آنہا نیز غیر از ولادت دراں شہر بر و ثابت نمی شود

اگر تصرفش در لفظے قبول کنند جائے تعجب نیست۔ واز اُردو تنہا الفاظِ اُردو مقصود نیست، لہجہ ہم دراں شریک است کہ آں اصالتِ اُردو باشد۔ دریںصورت ہر کہ لفظ و لہجۂ اُردو ہر دو درست داشتہ باشد اُستادِ کامل است۔ بعضی شاہ جہاں آبادیاں صحتِ لہجہ دارند لیکن الفاظ شاں صحیح نباشد۔ و بعضی بیرونیاں الفاظ را در صحبتِ دہلویاں درست کردہ اند لہجہ ندارند۔ و لہجہ عبارت از آوازِ متکلم است وقتِ تکلم و گردشِ زبانِ او۔ اگر شاہ جہاں آبادی الفاظِ پوربی و پنجابی در عبارت داخل نکنند محال است کہ لہجۂ شہرِ خودش از دست برود۔ و باشندۂ شہرِ دیگر اگر عمرِ خود را در تصحیح اُردو بگذارند از لہجۂ اصلی گریزش ناممکن است مثالِ باشندۂ دہلی ؎

مجھ تئیں اس بات کی کیا خبر یہاں کون کون رہتا ہے اور جانے میری بلا کہ کس ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے اور کون کا فرِ بے پیر لے گیا جس پہ چوری ثبوت ہو اُس شوق سے لہو اُتار لو اور مُشکاں باندھ کر چابک لگاؤ۔

و دریں عبارت مجھ تئیں بجائے مُجھے و ثبوت بجائے ثابت و مُشکاں بجائے مشکیں بایائے مجہول بعد کاف و چابک بجائے کوڑہ پنجابی است۔ چوں لہجۂ متکلم درست است پنجابی نمی تواں گفت۔ ازیں چہ می شود کہ در صحبتے زبانش آشنایِ الفاظ شد تامل دراں نکرد۔ پنجابی کسے است کہ الفاظ اُردو را در لہجۂ خود پنجابی سازد یعنی مجبور است کہ خبر را بسکونِ باء گوید یا بضمۂ آں۔ یا خاء را انقدر مفتوح سازد کہ با کلف مسموع شود۔ و تاء رہتا ہے نیز از زبانِ او مشدد برآید یا نہ مخفف مشدد صرف بلکہ درمیانِ مشدد و مخفف۔ و ہمچنیں حاء ترحم را بے مشدد۔ و گاف لگیا را مکسور گوید۔ ہو را کہ بعدِ ثابت است ہووے بگوید۔ ہر چند در اُردو ہم صحت

وارد لیکن پنجابی بجاے ہو ہمیشہ ہووے میگویند۔ مثال پنجابیِ اُردو داں
مجھے اس بات کی کیا خبر کہ یہاں کون کون رہتا ہے جانے میری بلا کہ کس
ایسی تیسی کا دوپٹہ اور دو روپے جاتے رہے ہیں اور کون کافر بے پیر
لے گیا ہے جس پر چوری ثابت ہووے اُسکی شوق سے لپو اُتار لو اور مشکیں
باندھ کر کوڑے لگاؤ۔
ودیگر لہجۂ مخصوص باہلِ پنجاب است کہ ہر فتحہ از زبان ایشاں ضمہ می بر آید دفتر
دفتر بضمۂ تا ء گویند۔ لہجہ ایں صاحباں دریں عبارت باید دید کہ یک لفظش مخالفِ
اُردو نیست لیکن از سببِ لہجہ تمامش پنجابی شدہ است۔
آپ کا کرم اذبس کہ میرے حال اوپر ہے جی چاہتا ہے کہ ہر کوچہ و بازار
کے اندر و فتر دفتر آپ کی صفت اور ثنا بیان کروں۔ ایسے مقبول کی
خدمت اپنی نجات کا سبب ہے۔
وگاہے حرفِ متحرک را در ثلاثیِ مجرد ساکن نیز گویند مانندِ ایں عبارت
حسن اور حسین کی ایسی ذات ہے کہ جن کے پیغمبر خدا اشتر بنے تھے اور
باغِ اِرم اُن کے غلاموں کا گھر ہے قضا و قدر جو چاہے سو ہووے۔
نانا جنھوں کا محمدؐ اور پدر علی مرتضٰی اور مادر فاطمہ کس کے پسر کا منھ ہے
جو اُن سے برابر ہووے۔
ودر لہجۂ پوربیاں علامتے چند است کہ بآں شناختہ می شوند۔ یکے ادا نکردن الف
بعد حرفے کہ ما قبل آں باشد ہمیں فتحہ را کافی و وافی دانند۔ و ہم چنیں بجاے
یاے معروف کسرہ را و بعد یاء مجہول ہا را بجبوری زیادہ کنند و در اکثر مواقع
بعد الف یاء ساکن ہم از زبانِ شان بر می آید۔ و بیشتر بجاے الفاظِ ہندی الفاظِ
فارسی بمحل آرند و بعضی جاے بعد فتحہ حرف الف در تلفظ ظاہر نمایند و بجاے

فتحہ یا سکون کسرہ۔ وبجاے مخفف مشدد استعمال کنند۔ مثال باشندۂ شاہ جہاں آباد وکہ چند لفظ پورب نیز در گفتگو داخل کنند

پھٹے منھ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند ابنیے کی بیٹی سے باتیں کر رہا تھا، حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آکر ایک دھپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں۔ اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پیٹھ ٹھونکا چاہیے اور آٹھ آنے کی مٹھائی رکھ کر شاگرد ہوا چاہیے، کوئی پتریا بھی مکر میں تیرے برابر نہیں۔ اُس دن بھی برگد کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا، کیا مدار کا دودھ پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے۔

مثال پوربی اُردو داں کہ ہرگز در کلامش لفظ پورب نباشد وہمیں عبارت را کہ شاہ جہاں آبادی دران الفاظ پورب ہم داخل نمودہ در زبان اُردو تمام کند۔

پھٹے مُنھ تیرا چڑیا کے، کل یاروں سے چوری چوری نند ابنیے کی دختر کے ساتھ باتیں کر رہا تھا حضرت شاہ مُرتضیٰ علی کی قسم میں نے اپنی چشموں سے دیکھا دل میں آیا تھا کہ پیچھے سے آپ کے ایک دھاپ لگاؤں لیکن میں نے کہا کہ یار ہے کیا ستاؤں، اصل تو یہ ہے کہ بچا جی تم بڑے بے باک ہو تمھاری پشت ٹھونکنی چاہیے کوئی کنچانی بھی تیری برابر مکر میں نہیں۔ اُس دن بھی بڑ کے پیڑ تلے کنجڑن کو رکھنا تیرا ہی کام تھا کیا آک کا شیر پانی میں ملا کے کمال دکھایا ہے

واز باشندگانِ مابین مُلک گنگا وجمنا یعنی فیروزآباد وشکوہ آباد واٹاوہ وغیر آں بعضی اُردو را از زباں داناں یاد گرفتہ اند لیکن لہجۂ خاصِ شاں این است کہ کہ ضمیر متکلم شاں بعینہٖ آوازِ بُز است یعنی "میں" بامیم مکسور ویاء مجہول ونون غنہ بمعنے من۔ وترجمۂ در را کہ براے ظرفیت در فارسی می آید شبیہ بضمیر متکلم اُردو ادا کنند

وکسرۂ بہ، مہ، کہ، چہل، زہے، خہے، وہ را مفتوح از زبان برآرند۔ واٹاوہ
را اٹایا گویندو "ایں" کہ بالفِ مفتوح و یاءِ ساکن و نونِ غنہ در اُردو بمعنی چہ
گفتند و چہ گفتی مستعمل می کنند بکسرِ ہمزہ، بلکہ جمیع حروف مفتوحہ ماقبل یاءِ ساکن
را مکسور و مکسور چنیں را مفتوح گویند۔ عزیزے ازیں جماعت بست و ہفت سال
در شاہ جہان آباد قیام داشت بعد مدتِ مذکور چوں بوطن باز آمد خود را در نگاہِ
برادراں مثل ہندوستان زایاں بکمال تشخص وانمودہ در ہر مجلسے کہ میرفت دیگرے
را رخصت حرف زدن نمی داد۔ تا آخر جلسہ خود ش بہ نقل و حکایت شاہجہان آباد
گرمی صحبت میداشت۔ یاراں ہم او را ہندوستان زائے عالی مرتبت و خود را
قصباتی کم قدر خیال کردہ روبروے او ہمہ تن گوش میشدند۔ خلاصہ روزے ہیگفت
کہ ایک دن چار گھڑی دن رہے میں گھر میں بیٹھا تھا کہ ایک آشنا تشریف لائے
اور کہا کہ چلو چاندنی چوک کی سیر کریں میں نے کہا کہ بہت بہتر۔ القصے میں اُنکے
ساتھ خراماں ہواں تک گیا، دیکھتا کیا ہوں کہ ایک پری پیکر ایک بانکے
کے ساتھ کھڑی اختلاط کر رہی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ خدا خیر کرے، کہ اس
عرصہ میں بھائی جان کی قسم ہے کہ اُن نے بھی میری طرف دیکھا۔ امیرالمومنین
کی قسم، کہ جس وقت نگاہ اُس جادو نگاہ کے ساتھ نگاہ میری کے ہم نگاہ
ہوئی اُسوقت مجھکو اپنی نگاہ کا نگاہ رکھنا مشکل ہُوا۔ میں نے کہا کہ ارے دل
اس میں بہبود تیرا نہ ہوگا، بہتر یہی ہے کہ یہاں سے بھاگا چاہیے، والا کہتر و
وہتر کی آنکھوں میں حقیر ہو جاے گا، رہنا اس شہر کا دوبھر ہو گا۔
سواے کسرۂ ماقبل یا کہ آنرا مفتوح و فتحہ ماقبل یاءِ مکسور خوانند دیگر جا ہم کسرہ
را فتحہ و فتحہ را کسرہ و ضمہ را فتحہ گفتن لہجۂ ایں بزرگان است۔ ایں بیانہا مانعِ
آں نمی تواند شد کہ شخص متولد شدہ در جاے دیگر ممکن است کہ لہجہ و زبانِ اُردو

را چنانکہ باید یاد بگیرد و تصرف او مقبول خاطر ہا شود و قولِ او را حجت دانند
زیرا کہ بہم رسیدن آدمِ زکی ہر جا ممکن و حاصل شدن ہر فن شریف بکسب از
یقینیات، بشرط دل نہادن بر آں باشد۔ بدیہی است کہ فارسی را با وصف
ایں ہمہ بُعد از کتب و ہم از اہلِ زبان آموختہ شعرائے بلند مرتبہ در ہند گزشتہ اند
و ہم در عربی چہ معقول و چہ منقول علماء والامرتبت۔ ہرگاہ ایں گونہ علوم و فنون
بمحنت و سعی نصیبِ ہندیاں می شود چگونہ اقرار بدرستیِ لہجہ و زبانِ ایشاں مثل
زبان دہلویاں نکردہ آید۔ گو جائے دیگر اتفاقِ ولادت افتد مگر وجودِ چہار چیز
شرط است۔ یکے ثبوتِ والدین شخص از خاکِ پاکِ دار الخلافہ، دوم میسر شدن
صحبت اُردو داناں، سوم شغف ایں کس بتحصیل و تحقیقِ آں۔ چہارم تیزی
طبع و وقادتِ ذہن۔ ازیں شروطِ اربعہ اگر شرطِ اوّل فوت شود حصول مرتبہ
بطالبِ صادق امکان دارد۔ لیکن یقینی نیست، وسہ شرط باقی از واجبات
بود۔ و ذکر مجبوریِ باشندگان جائے دیگر از ادا کردن لہجۂ ملکِ خود با وصف معرفتِ
کلی بزبان اُردو نظر بکثرت است، یعنی نادرستی لہجۂ بیرونیاں با وجود دانستن اُردو
بیشتر، و پاک بودن شاں ازیں عیب شاذ و کمتر، بلکہ ممتنع۔ راقمِ سطور چنیں کس را
کہ لہجۂ اُردو ویش درست باشد و مولد او شہرِ دیگر، ندیدہ ام، اِلا در جماعت کہ
والدین ایشاں از شاہجہان آباد در ملکِ دیگر آمدہ اند یا از ولایتِ کشمیر و لہجہ
و لغت را بکمال شیفتگی در خدمتِ فصحائے اُردو درست نمودہ اند۔ و ایں ہم
باید کہ ذہن نشینِ طالباں باشد کہ قوّتِ طبع باشندگانِ دہلی در ایجاد و تقلید
زیادہ از دیگراں است، اگر خواہند مغل شوند، فارسی را بلہجۂ ادا می کنند کہ
کہ اہلِ ولایت صحتِ زبان و لہجۂ ایشاں دیدہ در غلط می اُفتند۔ و ہم چنیں در
عربی عربہا را می فریبند، جائے کہ عربی و فارسی ایں حقیقت داشتہ باشد

آنجا پوربی و پنجابی و بنگالی و دکھنی و بندیل کھنڈی و مارواڑی و برجی را کہ می پرسید
علی ہذا القیاس قوتِ ایجاد باین درجہ کہ چند زبانِ شیرین اختراع نمودہ باہم حرف
زنند کہ دیگران یعنی ناآشنایان بآں زبان متعجب شوند۔ و ایجاد منحصر در پیران نیست
اطفال بازی گوش ہم بازیچہا در زبان ہا ایجاد کنند۔ ایں سلسلہ ہنوز دراں شہر در
است، انقطاع آں سوائے فقدان وجود انسانی، کہ خدا چنیں نکند، دراں
سرزمین ارم تزئیں تا قیام قیامت محال می نماید۔
مختصر کہ یکے از زبانہائے جدید زرگری است کہ زبان ہیچ شہرے نیست و آں بریں
نمط است کہ درمیان لفظ دو حرفی زاء زیادہ کنند و بعضی ایں را اصل و دیگر حروفِ
تہجی را بجائے زاء فرع شمردہ داخل لفظ نمودہ اند و از لفظ دو حرفی حصر
لفظ مقصود نیست، بلکہ ازیں قید آگاہ کردن صاحبان کمال است، ازیں کہ
میانِ دو حرف حرفے از حروفِ تہجی زاء داخل کردہ می شود۔ مثل ایں عبارت

ازاج مزیرزا جزی یزوں چزاہزا ہزے کہ بزی گزن نزاکزے مگزا جزا
کزے ٹزک وزل بزہ لزا وزوں۔

باقی قیاس فروع ہم بریں باید کرد۔ دیگر زبان مقلوب مثال آں

ریتی بس تابیں ٹھوجھ کھیندی

یعنی تیری سب باتیں جھوٹھ دیکھیں۔ دیگر بکنی یعنی درمیان دو حرف بکن آرند
مثال آں

کبکنا پبکنی کبکنی بیکنصر بکنی ببکنت خبکنوب تبکنو پبکنی ہبکنے (کا پی کی مصری خوب ٹوتی ہے)

ایں زبان ایجاد حضرت ظل سبحانی خلیفہ رحمانی شاہ عالم بادشاہ غازی است خلد اللہ
ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ۔

دردانۂ سوم حاوی بعضی ذکرِ فصیحان

بعضی برانند که کلام شعرا در ہر شہر فصیح تر از کلام دیگران باشد و بعضی محققان
برآن که در شعر اکثر اوقات ضرورتِ حفظِ وزن و رعایتِ قافیہ مانعِ فصاحت میگردد
چنانچہ میر محمد تقی سلمہ القدیر که سرآمد ریختہ گویان طبقۂ ثانیہ است ۔ہینھ بروزن
میش بمعنی باران در مصرعے برائے حفظِ وزن آوردہ و ہمچنیں بھیچک بجائے بھچک
بمعنی حیران ۔ و ملک الشعرائے زبانِ اُردو مرزا محمد رفیع متخلص به سودا در قصیدہ
لیک و جھپک لفظ کٹک را بمعنے لشکر برائے ضرورت قافیہ ایراد نمودہ و کٹک ہرگز لفظ
اُردو نیست ۔ دریں مقدمہ حق بدست سعد اللہ سکندر مرثیہ گو است که در ہر زبان مرثیہ
گفتہ ۔ از انجملہ در زبان ماڑواڑ مرثیہ دارد که مصرعۂ اولِ بندِ اولش این است ۔

کائیں کھی اب ما کو شاباں گھنی کٹک چڑھ دہائی چھے

کٹک بفتحۂ کاف و تاء ہندی مفتوح و کافِ ساکن در آخر لفظی است از الفاظ ماڑواڑ
معنی آن فوج و لشکر باشد ۔ سندِ دیگر از نثر بخت سنگھ مارواڑی موجود است که روزے
در فیض آباد با امیرزادہ احوالِ خود را عرض می کرد که

مہنے تو ایٹھاں نہیں ڈہروں چھیے نہیں مہنی کی شار کی جاڑے کو مہین کٹک

ماں ، ہرڑی والو نہیں راہرڑی کے پاس سونڑی والو ۔

و لفظ تھوڑا که بمعنی اندک آید بارائے ہندی صحت دارد و ہمچنیں تھوڑی که مونثِ آں
باشد مرزا ندکور خلافِ اُردو با زا بستہ ۔ یا گوری که بمعنی چیز سفید روشن مؤنث
باشد قافیہ کردہ شعر

ساقِ سیمیں کو تری دیکھ کے گوری گوری ۔ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوری تھوری

و با واو مجہول بغیر ہا گفتن ایں لفظ ہم از قبیل تصرف ایں صاحبان است برائے

قافیۂ شعر خود، والا در اصل تھوڑا و تھوڑی باشد مثل ہاتھ بمعنی دست کہ قافیۂ ساتھ باشد، در اصل آں ہاء در تاء پنہان است، ایں صاحبان قافیہ بات وبہیات سازند وہا را خلافِ تلفظِ جمہور دور کنند۔ و لفظ اُردو بیشتر صاحبان با راآ و ہندی نیز استعمال میکنند۔ لیکن فصیحان با راء برلب آرند۔ از قولِ اہلِ تحقیق ضعفِ مذہب کسانیکہ سندِ لفظِ فصیح از کلامِ شعرا جویند بہ ثبوت پیوست و ایں جواب ہم پُر ضعف است کہ شاعرانِ فصیح ترین آدمیان اند۔ بعضی الفاظ را کہ خلاف زبان شہر ایشان است برائے ضرورت عمداً می آرند نہ از راہ بیخبری۔ دلیل بر ضعف جواب اینکہ شاعران البتہ زبان شہر خود را خوب میدانند و لفظ بیگانہ نیز عمداً می آرند لیکن مقلدِ ایشان کہ از جائے دیگر باشد چہ می داند، کہ شاعرِ اُردو دان دہلوی ایں لفظ را کہ در شعرِ خود آوردہ است زبان اُردو است یا زبانِ جائے دیگر و عمداً از روے ضرورت در کلام خود جائز داشتہ یا بضرورت اجتہاد نمودہ۔ بلکہ بیچارہ ہرچہ در شعرش خواہد دید ہمہ را اُردوے پاکیزہ خواہد فہمید، و با یاراں مباحثہ بیجا خواہد کرد و آخر کار پشیمان و خجل خواہد شد۔ مثل ما مردم کہ ہرچہ در کلامِ مغل می بنیم آں را فارسی می دانیم گو بعض الفاظ از زبانِ سُریانی ایرا نمودہ باشد یا از زبانِ دیگر۔ ازیں گفتگوہا عدمِ حفظِ مرتبۂ افصح اُردو در سخن گفتن، یعنی مرزا رفیع دہلوی علیہ الرحمۃ و میر صاحب عالی قدر میر محمد تقی صاحب با وجود لہجۂ اکبر آباد و شمول الفاظِ برج و گوالیار در وقت تکلم از سببِ تولد در مستقر الخلافہ مذکور مقصود خاطر داعی آثم نیست، بلکہ مرہونِ ایں صاحبان ام کہ چند لفظ نامعقول را ترک کردہ اند۔ مثل مینے بامیم مفتوح و نون مکسور و یاء مجہول کہ قدماے شاہ جہان آباد بجاے مَیں کہ بمعنی درمیان است، در شعر می بستند

بقول میاں آبرو- مصرعہ

مصرع برمنے جامہ نہ تھا اک جھول تھی-

دیگر لفظ سریجن و پی و پیتم بمعنی محبوب لیکن سجن بمعنی معشوق و تنک بمعنی اندک،
شاید ازیں قبیل نہ بودہ باشد کہ در کلام شاں موجود است- دیگر دکھو بجاے دیکھو
بمعنی بہ بہبنید، دسا بجاے دیکھا گیا بمعنی دیدہ شد، خواجہ محمد میر صاحب متخلص بہ اثر
برادرِ کوچک اعیانی خواجہ میر درد مرحوم کہ دسا در مثنوی طبعزادِ خود استعمال فرمودہ اند
یحتمل کہ خالی از حکمت نباشد- مانند ترواد کہ برزبان برادرِ بزرگ ایشاں بجاے تلوار
جاری بود- غرضکہ پاک کنندۂ چمنستانِ ریختہ از خار وخس عیوب، ہمیں صاحباں
بودہ اند- ازیں چہ شد کہ لفظ ستی ہسیتی بجاے سی و مجھ دل کی بجاے میرے
دل کی در کلام میرزا رفیع یافتہ می شود- ستی و سیتی در واسوخت باید دید چنانچہ
بیت اول بند اول این است-

شعر

یا الٰہی میں کہوں کس ستی اپنا احوال

زلفیں خوباں کی مرے دل کی ہوئی ہیں جنجال

در بندِ دیگر بعد چند بیت سیتی ہم آمدہ است و مجھ دل کی دریں بیت ملاحظہ باید کرد

شعر

گرہ لاکھوں ہی غنچوں کی صبا اک دم میں کھولے ہے

نہ سلجھیں تجھ سے اے آہِ سحر مجھ دل کی گچھریاں

و محبوباں جمع محبوب سوائے مضاف الیہ شدن این لفظ نزدِ فقیر کراہت دارد مانند این

مصرع ہاتھ سے جاتا رہا دل دیکھ محبوباں کی چال

و اگر این چنیں گفتہ باشد صحیح شود

زلفِ محبوباں ہوئی زنجیرِ پا

و باستحان این فقیر رسیدہ کہ ضاعتِ تقلیدِ درستِ آدمِ ہر شہر و ملک کہ در آخر
دُردانۂ دوم نیز اشارہ بآں کردہ شد خصوصیت بہ باشندگانِ شاہ جہان آباد دارد
نصیب سکنۂ جاے دیگر نیست۔ مرزا معز فطرت کہ اعلم علماء ایران و شاعر عالی مقدار
آنجا بودہ و مدتہا در ہندوستان شب را بروز آورد مطلعش بزبان ریختہ این است شعر

از زلفِ سیاہِ تو بدل دھوم پڑی ہے
در گلشنِ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

و قزلباش خاں اُمید با این ہمہ جوشش ہا اہل ہند و تبحر در علم موسیقی ایران و ہند
یک شعر درست در زبانِ اُردو سرانجام نکردہ گاہے کہ رخشِ طبعش درین وادی
دویدہ غبارِ خاطر سامعاں گردیدہ از وست،

شعر

بامن کی بیٹی ایک میری آنگ موں پری
غصہ کیا و گالی دیا اور و گر لری

عماد الملک وزیر کہ در بندیل کھنڈ متولد شدہ بود در ایامے کہ مسافر گشت در
شہرے از بلادِ عرب بلباسِ درویشی وارد شدہ بمنزل شخصے از سکنۂ آں بلدہ
رسیدہ ظاہر نمود کہ باشندۂ بصرہ ام۔ طرف ثانی بہ مُدارا برخاست و دَہ روز
بہ مہمان داری اقدام نمودہ تا دہ روز دراں خانہ اعزۂ عرب فراہم می شدند
احدے نشناخت کہ ہندی است۔ اندکے حرف زدن بہ زبانِ عربی و درست نمودن
لہجہ را غور باید کرد و انصاف شرط است۔

وسادوان کشمیر ہر شہر را بلباس و زبان و لہجۂ او متلبس و متکلم شدہ می فریبند، دو
صنف اند۔ یکے کشمیر زا کہ اینہا زود تر شناختہ می شوند و نجواریِ تمام می گردند۔
دوم دہلی زا کہ اینہا ملک بہ ملک می روند و باشندگان ہر شہر را شناختن ایشاں

ممتنع گردد۔ در مجلسِ عرب عرب و در صحبتِ ایرانی ایرانی و در مجمع تورانی تورانی و پیش فرنگی فرنگی ہستند۔ و این ہم یادِ خاطرِ یاراں باشد کہ دہلوی شدن موقوف بر تولد شخص در دہلی نیست والا ساکنان مغل پورہ و ساداتِ بارہہ کہ در شاہجہان آباد بوجود آمدہ اند باید کہ دہلوی باشند و چنین نیست زیرا کہ دہلوی آن است کہ روزمرہ او شبیہ بروزمرۂ باشندگانِ شہر دیگر نباشد ہمیں کہ حرف می زند شناختہ می شود، بخلاف اہل مغل پورہ کہ گفتگوے شاں مشابہ گفتگوے جوانان لاہور است و ہمچنیں حال ساداتِ بارہہ کہ کلامِ ایشاں با برادران ہم شہری مانا است۔ پس دہلوی عبارت از اولاد کسانے است کہ شستگیِ زبان و نفاستِ طبع و موزونیِ لباس و حُسنِ نشست و برخاست و آراستگیِ خانہ بفرشِ زیبا ایجاد نمودہ و مروج کردۂ ایشاں باشد۔ چہ فرزند ایشاں خواہ در شاہجہان آباد خواہ جاے دیگر ہم رسد بشرطِ تعلیم پذیرفتن در صحبتِ والدین یا عمو یا خال یا برادرِ بزرگ یا کہ مثلِ ایشاں باشد دہلوی باشد۔ مثل جوانان لکھنؤ کہ در یک دو لفظ مغائرت با دہلویاں دارند لیکن در دیگر صفات و قابلیت برابرند و ایں مغائرت از عدم توجہ در بعضی جوانان یافتہ شود۔ ہمہ را ایں حال نیست بلکہ دریں شہر ہر محلہ محلۂ فصیحان است بخلافِ شاہجہان آباد۔ و انکارِ ایں معنی از دانائی بعید است، چرا کہ باشندگانِ اینجا میدانند کہ ما در پورب سکونت میداریم، نشود کہ زبان سکنۂ اینجا یاد گیریم، ازیں جہت تحقیقِ الفاظ از پدر و مادر و دیگر بزرگانِ خود کہ از شاہجہان آباد آمدہ اند میکنند۔ دوم اینکہ اشخاصِ جلیل القدر فصیح زبان بیشتر از دارالخلافہ مدت ہا است کہ بہ بدرقۂ افلاس بیروں آمدہ بلادِ پورب را مسکن خود ساختہ اند لیکن از جہت قرب شاہجہان آباد بر شہرہاے دیگر کہ در ارضِ شرقی است ترجیح دارد و کثرتِ دہلویانِ فصیح دریں شہر بدرجہ است کہ حصر آں امکان ندارد، و دہلویانے

که حالا در شاه جهان آباد قیام دارند فصیح کمتر اند و غیر فصیح بیشتر. فصحا را از قبیل
فصحاے لکھنؤ خیال باید کرد و غیر فصحا جماعتے ہستند که والدینِ ایشان از جاے دیگر
تشریف آورده در شهر سکونت ورزیده اند، چوں صاحبِ اولاد شدند، فرزندانِ
ایشان از دو جہت، یکے آنکه در شاه جہاں آباد می باشیم ہر پوچ و یاوه که میگوییم ہمہ
صحیح در روزمرهٔ دہلی است، دوم اینکه سواریِ اسپ و بانک و پٹہ و لکڑی و نیزه بازی
آموختند و دانستن زبانِ اُردو پیشِ اینہا قدر و منزلتے نداشته است. بعضی الفاظ
دہلویاں را با الفاظِ والدینِ و دیگر اقربا ضم نموده زبانے پیدا کردند و قصد تحقیق
الفاظِ فصیح ایں زبان در خاطرِ ایشاں متمکن نه گشت۔
مختصر اینکه سندِ اُردو از گفتگوے ملوک و اُمرا و حواشی و حضارِ شاں جستن بہتر است
که فقیه و شاعر و مہندس و محاسب و طبیب و مغنی و صوفی و زنانِ پری چہره در مجلس
شاں حاضر می باشند و اصطلاحِ ہر فرقه را در گوش دارند، و در ہر لفظیکه اصطلاح
جاری میکنند بزرگ و کوچک را در قبول کردن آں گریز نمی باشد و زود تر مروج
می شود و ہر شخص فصیح و بلیغ در صحبتِ ایشاں گنگ میگردد و اگر سخنے را درست میگوید
و پسندِ خاطرِ امیر و حضار می شود بمباہات نزد اماثل و اقران ذکرِ آں بر زبان می آرد
و ہر صاحبِ کمال را وقت حرف زدن در خاطر خلد که مبادا حرفے از زبانِ من
بر آید که موجبِ رنجند دریں مجمع شود۔ و ہمچنیں بندشِ دستار و دوختِ قبا و زیر جامه
و کفش ہر چه رواج می یابد بر پسند اینہا موقوف است، مثل لفظ رنگتره که بمعنے
سنگتره فرموده فردوس آرامگاه است، و ہمچنیں گلدُم بمعنی بلبل و گلسر بمعنی تیتر
که در فارسی دُراج گویند و سفید سر بمعنی سرخاب۔
حالاکه ایں مقدمه بدلیل ثابت شد تصدیقِ قولِ راقمِ آثم پُر ضرور است، و آں اینست
که سر دفترِ فصحاے خوش بیان و مقدمة الجیشِ بلغاے طلیق اللسان و قصب السبق

میدان براعت و مجددِ قوانین لذاعت مصداق لوذعی المعی دریں زمان ذات ملکی ملکات جناب عالی است، برب کعبہ کہ تقریرِ آں حضرت بزبانِ اُردو در ہر فقرہ یاد از مقاماتِ حریری میدہد - احدے را از فصحاے ماضی و حال ایں طلاقتِ لسانی و تلمع بیانی نبودہ است و نیست و در ہیچ وقت سخن آنجناب خالی از لطیفہ نمی باشد - گاہے تجنیس است و گاہے ایہام و گاہے طباق است و گاہے ترشیح و وقتے محتمل الضدین - محررِ داعی لطائفِ حضور را جمع نمودہ کتابے جداگانہ ترتیب می نماید - دیگر نواب عماد الملک مغفور کہ موجد بعضی قوانین ایں زبان است ایجادش ہمہ مقبول - لیکن نسبت قوت طبع او با قوّتِ طبع جنابِ عالی نسبت چاہ است با دریا - بایں دلیل کہ پوشاک و کلام وقت عماد الملک سوائے ایں نبودہ باشد کہ حالا در شاہ جہاں آباد است، پس اگر پوشاک مردانۂ آنجا را مقابل پوشاک مردانہ لکھنؤ بکنم بعینہ لباس بانیہ ہاے کاندھلہ و شاملی درجنب پوشاکِ مرزایانِ ایران است - گو در اصل بر پوشاک شہر ہاے دیگر سوائے لکھنؤ میچربد پوشاک زنانۂ آنجا در بروے پوشاک زنانۂ اینجا حکم سرود زنان شرفاء در شادیِ فرزندان و دختر خود پیش سرودِ میاں غلام رسول دارد، یا مقابلۂ کھاروۂ سُرخ با اطلس سُرخ است - بخدا کہ کلام مرداں اینجا ہرگاہ بکلام مردانِ آنجا سنجند بے شک و شبہہ مقابلۂ گفتگوے لالہ بھاڑا مل دھوسر است با قوت نطق نواب عماد الملک

سوال از طرف نواب عماد الملک

اجی لالہ بھاڑا مل تمہارے احوال پر باللہ کہ ہم سخت متاسف ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی عنایات سے تمھیں میاں الوف کا مالک کیا اور اوقات تمھاری یہ کہ احد من الناس جس مسلمان کو فرض کیجیے اُسکے برابر ذائقہ صاحب کا لذت آشنا نہیں - بڑا تعجب ہے کہ آدمی باوصف تیسر نعماے الٰہی

سے محروم رہے اور نام اُس کا رحم اور شفقت رکھیے۔ ہم لوگ بھی تو اپنے
ہاتھ سے بکری سوائے عید قربان کے حلال نہیں کرتے اور یہی اشخاص صاف
کر کے گوشت بڑے آدمیوں کے مطابخ میں پہنچاتے ہیں اور بازار میں بیچتے
ہیں اگر تم بازار سے لیکر کھاؤ تو کیا مانع ہے۔

جواب از طرف بھاڑ اہل

ہھیں پیر و مُرشد ہمارے دھرم مانہیں جیو کا مارن بڑا دُوکھ ہے۔ ہور کھاؤنا
تو ہور بھی بُرا، ہور کھا تہاری کی بات ہے تم کھاوند لوگ ہو۔ ہمارے تو
جو کوئی چوشی بھی بھولے سے مارگیر ہے تو اُسیکے ہاتھ کا پانی پیونڑا اگجب ہے۔
ہماڑے بڑے تاؤ سیلرام جی تھے اُونڑنے بھولے بسرے تے کھا کھنکھجوری
دِہی کے باپ پر پیر رکھ دیا تھا سو وہی کا باپ مرگیا۔ سو باباجی نے دیکھکر فرمایا
نیوتی کے کھایوہ کی کیا اب دس ہجار روپئے کس کے گھرتے کاڈھوں جو اُسکا
دوکھ اُتاروں۔ ہور پمیشرنے ہماری کھاونڑ پیونڑ واسطے بھی ڈھیر چیجاں
پیدا کریں ہیں، موہن بھوگ، لوچئی، کچوری، اندرتی، میٹھے سُہال
کچنال، برے، سنبوسے، پراگرٹی، کھُرمے، بالوساہی، گندوڑے، دھوئی
مونگ کی دال، دھوئی دھوئی اُردکی دال، ہور ڈھیر سے ترکاریاں ہور جلیٰ
ہور مگدکا لڈّو ہور گوند کے پاپڑ جو جو ربھی نوس بھرماویں تو پھیر کھانوس،
تنرکی کو بھی بھول جاویں بلکوں بھولے بسرے بھی کھاؤنے میں نہ آوے۔

شرح این عبارت۔ ہھیں بکسر ہاء و تشدید ہاء ثانی مکسور و یاء مجہول و نون غُنّہ
لفظ بانیہ ہا باشد بجاے ہاں صاحب در اُردو۔ پیرو مرشد بغیر واؤ بمعنی پیرومرشد
باواؤ عطف۔ ہمارے بامیم مفتوح باہاء یکے شدہ و الف و راء و یاء مجہول بجاے
ہمارے در شاہ جہان آباد۔ مانہیں در زبان سادات بارہہ بمعنی درمیان گزشت

جیو بجاے جی بمعنی جان - بڈا - با دال ہندی ہماں بڑا بمعنی کلاں - دوکھ با دال و واو مجہول و کاف با ہاے یکے شدہ بمعنی گناہ باشد - ہور - با ہاے و واو مجہول و راے بمعنی اور بجاے دیگر در فارسی - کھاؤنا بجاے کھانا بمعنی خوردن - نکھا اختصار ہیں نے کہا باشد بزبانِ فصیحانِ دہلی کتابتِ آں با میم مفتوح و کاف مفتوح با ہاے یکے گشتہ - و تھاری با تاے مفتوح متحد با ہاے و الف و راے و یاے معروف بمعنی تمہاری در اردو - و کی با کافِ مکسور و یاے معروف بجاے کیا بمعنی چہ براے استفہام در فارسی تم با تاے مفتوح و میم ساکن بجاے تم در اردو بمعنی شما در فارسی - کھاوند بجاے خاوند - چوشی بمعنی چوہی یعنی مادۂ موش و از چوہی تا چوشی تفاوت ہا ربلند و شجاعت باشد - مارگیرے بمعنی مار ڈالے یعنی بکشد - پیونڑا بجاے پینا بمعنی نوشیدن کتابتِ آں با باے فارسی و یاے معروف و واو مبدل با ہمزہ متحد با نون و راے ہندی و الف - گجب بمعنی غضب آرند - بڈے با یاے مجہول بمعنی کلاں تعظیماً - تاؤ - با ہمزۂ مضموم و واو معروف بمعنی برادر کلانِ پدر - سلیام نام بانیہ - انڑنے با ہمزۂ مضموم با نون راے ہندی یکے گشتہ بمعنی اوشاں در فارسی - تے بجاے سے بمعنی از در فارسی کھنکھجورا نام جانور مشہور در ہند - دھی کے باپ بمعنی پدرِ دختر باشد کہ در اردو بیٹی کا باپ گویند - کے بجاے کا در اضافت وقتِ خطاب باشد مانند فلاں زید کا بیٹا ہے اور فلانی زید کی بیٹی ہے - یا باجی در ہند واں مراد از زید ربا شد - پھرمایا با باے فارسی با ہاے یکے شدہ و راے ساکن بمعنی فرمایا - نپوتی بکسر نون نبے کہ ہیچ نہ زاید - کے با کاف و یاے مجہول براے اضافت است یعنی اے فرزند ستردن - ازیں کلام مرادِ قائل اظہار غضب بر مخاطب باشد زیرا کہ معنی نپوتی کے این است کہ ازیں حرکات زود است کہ از جان گزراں در گذری و چناں بے نام شوی کہ گویا مادر ترا نزادہ است یا باین معنی کہ اے دشمن عقل زود است کہ گشتہ شوی و مادرت بفرزند شود - و

اطلاقِ نیوتی بر مادر مخاطب پیش از گشته شدن مخاطب از روے مجاز باشد، چون اطلاقِ فاضل بر طالب علم که آخر بعد تحصیل علم بر منصب فضیلت خواہد رسید۔ لیکن بایں معنی نیوتی کے را فرزند ستردن گفتن درست نباشد، گو تالِ ہر دو واحد است وایں عبارت در تال قریب عربی است که در حالتِ غضب بگوئی "تبّتیک اُمک" گویند یعنی بگرید ترا مادرِ تو۔ اب بمعنی حالا۔ روپئے بمعنی روپیہ ہا۔ کاڈھوں باکاف والف ودال ہندی با ہاء یکی شده و واو معروف ونون غنه بمعنی بر آرم در فارسی باشد۔ پنمیشر با باء فارسی مفتوح ونون ساکن ومیم مکسور ویاء مجہول وسین مفتوح وراے ساکن بمعنی خدا۔ پیوتڑ با باء فارسی مکسور ویاء معروف وواو مفتوح ونون غنه وراء ہندی بمعنی نوشیدن۔ ڈھیر با دال ہندی با ہاء متحد شده ویاء مجہول وراء ساکن بمعنی بسیار۔ چیجاں جمع چیج با جیم فارسی ویاء معروف وجیم ساکن بمعنی چیز۔ کریں باکاف وراء ویاء معروف ونون غنه بجاے کیں باکاف ویاء معروف ونون غنه۔ کھرمیں بمعنی خرمه ہا۔ مگد با میم وگافِ مفتوح ودال ساکن قسمے از شیرینی در ہند۔ حجور بمعنی حضور۔ نوس در آخر با سین بمعنی نوش با شین در آخر پھرماویں بجاے فرماویں۔ پھیر بجاے پھر بمعنی باز در فارسی۔ نوس تنڑکی با نون مفتوح وواو مکسور وسین ساکن وتاء مضموم ویا نون یکے شده وراء ہندی ساکن وکاف ویاء معروف بجاے نمش وتنگی۔ بلکوں با واوِ مجہول ونون غنه بجاے بلکه۔ بسرے با یاء مکسور وسین ساکن وراء ویاء مجہول بجاے بھولے۔ یا فارسی کا ییتھ ہا مقابل فارسی صفاہانیاں وہمچنیں فرس فضلاء وطلبهٔ علوم پورب که تقلید لہجه مغل نیز مرکوزِ خاطرشاں باشد در جنب مغل۔

سوال از میرزا صدر الدین صفاہانی

چرا دو۲ سه۳ ماه بر ما نامہرباں بودید که تشریف نیاوردید ومشرف نفرمودید دو۲ سه۳ پنجم که

از حیات مستعار خوش بگذرد غنیمت است اما خوشی خاطر بے مجالست دوستاں کجا۔
شعر

بہارِ عمر ملاقاتِ دوستداران است
چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا

تنہا نہ گریۂ آدم بکار آید نہ خندہ، حالا بدستور می آمدہ باشید زندگی آدم ہمیں قال و مقال و اختلاط است۔ جناب میدانند کہ مذہبِ من صوفیانہ است نمیدانم کہ ہندو چہ قبح دارد و مسلماں چہ حُسن۔ ہر دو بندۂ خدا و نورِ چشم عارف اند۔ جہانِ گذراں مثل حباب نقش بر آب است آخر ہمہ را رجوع بمبدء خواہد بود نزاعِ لفظی کہ زید بہ از عمرو است یا عمرو بہ از زید میانہ برادرانِ نوعی چہ ضرور سر زید بگردن عمرو۔

جواب از لالہ یکتا پرشاد سری واستم

ہگا ہگا ایں عاجز تمو دو ماہ بگلگشت گلستون بیماری پرداختہ ہگا ہگا ولیکن آن منبعِ عطوفت و احساں شربتِ جوں پرور عیادت را دریغ داشتہ ہگا ہگا۔ شعر

ما زیاراں چشمِ یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

ہگا ہگا امیدم از ایشاں شکستہ شود چوں احوال آں اہبت دستگاہ چناں مبرہن گردید دیگر دم از دوستیِ کسے کشتن بیجا است۔ ہگا ہگا رو دیدہ را شرم ہمی کنند و ایں کہ ہگا ہگا بر زبوں راندہ کہ ایشوں صوفی مذہب است و ہگا ہگا تعصب مے داشتے چہ نقصان می داشتی و اکنوں کہ ندارد ما را چہ نفعے از و بااللہ العلی العظیم و با میر المومنین الیہ السّلام دوست را غلام است و مردِ خوب را بندہ، و ہگا ہگا با آدم خر دماغ کارے ندارد۔ ہگا ہگا حیف کہ در دو موہ از مونپرسیدی آں قدر غفلت ہم از حالِ دوستونت نشایستی۔ ہگا ہگا ایں تو رسم زمانہ است کہ شکایت از دوست کردہ می شود۔

تمام شد فارسی مکتا پرشاد که درمیان کاتیھ ہا قومش سری واستم بود- شرحش
اینکه ہگا ہگا ہر دو بار باہاء مفتوح وگاف والف بیجا در کلام صرف میکرد بلکه تا
این لفظ از زبانش برمی آمد حرف زدن برو محال بود- شمو بجاے شما از راهِ
تمغل گفته- وتاء پرداخته را مکسور گفته ہا را ظاہر نمود- جون بجاے جان ورد
و درداشته ہم قاعده پرداخته مرعی داشته- شاستہ شد بمعنی گسستہ شد گفته-
وگشتن بجاے زدن استعمال نموده- و لفظ رو دیده را شرم بمعنی منہ دیکھے کی شرم
نزدِ او بوده- وزبون بمعنی زبان- و باد ال رانده ہم سلوک تاء پرداخته ورد
وہاء مخفی را مثل ہاء بارز ظاہر ساخته- وایشوں بجاے ایشاں اسم اشاره براے
جماعت وغرضش مخاطب بوده- صوفی مذہب است بجاے صوفی مذہب ہستند
گفته یا ایشوں بمعنی من- وآں عبارت بمعنی صوفی مذہب ہستم آورده- و این
بما سبق متعلق تر از اول است- و سید اشتی بمعنی سید ہشتند- و ندارد بجاے ندارند
وازو بجاے از شما- و راء امیر المومنین را مفتوح ادا کرد و الیہ السلام بکسرهٔ الف
بجاے علیہ السلام گفته- و دوست را غلام است بمعنی دوست را غلام ہستم آورده
و مردِ خوب را بنده بمعنی مرد خوب را بنده ام- و ندارد بجاے ندارم مستعمل نموده-
و موه با واو معروف بجاے ماه- و مو با واو معروف بجاے ما- نپرسیدی بمعنی نپرسیدند
آں قدر بجاے این قدر- و فغلت بجاے غفلت- و دوستونت بجاے دوستانت
تلفظ نموده- واین تو بجاے اینکه یا بجاے این خود-

سوال از مرزا کاظم اصفهانی

قبله خیلے مشتاق خدمت بودیم این وقت که جناب از درس وتدریس فارغ شده اند
یحتمل که چیزے ہم نخورده باشند و بعد از طعام قیلوله ہم ضرور است اگر حکم شود حاضر
باشم واگر بفرمائید فردا باز بخدمت برسم- ہنوز که ده دوازده روز اینجا ہستم چه

عرض بکنیم کہ فلکِ کجرفتار دست از بازیہا بر نمیدارد، والا چندروز در خدمت آپ صوبے ملازماں کردم - چند شبہہ کہ در شرحِ اشارات بخاطر داشتم وجوابِ آنہا اندکے عسیر می نماید باسانی تمام از جناب برطرف می شد وائے وائے اینجا قدر ملازماں راکہ میداند برابر یک سبزی فروش یا چونہ پزایراں اوقات ندارید قبلہ بیا بولایت برویم -

جواب از مولوی عبدالفرقان

ارے برہان لائیس از فصحت و بلغت آں باذعان دانستی شدی کہ مولدِ ایشوں از خوک پوکِ ایران بودی - ارے برہان لائیس او بلبل ہزار داستان رانعم البدل بود - من بایں فصحت کسے مغل راندیدہ است ہمیں کہ او گوہر سخون رابمثقبۂ بیاں سُفتہ - ارے برہان لائیس من دانستیم کہ وے مالکِ بون ہست - ارے برہان لائیس من طعام را خارج میخوریم و خسپیدگی رانمی خواہیم تا او شستہ اہست گپ زدگی و جمع شکوک را ارے برہان لائیس بلک کُل مائی بالہ پاخ دادی خواہد شد - و ازینکہ اوراشوق بسوے کتبِ معقول ہست ارے برہان لائیس غنچۂ خاطر ایں کس گل بشگفت انشاء اللہ تعالیٰ عظم شانہ ولا لحاظ احسانہ - ارے برہان لائیس دیگر چارچہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ از قسم شعر خواہد شدن -

ہر کجا در عالمِ امکاں ہست گرمی صحبتی
بیگما شمع زبان شعرا دراں بزم روشن است

گفتگوے مغل و مولوی بانجام رسید - حالا شرح کلامِ حضرت مولوی گوش باید کرد

ارے برہان لائیس باہمزۂ مفتوح ورا و یاء و باء مضموم ورا ساکن وہا، و الف و نون ولام و الف و ہمزہ و یاء معروف و سین ساکن بجاے ہنگاہنگا در کلام لالہ کتا پرشاد خیال باید کرد - و فصحت و بلغت ہماں فصاحت و بلاغت بغیر الف است و آں بمعنی تماشا یعنی تعالیٰ قدر - و دانستی شدی بجاے دانستہ شدہ این چنیں تلفظ را غور کردن واجب

است - ایشوں بجاے ایشاں بمعنی شمار - خوک پوک بجاے خاک پاک از غلبۂ مغل -
وایروں بجاے ایران - بودی بجاے بوده - واو بمعنی شما - کسی مغل بجاے ہیچ
مغل - ندیده است بجاے ندیده ام - سخون در اصل بمعنی سخن و صحت دارد لیکن جناب
مولوی صاحب از سبب لہجۂ وطن شریف واو معروف از دیاد کرده اند - من دانستم
بجاے من دانستم - ووے بجاے شما - وزبون بجاے زبان از جہت مغلیت - شسته
است بجاے نشسته است - گپ زدگی بجاے گپ خواہم زد - بلک با باء مفتوح و
لام مکسور و کاف ساکن براے ترقی کلام - کل مافی بالہ مراد ہرچہ در دل اوست
و مراد مولوی صاحب ہرچہ در دلِ شماست باشد چرا که مخاطب اغائب ارشاد میفرمایند
دادی خواہد شد بجاے داده خواہد شد کتب معقول بفک کسره اضافت - واین
کس بمعنے من - چارچہ بجاے چرچہ - انشاء اللہ تعالیٰ خواہد شدن بجاے
خواہد شد با وصف خواہد شد در ینجا مصرف ندارد - و عالم امکان با میم مکسور در عالم
وگرمی صحبتے بغیر کسرۂ اضافت - وشعرا بروزن عذرا - زبان شعرا با نون غنه
بجاے زبان شعرا بکسر نون و فتح عین و سیم بزم بیروں از تقطیع براے ضرورت -
از نقول عجیبه این که زمانے بعضے اعزه بسندیله رفته بودند محامد جناب مولوی حیدر علیصاحب
که اعلم علماے معقولیاں ہستند شنیده مشتاق ملازمت ایشاں بودم و میخواستم که
بتقریبے سفر سندیله اختیار نموده بہ تحصل این دولتِ عظمیٰ پردازم - از حسن اتفاقات
جناب ایشاں بحسب ضرورتے به لکھنؤ تشریف آورده در اسیا مئو که فرودگاه رساله
عبدالرحمن خاں قندھاری است فروکش گردند - داعی راقم از وصول این نوید
جاں بخش زود تر سوار شده بخدمتِ ایشاں حاضر شدم و براے ترفع خود در چشماں
قصیدۂ غیر منقوطۂ خود را که موسوم بطور الکلام و آخر آں مشتمل بر صنایع چند است
باین گمان که پسند ایشاں موجب مزید اعتبار من خواہد شد بر ایشاں عرض کردم

جناب معزی الیہ قصیدہ را شنیدہ در رغرر تحسین و آفریں را تفویض دُرج سامعۂ ایں
ہیچمداں کردند۔ چوں احقر العباد آثم در وقتِ والد مرحوم تحصیل کتب درسیہ منطق و
حکمت بعمل آوردہ بودم و از مدتے کہ فرطِ محبت شعر و مجالست با دوستاں و فکر معاش
و ضیق کوچۂ تلاش عنان شوق را ازاں طرف برگردانیدہ آنچہ خواندہ بودم بسہو انجامیدہ
بود سوائے اختلاط شعر و سخن، اظہارِ مقدماتِ علمی در حضرت ایشاں حمل بر تنگ ظرفی
خود کردہ ام۔ و بناءً علیہ گزارش نمودم کہ بگوش فقیر رسیدہ است کہ جناب در ۳ زبان
یعنی عربی فارسی و ہندی شعر فرمایند۔ ہر چند کہ ایں بندہ را لیاقتِ آں کجاست کہ
فرمودۂ ملازمان عالی را بفہمد لیکن اگر بقدر فہم ایں بے بصیرت چیزے تیمنًا و تبرکًا
ارشاد شود بعید از بندہ نوازیہا کہ شیوۂ بزرگان است نیست۔ ارشاد شد کہ میر انشاء اللہ
خاں صاحب است میفرمایند من در ہر سہ زبان مذکور چیزے موزوں میکنیم۔ لیکن چوں
آدم بر زبان خود زیادہ از زبان دیگر قادر می شود و اطمینانے کہ از لہجۂ ملک خود دارد
از زبان ملک بیگانہ ندارد برائے ایں التماس کردہ می آید کہ ہر چہ ازاں خاطرم جمع
است اشعار ہندی است۔ گفتم ازیں چہ بہتر چیزے باید خواند۔ از فرط تلطف و کمال
رافت قصیدۂ کہ در ہماں ایام از نتائج طبع شریف ایشاں در نعت سرورِ کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم موزوں شدہ بود تفویض صماخ راقم نمودند۔ صلۂ آں پیش حملۂ
عرش رب العالمین است روز قیامت پیش خواہند کشید۔ حقیر مجرم بعد از استماع بالحاح
تمام قصیدہ را گرفتم از بسکہ ہیچ مفرحے بزعم من باو نرسید زیرا کہ ہر مصرعش برائے
تفریح طبع اہل مجلس حکم یک قطعۂ زعفراں داشت بخاطر رسید کہ خمس آں درست نمودہ
یادگارے در جہانِ گذراں باید گذاشت۔ الحمد للہ کہ بعنایتِ ایزدی ایں مہم بآسانی
صورتِ تمامی پذیرفت و درینجا برائے افادۂ طالبان فن ایراد ۲ دو بیت از قصیدۂ
مذکور بعمل آمدہ

نظم

رسول حق کا محمدؐ نبی خیر انام
اے فخر کون و مکاں تجھ اوپر درود و سلام
ہے امر ہم کو صلّوا و سلّموا تسلیم
ہے امتثال امر کا واجب اے مومناں مدام

بالجملہ بعد چندے کہ ہمراہ الماس علیخاں بہادر وارد سندیلہ شدم و بکرر ملازمت مولوی صاحب ممدوح دریافتہ مخمس را بایشاں عرضہ دادم پسند خاطر نازک پسند افتاد وہماں لحظہ نقل آں گرفتند۔ سیاہ کردن کاغذ بہ نقل مذکور ازیں جہت است کہ بعضی خرد دشمناں ایں گماں دارند کہ فضلا شعر را موجب پستی پایۂ خود دانستہ متوجہ نمی شوند والا دراندک توجہ ہرچہ خواہند بگویند یقینی است کہ بہ از شعرا گفتہ شود و چند شعر نامربوط کہ مثل قصیدۂ مذکور از زبان ایں بزرگاں بشنوند آں را محیط معانی و گنج بدایع تصور کنند و نمیدانند کہ شاعری بے نسبت اصلی شخص باروح القدس ممتنع است مرزا رفیع اُمی باشد و شعر باآں فصاحت و بلاغت بگوید و صاحبِ قصیدہ بایں رفعت و تشخص علمی چنیں نافہمیدہ راہ رود جاے عبرت است۔ و از ہمہ عجب تر اینکہ باعتقاد طلبۂ علوم جناب ایشاں میرزا ہستند لہجۂ فرس ہم از اہل ایران یاد گرفتہ و زبانِ اُردو ہم در شاہجہاں آباد آموختہ و چوں حکماے یونان در علم موسیقی نیز کہ اصلے است از اصولِ اربعۂ علم ریاضی مشق را بکمال رسانیدہ بودند مولانا ہم عشاق و عراق و حجاز و بیات و غیر آں مقام و گوشہ ہاے فارسی و بھیروں و بھیاس و بھیروی و للت و رام کلی و کھٹ و کنکلی و بھٹیار و سگھرئی و سوہا و گوجری و کندھار و اساوری و ٹوڑی و بلاول و الہیا و دیوگری و دیگر راگ و راگنیہا مثل ہمیں راگنیہاے صبح در حاشیہ خیال دارند۔ وگاہ گاہے روبروے کدام خفاشے کہ از شاگردان خاص است خیال خواندہ داد طلب می شوند۔ قربان ایں شعور و بلاگردانِ

ایں عقل باید شد ہرگاہ در سرودن مضائقہ نکردند در ساز زدن کدام عیب است حبذا مجلسی کہ درو علماء فراہم آیند و از ہمیں ہا یکے جوڑی بزند و دیگرے سارنے بنوازد و یا یکے ساز در دست بگیرد و دیگر

اُنظر الینا او میاں چیرے والے

مناق المجال علینا سانوں بھی اپنی کول بلالے

ہجرک میڈی جان اِجلس بین یدینا

بھویں تہاری بانوں بھالے

بسراید - جائیکہ جناب مولانا با ایں ہمہ تحقیق و تفتیش ریختہ را بایں صحت و درستی و موزونی ادا کنند مولوی عبدالفرقان ہم اگر فارسی را بنوعے کہ گذشت استعمال نماید چہ گناہ کردہ باشد۔

ہمچنیں گفتگوے زنان خانگی و کسبی شاہ جہاں آباد مقابل زنان ہمجنس شاں در لکھنؤ بعینہ گفتگوے برکاونی کنیز الکن مولوی کرم الرحمٰن است ۔ مشہور و ملقب بیان چپئی در حسب گویائی براتی بیگم و موتی خانم شاہ جہاں آبادی است ۔ یا کلام میر غفر غینی و یائی کہ باشندۂ دہلی است با زبان پری پیکر کوچۂ بلاقی بیگم با اختلاط خدمتگار ٹھاکر بادام سنگھ جاٹ ساکن آؤ با تفضل حسین خاں علامہ ۔

سوال از براتی بیگم و موتی خانم

اری سر مونڈی باندی تو اتنا جھوٹھ کیوں بولتی ہے ۔ اللہ کرے تیری بوٹی بوٹی اوپر والیاں لے جائیں اُڑ جائے تو خیلا خندی میں نے کب ستیاناس گئی تیرے میاں کی جورو کا گلا کیا کہنے والی کو علی جی کی مار ہووے ڈریے تیرے دیدے سے میٹھے بھائے گیا اُشغلا اُٹھایا ہے ، بھس میں چنگاری ڈال جمالو دُور کھڑی ۔

تا اینجا عبارت براتی بیگم بود ۔ کلام موتی خانم

اے صاحب آپ کیوں باندی بندوڑوں کے منھ لگتی ہیں۔ ایسی باتوں سے ہوتا کیا ہے۔ زناخی ہم تو آگے ہی یہ بات جانتے تھے کہ اس زمانے میں غریب پر رحم کرنا اچھا نہیں۔ پر کیا کریں اندروا لا کمبخت نہیں مانتا۔ کیا جانیے ایسے کرتوتوں سے کیا جتن ہوتا ہے۔ اس پِڈّو کا کیا دوس ہے کردۂ خویش آید پیش۔

جواب از کنیزِ مولوی کرم الرحمٰن

بیڈم صاحب اِہتاں ٹھڈائے جانت ہے جو میں تجھ بھی ٹہے ہوں ٹرم سبھی ہیال اُٹھے رہیں میں تو نہ بولوں نہ چالوں جن آپ سن آئے یہ بات ٹِھس ہے اور مورانام ٹِھس ہے اُہ ٹی پُرماں بانس تے دِیوں میں تو جیتی ناہیں ٹرت ٹِہہ جاؤں تم بی بی موری ٹا دِلّا ہُومیں تو بَل بَل جاؤں ٹمرے ٹڑے سے آسرے پے آوت رَہوں ٹمرا صدٹا ٹھاوٹ رہوں اور ٹھاٹم صاحب منھ ٹاٹہن رہے ٹہیاں ٹی ٹوئی باٹ باہر ٹھی تو ٹی اپنا ٹیا پَی ہے سو میں بُرجری اپ ٹا ٹورانی رَہوں جو بی بی سن ٹھوں ٹہ بیڈم صاحب اور ٹھاٹم صاحب تُم ٹاں بُراٹھت رہیں اور ٹمرا دَلّارت رہیں ٹمٹیٹ ٹروجہ بُرجری ٹِینو ٹِھس ہوے وہٹی ناٹ ٹاٹ ڈارو مَینہ ٹاٹران ٹی ٹسم اَور سَلّم جھد ین ٹریا میں نا نہیں بولوں"۔

کلام بی نوڑن کسبی باشندۂ کوچہ بلاقی بیگم با میر غفر غینی ویائی۔

اجی آؤ میر صاحب تُم تو عید کے چاند ہوگئے۔ دلّی میں آتے تھے دُو دُو پہر رات تک بیٹھتے تھے اور ریختے پڑھتے تھے، لکھنؤ میں تمھیں کیا ہوگیا کہ کبھیں تمھارا اثر آثار معلوم نہ ہُوا ایسا نہ کیجیو کہیں آٹھوں میں بھی نہ چلو، تمھیں علیؑ کی قسم آٹھوں میں مقرر چلیو"۔

جواب از میر غفر غینی ویائی ۔ مراد از غفر غینی ویائی این است کہ وقتِ تکلم بجاے

لام و راء بتستر غین و کمتریاء از زبانش برآمده باشد۔ بیان صورت میر نذکور این که سیاه رنگ، کوتاه قد، فربہ گردن، دراز گوش، بندش دستار بطور بعض قند سازان کہنہ، رنگش سبز یا اگرئی و الّا اکثر سفید، گاہے گُل سُرخ ہم در گوشۂ دستار میز تند۔ و جامۂ مصطلح ہندوستان نہ جامۂ لغوی در بر مبارک بسیار پاکیزہ میباشد چوں لباس باریک را ازیں جہت کہ برائے زناں مقرر است نمی پوشند۔ رخت پوشاکے ملازم شریف ایشاں اکثر گندہ است لیکن قیمتی دو نیم روپیہ را آنکہ تمام در یک جامہ صرف می شود۔ چولی زیرِ پستان بالائے آں دوپٹہ پستولیہ، دامن بر زمین جاروب می کشد۔ و مسی ہم بر دندان مبارک می مالند و پاپوش از سقرلاطِ زرد و در چاقِ وسطِ آں ستارہ از تار ہائے طلائے غیر خالص۔ حالا کہ ہیئت معلوم شد طرز کلام با زنِ کسبی باید کشید

اجی بی نوغن[1] یہ بات کیا فغماتی ہو تم تو اپنے جیوغے کی چَین ہو پَغ کیا کہیں جب سے دغی چھوٹی ہے کچھ جی افسغدہ ہوگیا ہے، اوغ شغغ پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ غطف نہیں غہا۔ مجھ سے سُنیے اوغ غیختے میں اُستاد میاں وغی ہوے اُنپغ توجّہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھغ میاں آبغو اوغ میاں ناجی اوغ میاں حاتم پھغ سب سے بہتغ مغزا غفیع السودا اوغ میغ تقی صاحب پھغ حضغت خواجہ میغ دغد صاحب بغدا غاہ مغقدہٗ جو میغے بھی اُستاد تھے۔

---

[1] میر غفر غینی کی گفتگو صاف زبان میں یوں ہوگی۔

اجی بی نورن! یہ کیا بات فرماتی ہو، تم تو اپنے جوڑے کی چَین ہو، پر کیا کہیں، جب سے دلی چھوٹی ہے کچھ جی افسردہ ہوگیا ہے۔ اور شعر پڑھنے کو جو کہو تو اس میں بھی کچھ لطف نہیں رہا۔ مجھ سے سُنیے ریختے میں اُستاد میاں ولی ہوے، ان پر توجّہ شاہ گلشن صاحب کی تھی۔ پھر میاں آبرو اور میاں ناجی اور میاں حاتم۔ پھر سب سے بہتر مرزا رفیع السودا اور میر تقی صاحب پھر حضرت میر درد صاحب بر داللہ مرقدہٗ جو میرے بھی اُستاد تھے۔

وہ غوگ تو سب نغگئے اوغ اُنکی قدغ کغنے واغے بھی جاں بحق تسغیم ہوئے
اب غکھنؤ کے جیسے چھو کغے ہیں ویسے ہی شائغ ہیں اور دغی میں بھی ایسا ہی
کچھ چغچا ہے تخم تاثیغ صحبت کا اثغ۔ سبحان نغاہ یہ کون میاں جغئت ہیں
بغے شائغ کوئی ونسے پوچھے تو تمھاغا خانماں کس دن شعغ کہتا تھا اوغ
غضا بہادغ کا کونسا کیام ہے۔ اوغ میاں مصحفی کہ مطغق شعوغ نہیں غکھتے
اگغ پوچھیے کہ ضغب زید عمغاً کی ترکیب تو ذغا بیان کغو تو اپنے شاگغدوں کو
ہمغاہ غیکے غغنے آتے ہیں۔ اوغ میاں حسغت کو دیکھو اپنا عغق بادیان
اوغ شغبت انا غین کو چھوغ کے شاعغی میں آکے قدم غکھا ہے۔ اوغ
میغ انشاء اغاہ خاں بچاغے میغ ماشاء آغاہ کے بیٹے آگے پغیزاد تھے ہم بھی
گھوغنے کو جاتے تھے اب چند غوز سے شاعغ بنگئے۔ مغزا مظہغ جانجاناں صاحب
کے غوزمغے کو نام غکھتے ہیں۔ اوغ سب سے زیادہ ایک اوغ سُنیے کہ سعادت
یاغ طہماسپ کا بیٹا انوغی غیختے کا آپ کو جانتا ہے، غنگیں تخغص ہے۔ ایک

وہ لوگ تو سب مر گئے اور اُنکی قدردانی کرنے والے بھی جاں بحق تسلیم ہوئے اب لکھنؤ کے جیسے چھوکرے ویسے ہی
شاعر ہیں، اور دلی میں بھی ایسا ہی کچھ چرچا ہے۔ تخم تاثیر صحبت اثر۔ سبحان اللہ، یہ کون میاں جرأت، بڑے
شاعر، پوچھو تو تمھارا خاناں (آزاد نے اسے رلے ماں لکھا ہے) کس دن شعر کہتا تھا اور رضا بہادر کا کون سا
کلام ہے۔ اور وہ دوسرے میاں مصحفی، کہ مطلق شعور نہیں رکھتے، اگر پوچھیے کہ ضرب زیدٌ عمراً کی ترکیب تو ذرا بیان
کرو، تو اپنے شاگردوں کو ہمراہ لیکر لڑنے آتے ہیں۔ اور میاں حسرت کو دیکھو، اپنا عرق بادیان اور
شربت انارین چھوڑ کے شاعری میں آکے قدم رکھا ہے۔ اور میر انشاءاللہ خاں، بچارے میر ماشاءاللہ
خاں کے بیٹے، آگے پری زاد تھے، ہم بھی گھورنے جاتے تھے، اب چند روز سے شاعر بنگئے
میرزا مظہر جان جاناں کے روزمرے کو نام رکھتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ ایک
اور سُنیے کہ سعادت یار طہماسپ کا بیٹا، انوری ریختے کا آپ کو جانتا ہے۔ رنگین تخلص ہے۔ ایک

قصہ کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دغپذیغ نام غکھا ہے۔ غندیوں کی بوغی اُس میں باندھی ہے۔ میغ حسن پغ زہغ کھایا ہے، ہغ چند اُس منوم کو بھی کچھ شعوغ نہ تھا بدغ منیغ کی مثنوی نہیں کہی گویا سانڈے کا تیغ بیچتے ہیں۔ بھغا اسکو شعغ کیوں کغ کہیے ساغے غوگ غکھنؤ کے اوغ دغی کے غندی سے غیکر مغد تک پغھتے ہیں

چغی واں سے دامن اُٹھاتی ہوئی کغنے کو کغنے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچاغے غنگین نے بھی اُسی کے طوغ پغ قصہ کہا ہے کوئی پوچھے کہ بھائی تیغے غساغ داغ مسغم، غیکین بچاغا بغچھی بھاغے کا غکھنے واغا، تیغے کا چغانے واغا تھا تو ایسا کہاں سے قابغ ہوا۔ اوغ کغہائی پن جو بہت مزاج میں غندی بازی سے آگیا ہے تو غیختے کے تئیں چھوغ کغ ایک غیختی ایجاد کی ہے اس واسطے کہ بھغے آدمیوں کی بہو بیٹیاں پغھکغ مشتاق ہوں اوغ اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کاغا کغیں بھغا یہ کغام کیا ہے کہ۔

قصہ کہا ہے۔ اُس مثنوی کا دلپذیر نام رکھا ہے۔ رنڈیوں کی بولی اسمیں باندھی ہے، میرحسن پر زہر کھایا ہے۔ ہر چند اس مرحوم کو بھی کچھ شعور نہ تھا۔ بدر منیر کی مثنوی نہیں کہی، سانڈے کا تیل بیچتے ہیں۔ بھلا اسکو شعر کیونکر کہیے۔ سارے لوگ لکھنؤ کے اور دلی کے رنڈی سے لیکر مرد تک اسے پڑھتے ہیں۔ بیت

چلی وہاں سے دامن اُٹھاتی ہوئی کڑے کو کڑے سے بجاتی ہوئی

سو اس بچارے رنگین نے بھی اسی طور پر قصہ کہا ہے۔ کوئی پوچھے کہ بھائی، تیرا باپ رسالدار ستم، لیکن بچارا برچھی بھالے کا چلانیوالا تھا۔ تو ایسا قابل کہاں سے ہُوا۔ اور کراہی پن (یا کلاہی پن، معلوم نہیں یہ کیا لفظ ہے، لیکن آزاد نے شہدپن کا لفظ لکھ دیا ہے اور اس لفظ کو صاف اُڑا گئے ہیں) جو بہت مزاج میں رنڈی بازی سے آگیا ہے، تو ریختے کے تئیں چھوڑ کر ایک ریختی ایجاد کی ہے۔ اسواسطے کہ بھلے آدمیونکی بہو بیٹیاں پڑھکر مشتاق ہوں اور اُنکے ساتھ اپنا مُنھ کالا کرے۔ بھلا یہ کلام کیا ہے۔ (ع)

یہاں سے ہے کے پیسے دوغی کہارغو

اوغ نچوغی انگیا اوغ نگوغی انگیا اوغ مغوغی انگیا۔ اوغ مغد ہو کےیون کہیے

کہیں ایسا نہ ہو کمبخت میں ماغی جاوں

اوغ ایک کتاب بنائی ہے اُس میں غنڈیوں کی بوغی لکھی ہے۔ اوپغ واغیاں
چیغیں، اوپغ واغا چاند، اُجغی دھوبن، اندغ واغا دغ، اوغ سہ گانہ
دوگانہ یگانہ زناخی اغایچی دوست۔ اوغ میغے میں جانے کا کونسا غطف
ہے، کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانے واغے بھی غونڈے یا غنڈیاں ہیں۔
اگغ غونڈے کو دیکھو تو دوپٹے بھغوے سوغی کے بنائے ہوئے یاد ہیں۔ سندھ
یا جنگغا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں پغی۔ عجب طغح کے بوغ کہ فہم میں
نہیں آتے۔ گذاغا دم کسی طغح ہو جاندا یاغ سمھاغ پیغ دھغنا و غیغی صحغا
مجنوں دا۔ اوغ کپغے بھی دیکھو تو نئی طغح کے، سغ میں بیغیاں رکھے ہوے
اوغ چوغی بھی انگغکھے کی چوتغوں کے اوپغ، اوغ ازاغ کے پائنچے بھی

یہاں سے ہے کے پیسے ڈولی کہارو

اور نچولی انگیا اور نگوڑی انگیا اور مروڑی انگیا۔ اور مرد ہو کے یوں کہے ع، کہیں ایسا نہو کمبخت میں ماری جاؤں
اور ایک کتاب بنائی ہے، اُس میں رنڈیوں کی بولی لکھی ہے۔ اوپر والیاں، چیلیں۔ اوپر والا، چاند۔
اُجلی، دھوبن۔ اندر والا، دل۔ اور سہ گانا، دوگانا، یگانا، زنانی، الایچی (یعنی) دوست۔ اور
میلے میں جانے کا کون لطف ہے۔ کس واسطے کہ لکھنؤ کے گانیوالے بھی لونڈے یا رنڈیاں ہیں۔ اگر لونڈے کو
دیکھو تو دوپٹے بھڑوے شولے کے بنائے ہوے یاد ہیں۔ سندھ یا جنگلا یا کافی کے سوا بھنک کان میں نہیں
پڑی۔ عجب طرح کے بول کہ فہم میں نہیں آتے۔

گدا لادم دادے کسی طرح ہو جاندا یارہ سمھال پیر دھر دنا و لیلے مجنوں دا

اور کپڑے بھی دیکھو تو نئی طرح کے۔ سر میں بیریاں رکھے ہوے، اور چولی انگرکھے کی چوتڑوں کے اوپر اور ازار کے پائنچے بھی

دھیلے، اوغ جوتا بھی بغچودانی داغ، غاحوغ وغاقوت اغابغاہ - اوغ غنڈیاں بھی توٹپے کے سوا گانے سے غبط نہیں غکھتیں ہیں - چیغے واغایاغ میغادے ییبی واغایاغ میغاوے ناجاوے محغم ناجا کبھی توساوغی ان گغادے - اوغ جاغی کی کُغتی اوغ گاچ کی انگیا اوغ دوپٹہ بھی گاچ کا اوغ پیغو بھی کھغا ہُوا اوغ پائجامہ بھی بے قغینے دھیغے پانیچے اوغ ازاغ بند کا دوغ بھی تی بلا اوغ ناچنے میں مطغق نہ تاناناسین نہ بین اوغ نہ گاتے گاتے سامنے آکے دامن پساغ کے بیٹھنا ایسی پھوہغ بے سغیقہ سب کی سب کہ ڈُو کوغی کے بیغ انکے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا - اوغ جب مزے میں آوینگی تب ٹھمغی گاوینگی اوغ ٹھمغی بھی ایسی بُغی کہ نعوذ بغاہ بھغا اسکے کیا معنے - میغی گغی پو پیغ یا ہو ہتھیا چغہ کے اغیو پیا موغا غوک جانیں سغداغ آیو ہو - اوغ اس پھوہغ پنے پغ آپ کو گغم بھی جانتی ہیں اوغ ہغ ایک بغے ادمی سے ٹھٹا کغنے کو مستعد ہو جاتی ہیں اوغ پھبتی بھی کہتی ہیں

ڈھیلے اور جوتا بھی بڑ چودانی دار - لاحول ولاقوۃ الا باللہ - اور نڈیاں بھی ٹپے کے سوا گانے سے ربط ہی نہیں رکھتی ہیں - چیرے والا یار میلا وے میںے والا یار میلاوے ناجاوے محرم ناجا کبھی تو ساڈلی ماں گراوے - اور جالی کی کرتی اور گاچ کی انگیا اور دوپٹا بھی گاچ کا اور پیرڑو بھی کھلا ہوا اور پائجامہ بھی بے قرینے ڈھیلے پائینچے اور ازار بند کا ڈول بھی ایسا کہ بہتی بلا - اور ناچنے میں مطلق نہ تانا نہ سین نہ بین، اور نہ گانے گاتے سامنے آکے دامن پسار کے بیٹھنا - ایسی پھوہڑ بے سلیقہ سب کی سب کہ ڈو کوڑی کے بیر اُنکے ہاتھ سے کھانے کو جی نہیں چاہتا - اور جب مزے میں آوینگی تب ٹھمری گاوینگی، اور ٹھمری بھی ایسی بُری کہ نعوذ باللہ اسکے کیا معنے - میری گلی پو پھیر یا ہو ہتھیا چڑھ کے آیو پیا مورا لوگ جانیں سردار آیو - اور اس پھوہڑ پنے پر آپ کو گرم بھی جانتی ہیں - اور ہر ایک بھلے آدمی سے ٹھٹھا کرنے کو مستعد ہو جاتی ہیں، اور پھبتی بھی کہتی ہیں -

مجھکو ایک غندی دیکھ کے کہنے نگگی غاغاجی تم کہاں سے تشفیف غائے ہو۔ میں نے کہا
جھوٹی کی ماں کی ...... سے، کہنے نگگی تم قغعی گغ ہو، میں نے کہا کہ تم بھی اپنی
دیغ کو دغست کغو اغو، قیں قیں تیں قیں قیں قیں۔ اوغ ایک زمانہ وہ تھا کہ
بی کھمبا بائی اوغ بی چھپنی بائی تھیں، گُغ اناغ جوغا ہے تو سبز انگیا، اوغ سبز
جوغا ہے تو گُغ اناغ انگیا، اوغ ٹانگوں میں بھی تنگ، ازاغ کمخاب کی ایسی
کہ چاغ گھغنے میں کھینچو تو کھنچے، اوغ نیچے ہٹے۔ اوغ ناک میں نتھ، اوغ
کغتی میں گگنے، پغ تگما خوبصوغت سا یاقوت کا یا ہیغے کا یا زمغد کا اوغ بہاغ
دے غہا ہے۔ اوغ اس حُسن وجماغ پغ ماغے شغم کے سغ اُٹھا کے نہ دیکھنا اوغ
بوغنا بھی تو معقوغی بوغنا، اوغ منغغ طلنبوغے بغیغ کبھی نہ گانا۔ اوغ خوندے
بھی ایسے کتھک کے، کہ جنکو دیکھ کے بغی بھی ہچک غہجائے۔ ساغے سغ میں باغ
کسی کے گگنے میں فاختائی جوغا اوغ کسی کے گگنے میں طوطکی اوغ کسی کے گگنے
میں غاغغ۔ قطب صاحب کی امغیوں تغے چھاؤں تغے دنٗس یاغ نے جہاں

مجھکو ایک رنڈی دیکھ کے کہنے لگی۔ "لالاجی، تم کہاں سے تشریف لائے۔ میں نے کہا کہ جھوٹے کی ماں
کی ...... سے" کہنے لگی "تم قلعی گر ہو" میں نے کہا کہ "تم بھی اپنی دیگ درست کروالو" قیں،
تیں، قیں قیں قیں!!۔ اور ایک زمانہ وہ تھا کہ بی کھمبا بائی اور بی چھپنی بائی تھیں، گُلِ انار جوڑا ہے
تو سبز انگیا اور سبز جوڑا ہے تو گُل انار انگیا، اور ٹانگوں میں تنگ ازار کمخاب کی ایسی، کہ چار گھٹنے
میں کھینچو تو کھنچے اور نیچے ہٹے۔ اور ناک میں نتھ اور گُرتی گلے میں تگمہ خوبصورت سا یاقوت کا یا ہیرے کا یا زمرد
کا اور بہار دے رہا ہے۔ اور اس حُسن وجمال پر مارے شرم کے سر اُٹھا کے نہ دیکھنا اور بولنا بھی
تو معقولی بولنا اور مندل طلنبورے بغیر کبھی نہ گانا۔ اور خوندے بھی ایسے کتھک کے کہ جنکو دیکھکے
پری بھی ہچک رہ جائے۔ سارے سر میں بال، کسی کے گلے میں فاختائی جوڑا کسی کے گلے میں طوطکی، اور
کسی کے گلے میں لال۔ قطب صاحب کی اِملیوں کی چھاؤں تلے جہاں دنٗس

بیٹھ کر اُسکو بلایا اور ناچ شروع ہُوا تہاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سین بناکے روبرو آکر بیٹھ گیا۔ ہر ایک نے پیسے ڈب میں سے نکال کر دینے شروع کیے۔ مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے بھی دیے۔ اسی طرح سے ایک پھیرے میں بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کمائے اور بیٹھے بیٹھے اُسی عالم کے بیچ دو ٹکے تم نے ڈب سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے، اور کسی یار نے چھ پیسے کسی یار نے تین پیسے آٹھ نو ٹکے کی مٹھائی، دمڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب سے لیکے آدھی اُس لونڈے کو حوالے کی اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا سب یاروں نے کھایا اور کسی آبِ رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں دو چار پریزاد کھڑے ہیں ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسی ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے ہر ایک مصرعے سے معرفت پڑی ٹپکتی ہے ایک غزل کے دو شعر تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

بیٹھ کر اُسکو بُلایا اور ناچ شروع ہوا، تہاں ہر ایک طرف ناچتے ناچتے سین بنا کے روبرو آکر بیٹھ گیا۔ ہر ایک نے ڈب میں سے پیسے نکال کر دینے شروع کیے۔ مثلاً چار فلوس جو تم نے دیے تو پانچ فلوس میں نے بھی دیے۔ اسی طرح سے ایک پھیرے بارہ ٹکے بلکہ پندرہ ٹکے کما لیے اور بیٹھے بیٹھے اُسی عالم کے بیچ دو ٹکے تم نے ڈب میں سے نکالے تو تین ٹکے میں نے بھی نکالے اور کسی یار نے چھ پیسے، کسی یار نے تین پیسے، آٹھ نو ٹکے کی مٹھائی دمڑی ٹکے کی پاؤ سیر کے حساب لیکے، آدھی اُس لونڈے کو حوالے کی اور آدھی میں ٹکڑا ٹکڑا سب یاروں نے کھایا۔ اور کسی آب رواں کے کنارے درخت کی ڈالی میں جھولا جو پڑا ہوا ہے تو وہاں بھی دو چار پریزاد کھڑے ہیں۔ ایک طرف کوئی صاحب کمال غزل ایسی ہی کھڑا پڑھتا ہے کہ جسکے ہر ایک مصرعے سے معرفت پڑی ٹپکتی ہے۔ ایک غزل کے دو شعر تو بندے کو بھی یاد ہیں۔

بغدے کو اُغت کغ لکھنے سے جب یاغ نے جفو ا دکھغایا
تب چھپ کے لشکغِ انسانی نام اپنا محمد غس لکھوایا
وغنغ ہے وصف اُس گیسو کا ابغو کو ہغاغ نہ کیونکہ کہوں
مازاغ کا سُغما عغش پہ جا آنکھوں میں زوغ ہے لکھوایا
آدغ کوئی بندہ خدا کا یہ سہ غغفی لیغھ غہا ہے۔

نظم

اغف اغاہ کو تو واحد جان
ب۔ بدی کا تو نہ غا دغ ہیں دھیان
ت توئی اوغ منی ہے تو گذغغ
ث ثباتِ قدمی اپنے جان
ج جی دوست پہ کغ دغ سے نثار
ح حیا کو سمجھ جیون ایمان
خ خغد پغ نہ ہوا اتنا نادان
داغ داداغ کو بھی ٹک پہچان
ذاغ ذلت ہے لغی خواہش میں
غے غب اپنے کو نہ بھول اب اک آن
ز زمانے میں غہ جوں شیر و شکغ
سین سب غنی ہیں خوغ شید کی شان
شین شکغ اپنے خدا کا کیجیے
صاد صوغبت کو نہ پوچ اے نادان
ضاد ضد حشم و جاہ ہے فقغ
طوئے طاغب ہے خدا کا انسان
ظوئے ظاغم کو نہ کہیے اچھا
عین۔ عاغم ہے خدا کی بُرہان
غین۔ غنچے کی طغح تنگ نہ غہ
ف۔ فدا یاغ پہ کیجیئے سو جان
قاف۔ قدغت سے خدا کی معموغ
کاف۔ کغنے سے مشکغ آساں
غام۔ غازم ہے عبادت حق کی
میم۔ مغنا ہے مغی جان ندان
نون۔ نادان سے نہ کیجیے یاغی
واو۔ واجب ہے سبھوں پغ احسان
ہے۔ ہدایت کی گغو جُست وجو
ی۔ یقیں تیرا ہے غمغغ مغی جان

گفتگوئے شاگرد تفضل حسین خاں علامہ باخدمتگار بادام سنگھ۔

اس رئیس الاشقیا بادام سنگھ نے آپ کو کیا قرار دیا ہے کہ رؤس وغطارفہ کے ساتھ دم تساوی مارتا ہے اور عواقب امور سے بے اندیشہ محض ہوکے طوالتِ تقاریر سے صماخ سامعین پریشان کرتا ہے۔ زمانے کا حال علےٰ انحاءِ شتےٰ ہے یہ بات کچھ عقل سلیم اور ذہن مستقیم کے نزدیک استحسان نہیں رکھتی۔ غایۃ مافی الباب یہ کہ سفہاء دہاقین کے اذہانِ قاصرہ میں مرتسم ہو کہ یہ شخص اکفاء واماثل میں بڑا طلیق ذلیق اور لوذعی المعی لایکل لسانہ فی الکلام ہے۔ لو فرض وسلم کہ کوئی اُسکے مزخرفات پر فرط اخلاق سے راد نہ ہو تو پھر بھی اُسکی مساوات اُن اشخاصِ منیع القدر کے ساتھ مامونی کے زاویتین کے طرح ساقین کی تساوی کے سبب ثابت نہ ہو سکے گی۔

شرح کلام شاگرد تفضل حسین خاں علامہ۔ رئیس الاشقیا، سردار بدبختاں۔ رؤس وغطارفہ ہردو بمعنی سرداراں۔ عواقب اُمور یعنی انجام کارہا۔ طوالت تقاریر یعنی درازی گفتگوہا۔ صماخ سامعین، پردہ گوش سامعاں۔ انحاءِ شتےٰ، اقسام بسیار۔ غایۃ مافی الباب بمعنی منتہائے مقصود۔ سُفہائے دہاقین کم قدرانِ دہقان وضع۔ اذہان قاصرہ، ذہن ہائے کوتاہ۔ مرتسم، منقوش۔ اکفاء واماثل، ہم چشماں۔ طلیق وذلیق بمعنی تیز زبان خوش بیان۔ لوذعی المعی، تیز رائے۔ لایکل لسانہ فی الکلام، یعنی عاجز نمی شود زبان او در کلام۔ لو فرض وسلم یعنے اگر فرض کردہ شود وتسلیم نمودہ آید۔ مزخرفات، سخنان بیہودہ۔ راد بمعنی رد کنندہ منیع القدر بلند مرتبہ۔ مامونی نام شکلے است در علم ہندسہ کہ دراں بُرہان ثابت شدہ کہ ہر مثلث یعنی ہر شکل سہ خطی کہ دو ساق او برابر باشند یعنی چنانکہ مقدمہ مذکور یقینی است مثل ایں مقدمہ برابر شدن بادام سنگھ با سردارانِ عالیشان یقینی نمی تواند شد۔

تقریر خدمتگار بادام سنگھ باشا گرد خاں صاحب

ہمبے صاحب ! ایحیں ایحیں خیحیں خیحیں قیحیں قیحیں کھونہ کھونہ کھواُ وکھواُو

کینچیں کا ہے دیت ہو۔ بادنا بُو اورئی حتو جو آیو حتو بو جانت کہا حتو

کہ آپ کو حتو ہیں کنور جو تہاری اورئی بات ہے۔ ٹھاکر بادام سنگھ آپ کو

اینو گکا جانت ہیں۔ تہاری کہا کہیے، عربی پارسی جانت ہو۔ مہاراج

تم سو بڈیا ندھان کو عُو نا ہیں اور جو آپ نے کہی سو ہم جانی حوُں تو

آعُو کو حتو ہوُں پورحاں اور سمجھنے کو عجار مانگت ہو۔

شرح آں۔ ہمبے صاحب بمعنی ہاں صاحب کتابت آں باہاء مفتوح ومیم ساکن وباء مفتوح ویاء ساکن۔ ایحیں بکسر الف ویاء مجہول وحاء مکسور ویاء مجہول و نون غنہ کلمہ ایست کہ ہیچ معنی ندارد وغیر ازیں کہ آوازِ خندۂ باشندگانِ زمینِ برج باشد۔ ہر چند کہ حاء در زبانِ برج نیست لیکن در حالتِ خندہ ایں لفظ از حنجرۂ ساکنان برج با حاء برمی آید وچوں خندہ ترقی کند ایحیں خیحیں می شود وچوں ازیں ہم درمیگذرد قیحیں می شود۔ وایں ہر سہ لفظ یعنی ایحیں، خیحیں، قیحیں در حرکت وسکون مثل یکدیگر اند ودر حروف نیز ہمانا۔ مگر بیک حرف تفاوت از ہم دیگر دارند یعنی حرفِ اول یکے ہمزہ است وحرف اول دیگرے خاء وحرف اول لفظ ثالث قاف است۔ کھونہ کاف باہاء یکے شدہ وواو معروف ونون غنہ وہاء آواز تنزل خندہ۔ وکھواُو باکاف متحد باہاء وواو والف وواو آواز تمامیِ خندۂ فرقۂ مذکور۔ کینچیں باکاف مفتوح ونونِ غنہ وجیم فارسی مفتوح وباء و یاء مجہول ونون غنہ بمعنے طعنہ ہا۔ وکاہے بمعنی چرا۔ دیت ہو باوال مکسور ویاء مجہول وتاء ساکن وہاء وواو مجہول بمعنی مید ہید۔ بادنا باباء والف وکسرۂ دال ونون والف بمعنی آں روز۔ بو باباء وواو مجہول بمعنی او۔ اورئی بافتحہ الف

و سکون واؤ و فتحۂ راء و ہمزۂ مکسور و یاء معروف بمعنی دیگرے۔ حتو بمعنی بود، کتابت آں با حاء مفتوح و تاء و واؤ مجہول۔ جو آیو با واؤ مجہول بمعنی جو آیا۔ حتو ہماں کہ گذشت۔ بو با واؤ مجہول ہماں بمعنی او۔ جانت کہا حتو بمعنی جانتا کیا تھا کہ۔ آپ کو حتو ہیں کو با واؤ مجہول بمعنی کہ استفہاماً۔ حتو با حاء مفتوح و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ۔ ہیں با ہاء مفتوح و یاء ساکن و نون غنہ بمعنی ہستند کنور جو با کاف مضموم با نون یکے شدہ و واؤ مفتوح و راء ساکن و جیم و واؤ معروف خطاب سرداری بجاے نواب صاحب و خاں صاحب۔ تھاری بکسر تاء و ہاء و الف و راء و یاء معروف بجاے تمھاری۔ اورئی با الف مفتوح و واؤ ساکن و راء مفتوح و ہمزہ و یاء معروف ہماں بمعنی اور ہی با ہاء و یاء معروف باشد۔ اپنو با واؤ مجہول در آخر بمعنے اپنا۔ کگا بفتحۂ ہر دو کاف بمعنی عم و بزرگ جانتا ہیں بمعنی میدانند۔ عربی بتشدید باء ہماں عربی بزبان دہاقین برج۔ تمسو با تاء مضموم و میم ساکن و سین و واؤ مجہول بمعنی مثل شما کہ در اُردو تم سا گویند بدّ یا ندھاں بمعنے فاضل۔ کو عو بمعنی ہیچ کس بجاے کوئی۔ نا نہیں بجاے نہیں بمعنی نیست کہی بمعنی گفتند۔ ہم بجانی با میم مفتوح بعد ہاء مفتوح بمعنے دانستیم۔ جو نٹو آعو کو حتوں ہوں با حاء و واؤ مجہول و نون غنہ و تاء و واؤ مجہول و الف ممدودہ و عین و واؤ معروف و کاف و واؤ مجہول و ہاء مفتوح و تاء مضموم بغیر واؤ در تلفظ، ہوں با ہاء و یاء معروف و نون غنہ، تمام عبارت بمعنے من خود باشندۂ آں ہستم۔ عین در آعو از حیرت خندہ بسیار از گلویش بر می آید والّا ایں ہم مثل حاء در ہندی نیست۔ پورہان بمعنی پوریاں کہ از آرد سفید در روغن بریاں میکنند۔ سہجنا نام درختے۔ عچار بمعنی آچار۔ مانلت ہو بمعنی میخواہید سخن راست تا کجا می پوشیدم آنچہ حق بود در اظہار آں بے اختیار بود دم کسے را

که دعوے اثبات ترجیح زبان دہلی بر زبان لکھنؤ و پوشاکِ آنہا بر پوشاک
اینہا باشد بیاید این گو و این میداں۔ و اگر این است که دعواے بے دلیل
دارد پس کلامش مانا بکلام سیّد بزرگ دہری مذہبے است که بالائے درافتادہ
بود۔ چوں درحالت قہر یکے از دوستاں پرسید که میر صاحب این ہمہ قہر بر کیست فرمود
که قبلہ خیر است این مرد که صاحب نماز و روزہ را ببینید که چہ قدر حوصلہ پیدا
کردہ است که با ما مردم که از ابتداے عمر الی یومنا ہذا خداے این قوم را سجدہ
نکردہ ایم مباحثہ میکند۔ و دیگر اینکه ہر کس بزعم خود پسندیدہ خود را بہ از پسندیدہ
دیگرے می داند و از راہ نادانی بعیبِ خود را نمیرسد، مثل قاصد اجورہ دار
باشندۂ دیہی از کدام قصبۂ پورب که کتابتِ دوستے براے شخصی با سوغاتے بردہ بود
بحسب اتفاق آں بزرگ از دوسہ روز بخار خفیفے ہم داشت بوقت رسیدن قاصد
درمسجد اذاں گفت و نماز را گزارد مرد که این حال را دیدہ گریخت و نزد صاحبِ
کتابت آمدہ ظاہر نمود که

پن دیتو صاحب، بناے کے بحال ہیں کھن اُٹھت کھن بٹھیت کھن دُوو
کنوں مان انگر ہی دیکھے بدری تن جیوت بر داس بھبھیات کو کرنا ہین
چچیات ہیں۔ کھن پڑوا مسوس دوؤ ہتھوں پے بل دیکے للاٹ بھوین ہے
ٹھینک چوترا اُٹھائے نکیار گرت ہیں۔ اُنکاں تو اہر تہر لاگ ہے، جو ہیے
وو ار بدی ہوے تو دیکھہ آؤ ہو سوگات سُسری اُنھیں ٹپک میں تو بھاگ ٹھار بھا۔

شرح این باید شنید۔ پن با باءِ فارسی مضموم و نون ساکن لفظے است در پورب
بجاے اجی در اُردو۔ دیتو با واؤ مفتوح و یاء ساکن و تاء و واؤ مجہول
بمعنی اوشاں۔ بنائے کے بجاے بنا کے بمعنی بیمار۔ بحال بکسر باء بمعنی زار بیمار
کھن باکاف مفتوح با ہاءِ یکے شدہ و نون ساکن بمعنی گاہے۔ اُٹھت بضمہ الف

باواو یکے شدہ وتاء ہندی باہاء یکے شدہ مفتوح وتاء بمعنی اُٹھتی ہیں بزبان
اُردو - بٹھیت ہم بر اوٹھت خیال باید کرد - دوگنوں ہاں بادال وواو
مجہول وہمزہ وواو معروف وکاف مفتوح ونون ساکن وواو مفتوح و
نون ساکن وجیم والف ونون غنہ بمعنی درہر دو گوش - انگری الف مفتوح با
نون یکے شدہ وگاف مضموم وراء ویاء معروف بمعنی انگشت - دیکے بمعنی دادہ
کنایت آں بادال مفتوح ویاء ساکن وکاف مفتوح ویاء ساکن بمعنی دیگر یعنے
دادہ - بدری تن چتوت - باباء ودال ساکن وراء مفتوح ویاء ساکن وتاء
مفتوح ونون ساکن ومفتوح ہم مضائقہ ندارد وجیم فارسی مکسور وتاء ساکن
بمعنی بسوے ابر دیدہ - برداس بھبیات باباء مفتوح وراء ساکن ودال مفتوح
وسین ساکن والف ساقط شود درمیان دال وسین در تلفظ وباء مکسور باہاء
یکے شدہ مقدم بر باء مکسور باہاء یکے گشتہ ویاء والف وتاء بمعنی مثل گاؤ صدا
میدہند - گوکرنا نہیں چھپاتے ہیں، باکاف وواو معروف وکاف مفتوح وراء
ونون والف ونون غنہ وہاء ویاء معروف ونون غنہ وجیم فارسی مکسور مقدم
بر جیم فارسی مکسور ویاء والف وتا وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ بمعنی مثل
سگ میخروشند صیغۂ جمع برائے تعظیم است - ٹوامسوس باباء فارسی مکسور وتاء
ہندی ساکن وواو والف ومیم مفتوح وسین وواو مجہول وسین بمعنی شکم مالیدہ
دوڈہتھول پہ بل دیکے، بادال وواو مجہول وہمزہ وواو معروف وہاء وتاء باہاء
یکے شدہ مفتوح وواو مفتوح ونون ساکن وباء فارسی مفتوح ویاء ساکن وباء
مفتوح ولام ساکن ودال مفتوح ویاء ساکن وکاف مفتوح ویاء ساکن بمعنی بر ہر
دو دست زور آوردہ - لالاٹ بھویں ہے ٹیک، بکسر لام ولام والف وتاء ہندی و
باء مضموم باہاء یکے شدہ وواو ونان ہر دو یکے شود ویاء ساکن ونون غنہ وہاء ویاء

یکے وتاء ہندی ویاء مجہول وکاف ساکن بمعنی پیشانی برزمیں گذاشتہ - چوتر اُٹھائی
نکیا رگرت ہیں، باجیم فارسی مضموم باواو غیر ملفوظ وتاء وراء والف والف
مضموم باواو غیر ملفوظ وتاء ہندی باہاء یکے شدہ والف ویاء مکسور بمعنی سُرین
برداشتہ - ونون مفتوح وکاف ساکن ومکسور ہم میتواں خواند ویاء والف و
راء وگاف وراء ہر سہ مفتوح وتاء ساکن وہاء مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ
بمعنی بینی برزمیں می سایند - اُنگاں تو اہر تہر لاگ ہے، باالف مضموم وواو غیر
ملفوظ ونون ساکن وکاف والف ونون غنہ وتاء وواو مجہول والف وہاء و
ہر دو مفتوح وراء ساکن وتہر باتاء بروزن اہر ولام والف وگاف مکسور و
یاء ساکن بمعنی اوشاں را حالت نزع بہم رسیدہ است - جوپی ودا ربدی ہوسے
تو دیکھ ہم آؤ ہو، باجیم وواو مجہول وباء فارسی مفتوح ویاء ساکن ودال مکسور
ودال مفتوح والف وراء ساکن وباء مفتوح ودال مکسور ویاء معروف وہاء و
دواو مجہول ویاء مکسور مبدل باہمزہ در تلفظ وتاء وواو مجہول باواو ساکن قبط
فتحہ تاء ودال مکسور ویاء مجہول وکاف مکسور باہاء یکے گشتہ والف ممدودہ وواو
مفتوح وہاء مفتوح دواو ساکن بامعنی کہ اگر مشتاق دیدار ہستند دیدہ بیایند -
سوگات سسری او ہیں ٹیک میں تو بھاگ ٹھار بھا، باسین مفتوح وواو ساکن
وگاف والف وتاء وسین مفتوح وسین مضموم وراء ویاء مضموم والف مضموم
باواو غیر ملفوظ وہاء ویاء مجہول ونون غنہ وباء فارسی مفتوح وتاء ہندی مفتوح
وکاف ساکن ومیم مفتوح ویاء ساکن ونون غنہ وتاء وواو مجہول وباء باہاء
یکے شدہ والف بمعنی ایں کہ من خود سوغات بے پیر را برزمیں زدہ گریختم -
ہر گاہ ایں گفتگو ہاے سامعہ خراش کہ سوہان روح است بکلام فصحاء برابر
باشد می تواند شد کہ لباس وزبان باشندگان دہلی باپوشاک وگویائی

اہل لکھنؤ مساوی آید و ہرگاہ ایں مقدمہ ہم بوقوع انجامد و بہ ثبوت رسد ممکن است
کہ فصاحت نواب عماد الملک با فصاحت جناب عالی سنجیدہ شود۔ چوں تساوی
گفتگوے قاصد مذکور با گفتگوے نواب عماد الملک باطل است۔ و بہمیں قیاس
مساوات شاہ جہاں آبادیاں با اُردو و اتان لکھنؤ باطل۔ پس ہمچنیں برابر شدن
نواب ممدوح با حضرت پیر و مرشد من در خوش بیانی بدلیل قطعی بدیہی البطلان است
ہر کہ را دریں مقام گمان خوشامد باشد یکبار رسیدن او در حضور عالی علی الخصوص
در ایام ہولی شرط است تا ببیند کہ راجہ اندر دریاں خوشتر می نماید یا ولی نعمت
در مجمع حور نژادان، و گوہر از نیساں می بارد یا از زبان آنجناب۔
و اینکہ اول مدح شاہجہاں آباد کردہ ام و در ینمقام مذمت، سخنے است بس
باریک کہ باریک طبعاں دریں راہ در چاہِ شبہہ می غلطند و نمی دانند کہ ایں رنگ و
بوے ریاحیں ہمہ از بہارستان شاہجہاں آباد است و ایں ترجیح نہ ترجیح آب و ہوا
و سرزمین لکھنؤ بر آب و ہوا و سرزمین دہلی مقصود من بودہ است بلکہ تنبیہ کسانے است
کہ از راہِ حماقت فصاحت و بلاغت را مقید کردہ اند بتولد شخص در شاہ جہاں آباد
و نمیدانند کہ منبع فصاحت و معدن بلاغت کہ زبانِ شان مشہور بہ اُردو است سوائے
بادشاہِ ہندوستاں کہ تاج فصاحت بر سر او می زیبد، چند امیر و مصاحب شان و چند
زن قابل از قسم بیگم و خانم و کسبی ہستند، ہر لفظے کہ در ینہا استعمال یافت زبانِ اُردو
شد نہ اینکہ ہر کس کہ در شاہ جہاں آباد می باشد ہرچہ گفتگو کند معتبر باشد۔ اگر چنیں
باشد ساکنان مغل پورہ چہ تقصیر کردہ اند کہ زبان ایشاں معیوب و خلاف اُردو شمردہ
شود۔ یا فرزندان سادات بارہہ کہ در دار الخلافت بباشند از کجا کہ گفتگوے آنہا
سند نباشد و ایں معمابہ آسانی حل بتواں کرد یعنی اہل مغل پورہ و سادات بارہہ باوصف
تولد در دہلی صاحب اُردو نیستند چرا کہ از زبان پدر و مادر و عم و خال و شوہر و خالہ

وشوہر عمہ وصف وطن شریف وباشندگان آنجا در شجاعت وسخاوت ومسافر پروری
وآقا پرستی وشناوری وباہر بزرگ درافتادن وجاہلانہ وبے ادبانہ روبرے اوحرف
زدن واز فرطِ غرور شجاعت سخن کسی راگوش نہ کردن ومتوجہ تصحیح الفاظ نگردیدن
ومعترض را شمشیر نشان دادن ووضع عیاشان شہر را از قبیل آرائش بدن برخت
باریک مشتمل بر گوٹہ وکناری مذموم پنداشتن ودر بندشِ دستار ورفتار وگفتار پیروی
اسلاف کردن وتقلید خوش لباسانِ پائے تخت را باعث انحراف از طریق نجابت
انگاشتن می شنوند۔ وخود را در ہر چیز مشابہ بجد وپدر میخواہند۔ وازیں کہ کسے بگوید کہ
فلانے در صحبتِ شاہجہان آبادیاں حرف زدن وراہ رفتن ودستار پیچیدن را بروضع
بزرگانِ خود فراموش کردہ است وشما الحمد للہ کہ یک لفظ ازیں شہر برزبان ندارید بسیار
خوش می شوند۔ ومصاحبت امرا وخدمتِ سرکار شاں عیب کلی پنداشتہ فوجداری رہتک
وگوہانہ وبڈھانہ واندری وکرھام وانبالہ وہانسی وحصار وہوڈل وپلول وغیر آں
بگیرند۔ ودر انجا اہل مغل پورہ کسانے را کہ آبائے شاں از لاہور وپشاور وکابل
وغزنی وبلخ وبخارا وسمرقند برآمدہ اند وخود شاں کلاہ پشاوری کج بر سر گذاشتہ دیکھشیم
را باں پوشیدہ راہ روند وبرادر را بھائی صاحب یا بھیّا وبھائی جان گفتن عیب پندا شتہ
از آغا گفتن دست برندارند جمع کنند۔ وصاحبان بارہہ آدم شاہ جہان آبادی ابیوقا و
نامرد وزنانہ پنداشتہ میراں پور ومورنہ وکھتورہ وجانسٹھ وکگروٹی وبدولی را در پرگنہ
آباد کنند ونان خمیری وزردک در گوشت گاؤ باسی نفر بخورند وقریب دو صد حصہ برائے
دیگر برادراں نیز فرستند۔ ہر بخش مشتمل بریک پیالہ پُر از دال ماش سیاہ غیر مقشر کہ یک من
ہندی آں نیم سیر روغن داشتہ باشد بالحم البقر ہمیں کیفیت ودو نان خمیری کہ نیم سیر در
وزن باشد۔ ولعقہ تناول کردن طعام وشستن دست امیران دہلی را عیب کنند وبگویند
کہ امرائے ہندوستان بر نیم سیر پلاو بست روپیہ صرف می نمایند وتنہا در خلوت با بیگم یا خانم

یا بوئی زہر بار می کنند و یک دو لقمہ کہ از دولت ایشان بیروں آید حق ساز نگی نوانے یا قرم ساتے می شود برائے ہمیں ہندوستان خراب شد۔ ایسے کہا ڈنے سے تو تو گو گہا ڈنا بہتر۔

قول سید صاحب در باب خرابی ہندوستان انچہ میفرمایند مقرون بصدق است لیکن بے سلیقگی را سلیقہ نمی تواں ساخت۔ بالجملہ ایں حالات خلاف کسانے است کہ انچہ از قبیل حرف زدن و پوشاک و خوراک از پدر و مادر ضد اہل سلیقہ بنیند، ترک آن نمایند و پیروئیِ اشخاص صاحب سلیقہ شعارِ خود سازند و راہی بدر خانۂ امرا ابہم رسانیدہ در خلوت و جلوت مصاحب و دمساز ایشاں باشند۔ و ہرچہ از ایشاں در نظر اہل سلیقہ نیکو نماید ازاں اجتناب ورزند و مرہون احسان معترضان شوند۔

مختصر اینکہ چنیں کساں را مالک اُردو و صاحب زباں نامند و اینہا بانی مبانی ایں زباں باشند و دیگراں بمنزلۂ شاگرداں۔ درینصورت کسیکہ در حسنِ تکلم پیروِ ایشاں شد خواہ ولادتش در دہلی اتفاق افتد خواہ در دیہی از پرگنۂ بندیل کھنڈ یا قصبۂ از قصبات پورب۔ لیکن اصلش شرط است کہ نجیب باشد یعنی پدر و مادرش از دہلی باشند و اہل فصحائے گذشت۔ و چوں قوت ایجاد در طبیعت انسانی ودیعت نہادۂ دست قدرت کاملہ است چنداں استبعاد ندارد کہ متاخراں در سلیقہ زیادہ از متقدماں شوند۔ و چیزیرا کہ در وقت قدیماں ایجاد شود صاحب شعوران زمانۂ جدید آنرا بہ ازاں رونق دہند۔ چنانچہ اکثر چیزہا از قسم عمارت و پوشاک خوبتر از اسلاف است۔ و ہمچنیں در ترجیح خط میر عماد و آغا رشید بر خط میر علی کسے را مجال گفتگو نیست و دریں ہم شک نیست کہ گردنِ متاخراں از بارِ احسان متقدماں خم است، زیراکہ ہر کہ اول است اُستاد و موجد گفتہ شود و ہر کہ ثانی است پیرو و رونق دہندۂ چیزہائے ایجادی او۔ پس خیالیکہ کمال موجدِ جدید زیادہ از کمال موجد قدیم ثابت است۔ و در جنب چیز نو چیز کہنہ مانند

لباس مندرس ودر از قبول خاطر ہا باشد۔ فضل زبان و پوشاک و حرکات محبوبانِ
لکھنؤ بر کلام ولباس و ادا ہاے معشوقان دہلی واضح و مبرہن است، زیراکہ اہلِ لکھنؤ
خورش و پوشش و زبان و دیگر چیز ہا از پدر و مادرِ خود یاد گرفته اند۔ پس درین چیز ہا مثل
آنها باشند و ہرچه خود از قبیلِ نزاکتِ صدا و حُسنِ تکلم و حرکاتِ دلنشین و قطعِ پوشاک ایجاد
نموده اند زیاده از معلوماتِ بزرگانِ ایشان است مختصر اینکه اینها فصیح و بلیغ و لطیف تر
از اہلِ شاہجہان آباد اند۔ لیکن سه قوی دلیل بر فضلِ دہلی موجود است۔ یکے آنکه
صاحبان لکھنؤ گویند که سلیقهٔ ما زیاده از شاہجہان آبادیان است این نگویند که سلیقهٔ
ما زیاده از باشندگان بنگاله است، و فصیح تر از اہل کلکته ایم۔ پس تحسینے در شاہجہان
آباد است که فصحاے شہر دیگر ترجیح کلام و وضع خود بر زبان و وضع آن شہر میجویند۔ دیگر
اینکه ساکنان لکھنؤ را که اسلافِ شان نیز در اینجا گذشته اند صاحب سلیقه ہاے لکھنؤ پوربی
نامند، از اینجا دریافت توان کرد که با وصف تولد در لکھنؤ خود را دہلوی پندارند و سکنه
قدیم را پوربی۔ دیگر اینکه اگر کسے پرسد که شما بذاتِ خود در لکھنؤ بوجود آمده اید یا وطن
شما ہمین است۔ خشم آلوده درنگاه کنند و گویند که خدا نکند که ما متوطن اینجا باشیم شما
کدام چیز ما را از اینجا دریافتید که وطن ما را می پرسید، آیا لباس ما را لباس اہلِ پورب
میدانید یا طرزِ تکلم خلاف شاہجہان آبادیان دیده اید۔ اگر کدام لفظ خارج از اردو
شنیده باشید بے تکلف بگوئید که بارِ دیگر بر زبان نیاریم۔ درینصورت اگر طرفِ ثانی بگوید
که فلان لفظ شما از محاورهٔ اردو بیرون است گویند که این لفظ را فلان میر صاحب
که خانهٔ ایشان در شاہجہان آباد نزدیک درختِ بڑشاه بولا بود اکثر بر زبان داشتند
نه اینکه فلان مغل که در نبره یا منصور نگری بود استعمال میکرد۔ ازین حالات به یقین پیوسته که
در ہر شہر فصحاے آنجا تائید کلامِ خود از فصحاے دہلی جویند۔ و ترجیح لکھنؤ بر دہلی در
زبان و سلیقه ہمان ترجیح است که محلهٔ تراہه بیرم خان را بر کڑھهٔ نیل که ہر دو در

شاه جهان آباد است میتوان گفت که در شاه جهان آباد زبان باشندگان بنگلۂ سید فیروز
به از ساکنان کوچۂ گهاسی رام است یا فلان فصیح دہلی که مثل خودے نداشت حالا در لکهنؤ
می باشد و خانۂ او فصاحت خانه ایست که در تمام شاہجهان آباد چنیں خانه نیست
خانۂ فصاحت خانه از آدم فصیح می شود نه اینکه خانه را بذاتِ خود ربطے با فصاحت
است۔ اگر ساکنان امیٹهی و کاکوری در شاہجهان آباد از سبب نوکری سکونت
خواهند گزید آنها و اولاد آنها را پوربیہ خواهند گفت و همچنیں شاہجهان آبادیان
را در پورب دلی وال۔ و باین دلیل هم که اهل پورب خود را در نجابت زیاده از
آنها گیرند مغائرت دہلویان پورب زا با پوربیاں ثابت می شود۔ پس باشندگان
لکهنؤ کسانے باشند که علم را عِلم یا عَلیم بکسر عین و لام و یا بکسر عین و لام و یاء معروف
و میم گویند و عقل را عقِل بکسر قاف و طالب علم را طلب علم بسکون لام و فتحۂ باء و کسرهٔ
عین و لام و سکون میم، یا طالبے علم بر زبان دارند۔ و غرض ما از باشندگان لکهنؤ باشندگان
شاه جهان آباد اند که بعد از خرابی دار الخلافه در لکهنؤ مسکن اختیار کرده اند و از باشندگان
دہلی که آنها را اکثر از سکنۂ لکهنؤ میدانیم باشندگان لاهور و کاکوری و امثر سر مراد نمیداشتند۔
درینصورت ترجیح ساکنان لکهنؤ بر ساکنان دہلی ثابت نشد بلکه ترجیح بعضی شاه
جهان آبادیان بر بعضی شاہجهان آبادیان۔ همیں صاحبان که از سبب میسر شدن زر نقد
حسب و لخواه چند چیز دل پسند در لکهنؤ ایجاد نموده اند اگر در شاہجهان آباد می بودند
و زر بهم میرسید آنجا هم قوتِ ایجادی خود را ظاهر میکردند۔ و این گفتگوے ایشان که
همردی و پوشاکے و شوخی که زنان کسبئ لکهنؤ را از کارخانۂ غیب عنایت شده است،
زنان شاه جهان آباد را نصیب نیست، باینمعنی است که هر قدر که زن و مرد صاحب سلیقۂ
شاہجهان آباد در لکهنؤ آمده اند در شاه جهان آباد نمانده اند و این سخن هرگز باعث بر
مذمت دار الخلافه نزدیک عقلاء نیست۔ ازین سبب که سپاهی و مصاحب پیشه و لطیفه گو

وبذلہ سنج ونقال ومطرب وقصہ خوان دریں شہر ہمہ از دہلی آمدہ اند۔ کدام کس ازیں مجمع است کہ عمارت بزرگان او را در لکھنؤ صد سال گزشتہ باشد۔ راقم ہیچ عمارتے را کہ پنجاہ سال ہم پیش ازیں تعمیر پذیرفتہ باشد ومنسوب بہ شاہجہاں آبادی کنند ندیدہ ام۔ مگر کسانیکہ در وقتِ خلد مکان جدا جدا یکے از بزرگان شان حیدر و زر حکومت ایں ملک داشتہ وعمارتے برائے بودن خود ومسجدے وپلے وچاہے ساختہ در اماکن کہنہ بزرگان خود می باشند۔ خدا داند اصل آں ہا از کجا بودہ۔ وازیں گفتگو قباحتے برمی آید کہ بندۂ خدائے بگوید کہ حاکم الہ آباد وامرائے حضورش بہ از حاکم شاہِ جہاں آباد وامیرانِ حضور او ہستند۔ در وقتیکہ بادشاہ جمجاہِ ہندوستان از سبب بعضی عوارض الہ آباد را مستقرِ خلافت ساختہ باشد وامرائے عالیقدرش با مصاحبان ودمسازانِ فصیح وبلیغ خود نیز آنجا بروند ودیگر ہر مرد صاحب کمال کہ افصح دہلی باشد نیز از سبب ضرورت اظہارِ فن خود بپیش قدردان عازم آں شہر گردد تا انیکہ احدے ازیں قبیل آدمیان در انجا نماند سوائے بعضی گوشہ نشینانِ توکل پیشہ، ودر قلعۂ شاہ جہاں آباد وتمام شہر امتِ گرو گوبند یعنی سکھان بدنہاد داخل شوند وجا بجا لہنا سنگھ وجھنڈا سنگھ وبھوکا سنگھ گھٹہ ورا ج سنگھ وحرمت سنگھ ترکھان ودھاگ سنگھ تروالہ مجلس آرا گردند، انصاف باید کرد کہ درچنیں وقت اگر جمعی از باشندگان دہلی کہ در الہ آباد مسکن اختیار کردہ باشند بگویند کہ حالا ایں طرز گفتگو ووضع پوشاک وسرو دادائے محبوباں کہ دریں شہر ہست در شاہ جہاں آباد نیست گشتنی نمی شوند، چرا کہ ترجیح مرزا بدیع الزماں کہ از شاہ جہاں آباد بہ الہ آباد رفتہ بر جھنڈا سنگھ پوہڑہ کہ از ہیبت پوریٹی یا کادی یا چھیاں بہ دہلی رسیدہ است مانند روشنی آفتاب ثابت و محتاج دلیل نیست۔

موجز انیکہ آنچہ دہلویاں را در لکھنؤ در زیر سایۂ عنایت جناب عالی میسر است در شاہجہاں آباد

درخواب ہم نمی بنیند۔ از کجا بنیند کہ غلام قادر شقی بصارت را ہم با دیگر چیزہا بغارت بُرد
و آفتاب اقبالِ شان را گرفتارِ ظلمت کرد۔ چون کمالِ ہر صاحب سلیقہ از قسم ایجاد و پوشاک
و غیرآں در وقتِ توانگری ظاہر می شود و شاہ جہان آبادیان در شہر خود بیشتر محتاج
بنانِ شبینہ و کمتر نان میخورند بخلاف دہلویانِ لکھنؤ کہ صاحبِ جاہ و ثروت اند، درین حالت
سلیقۂ دہلویان کہ در لکھنؤ مے باشند چگونہ زیادہ از سلیقۂ دہلویاں کہ در شاہ جہان
آباد اند نباشد۔ و قید فصاحت بولادتِ شخص در شاہ جہان آباد برائے این ہم . . .
ضروری نیست کہ ہر شہر را زبانے است مخصوص بآن شہر۔ ہر کس کہ در انجا متولد
می شود بہ زبان آن شہر حرف میزند مثلاً لاہوری لہجۂ پنجاب با لفاظ آنجا ادا میکند
و بنگالی الفاظ بنگالی بزبان دارد و ہم چنیں تبدیل کھنڈی مارواڑی و میواتی
و دکھنی زبان ملک خود را خوب میدانند و در میان افراد ہر صنفے از ینہا اصلا فرق
کردہ نمی شود، مانند باشندگان لکھنؤ کہ از گفتگوئے خُرد و بزرگ ایشان اصالت
پورب می بارد، خواہ تمام جملہ را بزبان پورب ادا کنند خواہ از صحبت شاہ جہان
آبادیان بعضی الفاظ وطن شریف ترک نمایند۔ ہم چنین کلام باشندۂ ہر شہر
دلالت کند بر مولد و موطن بخلاف باشندگان دہلی کہ بعضے راہ کابل در تکلم
نشان دہند و بعضی دروازۂ پنجاب بر روے سامع کشایند و بعضی مخاطب را
از لہجۂ مرزاپور و جانٹھ ترسانند و حصۂ از بوئے گلاب بہ دماغ حاضران
رسانند و بعضی بالفاظ روح پرور شربت جان بخش نصیب اہل سماعت سازند
یعنی بزبانِ اُردو حرف زنند۔ در چنین مقام عقل راقم سراسیمہ است کہ زبان
شاہ جہان آباد کدام زبان را بگویم، نمیدانم کابلی است یا لاہوری یا پوربی
یا غیر آں، زیرا کہ ولادتِ این صاحباں کہ در شاہ جہان آباد بزبانہاے
مختلف سخن می گویند در حضرت دہلی جلوۂ ظہور دارد۔ بہر حال بعد تامل بقدر

سلیقه وفہم این ہیچمداں چنیں معلوم می شود و غالب که راست باشد که زبان
شاه جہان آباد زبان اشخاص قابل مصاحبت پیشه دربار رس و گویائی
زنان پری پیکر و کلام اہل حرفه از مسلماناں و گفتگوئے شہده ہا و الفاظ
خدم و تبع از قبیل شاگرد پیشۂ امرا است تا خاکروب ہم داخل ہمیں جماعت باشد
ایں مجمع ہر جا که برسد اولاد آنہا دلّی وال گفته شوند و محلۂ ایشاں محلۂ
اہل دہلی۔ و اگر تمام شہر را فراگیرند آں شہر را اُردو نامند۔ لیکن جمع شدن
ایں حضرات در ہیچ شہرے سوائے لکھنؤ نزد فقیر ثابت نیست۔ گو باشندگان
مرشد آباد و عظیم آباد بزعم خود خود را اُردو داں و شہر خود را اُردو دانند زیرا که
شاه جہان آبادیاں بقدر یک محله در عظیم آباد جمع باشند و در وقت نواب
صادق علیخاں عرف میرن و نواب قاسم علیخاں عالیجاه ہمیں قدر در مرشد آباد بود
یا زیاده۔ و اہل مغل پوره و دیگر اشخاص شاه جہان آبادی ازیں بحث بیروں اند
و در لکھنؤ از سبب قرب تمام شاه جہان آبادیاں فصیح و غیر فصیح جمع شده اند
و ایں شہر شاه جہان آباد شده است لکھنؤ نمانده است۔
پوشیده نماند که در وقت سراج الدوله بعضی منصبداراں و چند نفر از نقالاں
که ہندی بھانڈ گویند و ۲ دو سه مغنی و ۲ دو سه کسبی و یکدو بھگتیه و ۲ دو سه نان باو
ده دوازده مرثیه خواں و یکدو سبزی فروش و نخود بریز بامید منافع از شاه
جہان آباد به مرشد آباد رفته بود چرا که دراں وقت نخود بریز ہم بغیر ده ہزار روپیه
از دہلی حرکت بمرشد آباد نه می کرد و در وقت نواب میرن که خود را بانکه میگرفت
بانکه ہا جمع شده بودند تمام مغل پوره و بادل پوره آنجا بود۔ ایں بانکه ہا از
بحث خارج اند از یں جہت که بانکه ہا در ہر شہر می باشند خواه در دہلی خواه در بلادِ
دکھن خواه در بلاد بنگاله خواه در شہر ہائے پنجاب ہمه را یک وضع و یک زبان

می باشد کج ادا و کج راه رفتن و خود را بسیار دیدن و ہر موتث را مذکر ادا کردن شعار و عادت ایشان است۔ چنانچہ ہماری بکری را ہمارا بکرا گویند مثل افغاناں کہ در ہر شہر دستار و زلف غلیل و ادچے گفتن ایشان مبدّل نمی شود۔ و دَور نواب قاسم علیخاں بعینہ دَورِ نواب میرن مرحوم است۔ و در وقت حضرت پیر و مرشد چرچہ عمارات بآئین جدید و طرز دلفریب و تحقیق الفاظ و ملاحظۂ فصاحت و مراعاتِ بلاغت و لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی و شستگی تقریر و ایجاد چیزہائے نو بسیار است و سوائے اشخاص فصیح قابل و بلیغ صحبت ہیچکس پسند خاطرِ ملکوت ناظر نیست، و بدادِ ہر سخن و لطیفہ میرسند و ہرگز اشخاص سابق الذکر را کہ ہمدم و ہم طبق با نواب میرن بودند راہے بحضور پر نور نہ می دہند۔ از نیجہت لکھنؤ بر شہرہائے دیگر شرفے و مرجح و جان شاہ جہاں آباد است، زیرا کہ فصحاء و سلیقہ شعاراں کہ جان آں شہر باشند در ایں شہر مجتمع اند۔ پس شاہ جہاں آباد حکم قالب بیجان دارد و لکھنؤ جان اوست و جان را ہر آئینہ بر قالب ترجیح است۔ ایں ہم دراصل وصف شاہ جہاں آباد کردہ می شود چرا کہ شاہ جہان آباد با جان و قالب یک شخص قابل است جانش اینجا آوردند و قالب آنجا گذاشتند، مانند دُم طاؤس در بزرگی بر طاؤس ظاہر است کہ طاؤس تمام ہیأت مجموعی را گویند کہ دُم نیز دراں داخل باشد درینصورت بزرگی دُم ثابت نمی شود مانند ثابت نہ بودن بزرگی جزء بر کُل۔ ہمچنیں لکھنؤ را کہ حالا جانِ شاہ جہاں آباد میگویند نہ جان پورب اگر بہ از شاہ جہاں آباد گویند میزیبد چرا کہ ایں ترجیح از قبیل ترجیحِ جان بر قالب است و بزرگ تر بودن دُم طاؤس از طاؤس است۔

دیگر از فصیحاں محمد اسحق خاں موتمن الدولہ و ہر سہ پسرش نجم الدولہ و افتخار الدولہ نواب مرزا علیخاں و نواب سالار جنگ۔ لطیفہ گویاں و خوش کلاماں و پری پیکران

دہلی در صحبت ایشاں از سبب مصروف بودن بعیاشی جمع بودند۔ دیگر مرزا فتح اللہ
و مرزا اسمٰعیل۔ دیگر مرزا رفیع در سخن گفتن و حرف زدن گو در شعر بضرورت وزن او
قافیہ چند لفظ خارج از اُردو نیز آوردہ۔ دیگر خواجہ حفیظ اللہ مرحوم۔ دیگر میرزائی
و میر مغل و خواجہ شیریں خاں و اعتقاد الدولہ و میر رمضانی صاحب ہکلہ

دروازہ چہارم در آراستگی تاج بیان بگوہر شرح مصطلحات دہلی

توتے اُڑ گئے، یعنی حواس اُڑ گئے۔ تمھارے لڑکے بھی کبھی گھٹنوں کے بل چلیں گے
یعنی تم بھی کبھی بانچ پولو گے اور راہ پر آؤ گے۔ کافور ہو جاؤ اور چھچھو ہو جاؤ اور
ہوا کھاؤ اور پیچھا چھوڑو، اور معاف کرو، اور دال فی عین ہو جیے اور
اور زبر رو ہو جیے اور بہت ہو جیے اور دفع دفان ہو جیے اور اور طرف متوجہ ہو جیے
اور کہاں آئے اور کہو تو میں گھر چھوڑ دوں اور فرماؤ تو قبالا منگواؤں، یعنی
یہاں سے جاؤ۔ مرتا ہوں اور جی دیتا ہوں اور لوٹتا ہوں اور لوٹ پوٹ
ہوں اور ہاتھ پانوں توڑتا ہوں یا تڑاتا ہوں اور غش کرتا ہوں یعنی عاشق ہوں
جی چراتا ہوں، یعنی ازیں کام اجتناب دارم۔ چوکڑی بھول گیا اور کھو یا گیا
اور اور ہی کچھ ہو گیا، ہمہ یعنی بے حواس شد۔ جھنپٹا دیا اور آب پاشی کی یعنی فریب
دیا۔ بڑے پاک ہو اور قدم آپ کے چوما چاہیے اور آنکھیں تمھاری ذرا بھی پانی
نہیں یعنی بڑے بیحیا ہو۔ آپ بھی بہت بزرگ ہیں اور صاحبزادے ہیں اور عجب معصوم
ہیں اور طرفہ معجون ہیں اور زور جانور ہیں اور بڑے صاحب شوق ہو اور عقل کے
پتلے ہو اور آپ کی کیا بات ہے اور کتنا بات کو پہنچتے ہو اور عقل چہ گتی است کہ پیش
مرداں بیاید اور عقل بڑی کہ بھینس اور خوبی شعور کی اور بل بے تیری سمجھ اور

کیوں نہ ہو پدر ٹر باشد پسر تُوں بود ازاں پُر ہنر بے ہنر چوں بود اور آپ بھی کچھ ارسطو سے کم نہیں اور اپنی اپنی سمجھ ہے اور تھوڑی سی عقل مول لیجیے تو بہتر ہے اور ولی آدمی ہو اور ڈال کے ٹوٹے ہو اور نرور پہ بیٹھے ہو اور کوئی زور خدا کے بندے ہو اور اپنے وقت کے لال بوجھکڑ ہو اور داناؤں کی ڈور بلا اور آپ کے بھی صدقہ ہو جائیے اور قربان اس فہمید کے اور کیا خوب سمجھتے ہو یعنی بسیار احمق ہستید۔ عجب ذات شریف ہو اور کتنے بھلے آدمی ہو اور آپ میں بھی کوٹ کوٹ کے خوبیاں بھری ہیں اور سب بزرگیاں تم پر ہی ختم ہیں اور آپ سے بہت بہت امید ہے اور ابھی کیا ہے، خدا آپ کو بہت سا سلامت رکھے یعنی بڑے بدذات ہو۔ اور تم بھی بہت ندر ہو یا بہت بُرے آدمی ہو اور بدڈھب آدمی ہو اور معلوم نہیں تم کون ہو اور کہو تو سہی کیا ہو اور کوئی قہر ہو یا غضب ہو یا ستم ہو یا تم سے خدا پناہ میں رکھے اور آپ تخفگی کیا رکھتے ہیں اور آپ ہیں کون اور نیٹ کڈھب ہو یعنی خوب آدمی ہو پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل جائے استعمال کنند کہ شخصے مشہور در پیشہ باشد و شعور در کار خود نہ داشتہ باشد۔ آنکھوں سے اندھے نام نین سکھ ایں مثل در مقامے گفتہ شود کہ شخصے دعوائے امرے بکند کہ باآں ہیچ مناسبتے نداشتہ باشد۔ ہم آپ سے نہیں بولتے اور کیوں آتے ہو اور ہمارے پاس نہ آئیے اور کہاں چلے آتے ہو، اور صاحب کو کس نے بلایا ہے اور خیر باشد کدھر کرم کیا اور یہ چاند کیسا نکلا اور کہیں رستہ تو نہیں بھول گئے اور گھر کو پھر جائیے اور آپ کا گھر کہاں ہے اور میں تو صاحب کو نہیں پہچانتا، عبارت شکوہ و اظہار اشتیاق با دوست وقت ملاقات باشد۔ گھر کی مرغی دال برابر درجائے گویند کہ شخصی قدر فرزند یا عزیز یا دوست یا غلام باوفا یا ملازم صاحب لیاقت خود نداند و وصف دیگراں بکند و زرہا خرچ کردہ کار از انہا بگیرد۔ ہزاروں یا سیکڑوں یا لاکھوں یا کروڑوں بے نقط سناؤنگا

یعنی بہت سی گالیاں دونگا۔ اور صلّ وجل اور واہ واہ اور کیا پوچھنا ہے
اور کیا کہنا ہے اور کیا بات ہے اور یوں ہی چاہیے اور کیا خوب اور چہ خوش چرا
نباشد اور واچھڑے اور سبحان اللہ اور آہا اور ہوے بے ظالم اور یہاں فرشتہ
کے بھی پر جلتے ہیں اور کیا مذکور ہے اور کہیں نظر نہ لگ جائے اور خدا سلامت رکھے
اور آپ کی کیا چلائی اور رحمت خدا کی اور شاباش اور آفریں صد آفریں اور بارک اللہ
اور ایسی ہی باتوں سے تو معقول ہوے ہو اور اللہ اکبر اور اللہ الغنی اور واہ ہو جی
اور اوہو این جمیع کلمات مشتمل بر مدح دلالت کنند بر مذمت شخصے کہ فعلش خلاف
طبع این کس باشد۔ دھینگ دھنگ بلو کا راج اور اندھیری نگری چوپٹ راج،
در مقام بے انصافی حاکم و رئیس ذکر کنند۔ کام کیا ہے اور غضب کیا ہے اور غضب
کیا ہے اور ستم کیا ہے یعنی کار عجیب کردہ است۔ گھونسا مار پانی نکالتا ہوں یعنی
ہر چہ از دیگرے نیاید از من بیاید گھر کی ٹکی باسی ساگ، این عبارت در جواب
کسی بگویند کہ لاف بیجا زدہ باشد۔ باسی رہے نہ کتا کھائے، یعنی اسراف طعام
در خانہ ما بسیار است۔ آپس میں گرہ پڑ گئی ہے، یعنی دشمنی باہم بہم رسیدہ است
قاضی جی تم کیوں دبلے ہو شہر کے اندیشہ سے، در حق شخصے کہ بیجا غم اغیار خورد استعمال
کنند۔ بال بال گج موتی پروئے ہوے بیٹھی ہے، یعنی بن سنور کر بیٹھی ہے۔ چولھے
میں پڑے، یا بھاڑ میں جائے، یعنی مارا این شخص و با این چیز ہیچ سر و کار نیست۔ چاند
کو گہن لگ گیا، یعنی با وصف خوبہا یک عیب ہم دارد۔ اس بات میں ٹا لگتا ہے یعنی
این کار معیوب است۔ شرم بھی نہیں آتی، دل میں تو سمجھو، کبھی شرمایا تو کرو، شکوہ
نباید دوست۔ یہ منہ اور مسور کی دال اور آپ کے بھیجا ڈنڈھی کہے دیتے ہیں، اور
ایسے جمی اور بل بے جما تیری دھج، ازیں ہر چہار اصطلاح یکے این است کہ این
خواہش زیادہ از لیاقت تست، دوم انیکہ این ہمہ دعوے بزرگی از چہرہ شما کہ

مخالف گفتگوے شما است معلوم می شود چہ حاجت بیان، سوم آنکہ شما ہم بلے این
قابلیت رسانید، چہارم آنکہ بنازم طرز رفتار و بالیدن تو بر خود کہ باوصف ناداری
خود را الم از امیران جلیل القدر نمی گیری - کبھی بارہ بمعنی یاس مطلق - شیخی اور تین کانے
یعنی عبث لاف بیجا می زنی - کانے چوٹ کنونڈے بھیٹ، وقت دو چار شدن آدم
مخالف طبع گویند یا ہنگام ملاقات با کسی کہ پنہان داشتن خود از و منظور باشد از روے
مصلحت خواہ از راہ رنجش - حلوا خاتون بمعنی لعبتے است کہ از چوب سازند و گلہا یا
آنرا لباس پوشانیدہ رو بروے اطفال در دست خود بر قصانند و تحصیل قوت نمایند -
گوبر گنیش اور گل بھترا اور مسٹنڈا اور ہٹا کٹا اور ٹانہا اور ڈب اکرا اور بھینسا اور فیل
منگلوسی اور چکٹ ہپیا اور مربع اور چوکور اور گینڈا بمعنی فربہ - تنکا اور ٹیڑھی اور
تاکا اور سوکھا بمعنی لاغر - پتھر پھوڑا نام جنے کہ در شاہ جہان آباد سر مردم را شکست
چنڈول گداگر بول اور گانٹھ کٹھول بانسلی بھنبھیری میرا نام اور گھور گھنڈے چوہے
لنڈے اور کالے پیلے دیو اور شیر بکری یا باگ بکری اور ٹیرن اور کبڈی اور
وزیر بادشاہ اور آنکھ مچول کرڈا تیل بلی یا دے دہی چھلیل اور چھائیں مائیں گول
گھمائیں راجہ کے گھر بیٹا ہوا اور دوڑے آیو کوئی ایسا بھی داتا ہو چڑیا کے بند
چھڑا دیے اور مونگ چنا دگدوٹی ڈو اور سیرھی آڑ وکیوں آڑے اور لوہری اور ٹیسو
رائے، از یں بازیہا لوہری از دہلی تا کابل رواج دارد و تفصیلش این است کہ
اطفال در موسم چند روز بعضی جوانان را ہمراہ گرفتہ محلہ بہ محلہ بدروازہ ہر خانہ روند
چیزے نقد یا گندہ و ہیزم از خانہ بگیرند و شبے آن انبار ہمہ را آتش دہند و نقود جمع شدہ
شیرینی طلبیدہ بر خود قسمت کنند، این رسم از رسم ہنود است لیکن اطفال اہل اسلام
ہم بازیچہ فہمیدہ شریک بچگان ہنود شوند - ٹیسو رائے عبارت از صورتے کہ در ایام
قریب بہ دسہرہ کودکان از گل ساختہ و چراغ روشن نمودہ خانہ بخانہ بگردند و ہر جا

در پنج شش روز حاصل شود و روز آخریں صرف قیمت شیرینی نموده باہم حصہ کنند
لیکن دختراں بجائے ٹیسو راے جھنجھری یا جھنجھیا سازند، ایں بازیچہ حالا در بلاد پورب
ہم رواج دارد و از بازیچہاے دیگر کبڈی و باگھ بکری و وزیر بادشاہ جوانان ہم شوق
کنند و جا بجا مروج است و دیگر بازیچہا مخصوص بہ اطفال است لیکن ہر قدر کہ ازیں
ہا جاے دیگر نرسیده تفصیل آں بیشتر بہ قلم آمده۔ بتی سرتیا پھول پان بیچیا و
بازی کردن بالہ چپتہ کہ ہندی گلی ڈنڈا گویند قاعده است کہ اطفال باہم قرار
دہند کہ ہر کس از میان با شرط از دیگرے در نابد چند بار یعنی ہر قدر کہ اذا اول
معین شود بلہ یعنی گلی را در دست گرفتہ چپتہ یعنی ڈنڈا را بدست دیگر بقوت تمام
بزند تا از دستش رہا شده مثل تیر راست برود و ہر جا کہ برسد طفل دیگر کہ شرط
را باختہ باشد باید کہ دست بر دست ایں طفل زده برائے آوردن گلی رواں
شود از وقت رواں شدن تا زمان دادن چوب پاره مذکور بدست طرف ثانی باید
کہ بتی سرتیا پھول پان بیچیا گوید لیکن شرط است کہ تبدیل نفس نکند و تا آمدن و
رفتن ہماں یک نفس باشد و سلسلۂ ایں کلام منقطع نگردد و اگر عہده ازیں بر نیاید
دست خود را بدست طرف ثانی بدہد تا ہر قدر کہ مقرر شده باشد دست خود را بقوت
تمام بر پشت دست آں بیچاره بزند و ایں عمل را بزبان اردو چمیٹی گویند با جیم فارسی
مکسور و میم ساکن و تاء ہندی و یاء معروف۔ اکثر خون از پشت دست اطفال
رواں شود۔ کیلے والے لال، آواز باغباناں وقت کشیدن آب از چاه برائے
درختاں۔ گول گول بات، یعنی سخنے کہ چند احتمال داشتہ باشد۔ موتی پروتا ہے
یعنی سخنان دلاویز میگوید۔ گھاس کاٹتا ہے یعنی حرفے میزند کہ بفہم کسے نمی آید۔ گل
کترتا ہے یعنی سخن ابلہ فریب میگوید و ہم بایں معنی کہ فتنہ برپا می کند۔ ڈیوڑھی کے
پھیر میں آگیا یعنی گرفتار بلا شد۔ چڑیا کے اور چڑیا والے اور مرغی کے اور مرغی والے

اور جھانپو کے اور جھانپو والے اور ڈھڈو کے اور ڈھڈو والے اور بگلو لو کے اور بگلو لو والے اور کو اپری کے خطاب بشخصی کہ او را بزعم خود احمق پندارند۔ خیر ہی خیری دیں گے کوئی ایسے ہی داتا دینگے یا ایسا ہی داتا دے گا، صدائے فقیران بے حقیقت رذیل ہندوستان روبروے گاڑھیاے قافلہ۔ خیری خیری یک لفظی است کہ مکرر می آرند با خاء مکسور و یاء معروف و راء مکسور و یاء ساکن۔ باج باج اللہ محمد کا راج، عبارت آدمیان کم قدر از قبیل خدمتگار و فراش و غیرآں وقت زدن گھڑیال۔ لپو بمعنی دستار۔ ڈاب بمعنی کمربند بر کمر۔ پھدگی اور پدڑی اور پودنا بمعنی ناتوان و کم زور۔ کٹھ پتلی اور الو کا بچہ اور الو کی دم فاختہ اور الو واخرا اور مٹی کی مورت بمعنی مرد ابلہ۔ گلو با گاف مکسور و لام مشدد و مضموم و واو مجہول خطاب با دختران صغیر۔ پری بمعنی چیزے خوب۔ سرچوت بمعنی نفرت آمیز یا موجب نفرت کہ بہ ہندی چڑنا مند۔ لیکن در اصل بمعنی رشک است۔ بڈیا ندھان، آدم بسیار قابل۔ پڑھ پتھر لکھ لہرا بھئے اینٹیں باندھ کچہری گئے، یعنی ہر قدر کہ سعی کرد از علم بے بہرہ ماند۔ شوربور از زبان مرداں و شرابور از زبان زناں بمعنی آلودہ سر تا پا۔ رنگ ہے جی رنگ ہے۔ دوست با دوست وقت خوش شدن او بجاے مبارک باد گوید۔ جان چھلا اور خانم جان اور بیگمیان اور زنانی دیوانی اور کرہائی اور بہشت کی قمری اور دوریار اور خاصی پیاری اور جان صاحب اور میں واری اور بی جی اور بہو جی اور بنو جان اور گھونگھٹ والی اور برقے والی اور آے جی اور ہی ہی، بمعنی مردے شبیہ بزناں در لباس و کلام و حرکات۔ منوا اور مٹھو خطاب بہ احمق از راہ شفقت۔ لچی اور خام پارہ اور گستو اور اتیا اور مرچ اور مال زادی اور خنڈی اور خیلا خطاب بہ زن سرکش بجاے بدزبان فتنہ پرداز۔ مردہ شو کے حوالے، اور خدا سمجھے اور کالا منھ نیلے ہاتھ پانوں گفتگو زنان بہ پیچیدہ جوان درحق کسے کہ نفرت از و بہم رسد خواہ بظاہر خواہ بباطن۔

دو گندی چیتی، شخص غیر ثابت بر یک قول و نگاہ دارندۂ طرف دو چیز۔ سیاہی نے دبایا ہے یعنی در خواب حرف میزند و برخاستہ با مردم دست و گریبان می شود بلکہ اگر چوب یا شمشیر بدستش می آید از دیگرے کہ دوچار او میگردد دریغ نمی دارد و ہنوز حکم بیدار نمی تواں کرد کہ ہیچ خبر از خود ندارد۔ زمین ہو جانا تیز رفتن و غائب شدن۔ دھنتر اور رستم اور رستم کا بچہ اور تیس مار خاں بمعنی زبردست۔ وھنا سیٹھ اور جگت سیٹھ کا گماشتہ اور کوٹھی وال اور گانٹھ کا پورا اور بھرا پرا بمعنی مالدار۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُلّو کا مُنھ کالا بمعنی اظہار تصمیم ارادہ بکارے۔ شہر مراد از شاہ جہان آباد۔ اور سانگ لانا، بہانہ کردن۔ پان پھول اور دھان پان بمعنی نازک بدن۔ چھوٹا مُنھ بڑی بات یعنی تو لیاقت ایں کار نداری بر غائب و متکلم نیز جاری میتواں کرد۔ حاتم کی گور پر لات مارتا ہے، در ذکر سخاوت مفلوک استعمال کنند۔ ہفتے جکڑ نے، ہر گاہ پہلوانے پہلوانے را بر زمین می زند و میخواہد کہ پشتش را بہ زمین رساند طرف ثانی سینہ را بہ زمین محکم میگذارد بنوعیکہ اگر زور فیل دریں پہلوان باشد نمیتواند کہ اورا بہ پشت بخواباند تا وقتیکہ ہر دو دست از زیر بغلہایش برآوردہ گردنش را بگیرد و زور آزمائی بکند بلفظ مذکور نام ہمیں فعل باشد۔ دھوبی پاٹ اور کلا جنگ اور دھاک پر چڑھا مارنا، نام داؤہائے کشتی۔ تو کر لاڈ کیور کے ہونٹھ لیں حق لیں، نام لاڈ کیور دو کلاونت بودہ است در وقت شاہ جہاں یا اورنگ زیب ظاہراً نوکران ایں بیچارہ ہا بغیر خدمت و حاضر باشی تنخواہ خود را از ایشاں طلب میکردند چوں از فتنہ و فساد اجتناب کلی داشتند ازیں خوف مبادا کہ ہنگامہ برپا شود زر بنوکراں میدادند حالا بہماں قیاس ضرب المثل شدہ است، درحق نوکران کم خدمت آقائے خلیق۔ کھانا پینا گانٹھ کا نری سلام علیک، در مقام بے التفاتی مرد صاحب جاہ در جواب سلام و بے پروائی خود گفتہ آید۔ کھلنڈرا اور اکھر ٹا بمعنی مرد بے پروائے

بے اندیشہ۔ ماموں جی جوہار، در وقت طعن بظرافت بجاے سلام علیکم مستعمل میشود۔ پھوٹ بہا، یعنی بدرد آمدہ زار زار گریست۔ جھڑ لگا اور ہو چکا یعنی از زحمت خود فتاد۔ تم نے اڑائیاں سو یہاں بھون کھائیاں، یعنی من زیادہ از شما این کنایہ ہا دامی فہم۔ میں نے چار برساتیں زیادہ آپ سے دیکھی ہیں، یعنی ہنوز شمار در بروے من بچہ ہستید۔ آئیں، کیا، معقول، اور خوب خلطے کی اور کتنے گرم ہو اور واہ منہ تو دیکھو اور آرسی تو ہاتھ میں لو اور خیر مانگو اور بہت بڑھ نہ چلو اور آپ کو بھول گئے اور نئی طرح کی گرمی ہے اور کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اور گھر سے لڑ کر تو نہیں آ چلے اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جاؤ اور کبھی لانگ کے تو نہیں آئے اور صبح کسکا منہ دیکھا تھا اور خیر ہے گھر کو سدھارو اور اتنا لگ نہ چلیے، گفتگو با آدم زبان دراز بے ادب از راہ رنجش و با دوست نیز از فرط محبت و خوش اختلاطی۔ دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اور اللذی نہ اللذی اور ادھر نہ ادھر یہ بلا کدھر، یعنی شخص بے سر و پا۔ ہمنے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے، یعنی ہر دم کار آزمودہ ایم۔ میں تیرا گدھا بناؤں گا یعنی من ترا بسیار رسوا خواہم کرد۔ پھر مانگ، یعنی جواب صاف بسائل کدھر منہ ڈالتا ہے، یعنی کجا می آئی۔ آپ میری جان سے کیا چاہتے ہیں، یعنی چرا با من حرف میزنید و پیش من می آئید۔ منہ چڑانا یعنی تقلید کسی کردن وازہ عہدہ آں بر نیامدن۔ سوکھی اور نکی موٹھ اور نو ترمی، داد قمار بازان۔ پہلے پانسے تین کانے، بجاے اول کاسہ در دباشد۔ منہ لگائی ڈومنی گاوے تال بیتال، یعنی مصاحب امیر ہر قدر کہ یاوہ بیچا و دہمہ مربوط است۔ آیئے مل جی آیئے ما وقت ملاقات از راہ مسخرگی بدوست گویند۔ آنکھ آئی، یعنی چشم درد میکند۔ بھڑ دھر و رنگین لباس در ہولی۔ بنے ہوے ہیں اور مجلس کی رونق ہیں یعنی مسخرے ہیں رنگا ہوا ہے یعنی ذاکر و شاغل است۔ جگت گرو یعنی پیشواے فن۔ ادیس مطرب

خوش گلو کہن سال صاحب معلومات۔ بھڑبھڑیل اور جھنجھناسر ہر دو یعنی مسخرۂ
کم قدر۔ انگور، پیوندِ زخم۔ چھاتی کا پھوڑا اور سوہانِ روح اور وبالِ گردن
شخص مخالف طبع۔ ٹوٹی بانہہ، گل جندری، پسر و برادر و رفیق بے لیاقت
تیرے تو کچھ لچھن سے بگڑ گئے ہیں یعنی ادبار تو رسیدہ است و رونقے در چہرۂ ات
باقی نماندہ۔ تیرے دل کے آج پھپھولے پھوٹے، یعنی امروز بسیار خوش شدم
کہ دشمن من ذلیل شد۔ کالا، یعنی شخص ذوفنون و بار سیاہ۔ باؤلا کتا، اور کٹکھنا
کتا یعنی شخص بدخلق۔ اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے، در حق کسی جاری شود کہ بزور
حمایت دیگرے بترساند۔ حمایت کی گدھی عراقی کو لات مارے، مصرف ایں عبارت
در جائے است کہ مرد کم قدرے باشارۂ امیرے اظہار جبروت و عظمت یا عالی مرتبتی
نماید از جہت قرابت با امیرے یا سفارش منصب او زیادہ از دیگراں باشد۔ جو بولے
سو گھی کو جائے، یعنی ہر کہ درین مجلس یا خانہ منصفانہ حرف خواہد زد بسزا خواہد رسید
و ذلیل خواہد شد۔ دو ملاؤں میں مرغی مردار، محل استعمالش مجلس بزرگے باشد کہ
شخصے حاجت خود پیش او آرد و ایں بزرگ با دیگرے در مقدمہ ہمیں صاحب
حاجت بر سر حرفے مباحثہ آغاز و ظاہر است کہ در بحث دو کس کہ یکی محتاج
البتہ باشد و دیگرے نیز ہم چشم آں مطلب محتاج بر نمی آید بیچارہ مجبور شدہ
ایں عبارت را ادا می کند تا از مباحثہ باز مانند و بر آمدن کام
وے صورت بندد۔ بجلی پڑے ان باتوں پر، یعنی خاک بر سر
ایں گفتگو ہائے بیفائدہ۔ چمرخ چینو کے لڑکے، یعنی اے پسر زن فاحشہ بیحیائے
بے ادب۔ سیمو سیٹھو، زنان بازاری مثل سبزی فروش وغیرہ آں۔ کام بڑھئی کا،
آواز نجار در کوچہ و بازار۔ سونٹھ ہے میوے کے رس کی، صدائے آب زنجبیل فروشانِ
شہر۔ سو سنار کی نہ ایک لوہار کی، یعنی اگر فلانے صد بار با من بدی خواہد کرد یا در

ظرافت مرا تنگ خواہد گرفت یشم سن کند و نخواہد شد و بمن در یک بدی یا یک لطیفہ اورا از پا خواہم انداخت۔ کیا بیچتے ہو، یا کیا کھٹ راگ گاتے ہو، کیا گوہ کھاتے ہو کیا چھک مارتے ہو، کیا قصہ لگایا ہے، کیوں مغز کھاتے ہو، کاہیکو دماغ پریشان کرتے ہو یعنی چہ سخن بیہودہ میگوئید و چرا یاوہ بیجا وید۔ منھ کو لگام دو اور زبان سنبھال کے بولو یعنی سنجیدہ حرف بزنید۔ منہ دھو رکھو، یعنی توقع این کار نداشتہ باشید۔ ماں فقیرنی پوت فتح خاں، در حق شخص مغرور کم قدر مجہول النسب آیند۔ بیرے بت کو رسا یعنی عجب کارے کردہ کہ بگفتن نمی آید۔ رانڈ کا سانڈ، یعنی حرام زادہ بد طینت رانی خاں کا سالا، یا دھین دھو کڑ خاں کا سالا یا افلاطون کا بچہ یعنی شخص زبردست متکبر۔ بڑا ایزید ہے یعنی بسیار بیرحم است۔ دھو یا دھایا احمق ہے یعنی در حماقتش جاے تامل نیست۔ فتح ہے، یعنی مژدہ باد۔ پانوں زمین پر نہیں رکھتا۔ یعنی خیلی متکبر است۔ آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا نیز ہمیں معنی و بمعنی شرم و حیا ہم آرند۔ کوڑھ میں کھاج، وقت پیش آمدن مشکلے در عالم تردد خاطر از سبب مشکلے دیگر گفتہ شود۔ کریلا اور نیم چڑھا، در حق شخص بد خلق بدولت رسیدہ گویند۔ نماز کو گئے تھے روزہ گلے پڑا، یعنی فکرے بخاطر داشتم فکرے دیگر پیش آمد یا متوجہ مہمی شدہ بودم مہمی دیگر پیش آمد ٹھونک بجا کر لینا، بتامل و اندیشہ و امتحان گرفتن چیزے۔ منھ پر ہوائیاں اڑتی ہیں، بمعنی چہرہ اش آب و تاب ندارد۔ ہماری کیا پشم کندہ کریگا، بمعنی با ما چہ میتواند کرد کا نا ٹٹو بدھو نفر، یعنی بسیار مفلس است۔ کھیل نچانے مرغی کا اڑانے لاگا باز، یعنی از حد خود بیروں شدہ کار میکند۔ باپ نہ مارے پدڑی بیٹا تیر انداز، این ہم ہمیں معنی چندا ماموں، تا خطاب دختران کمسن شوخ با ماہ و از راہ شوخی آدمی نیز خصوصاً از زنان کسی آشناے خود۔ پیر مغاں، بمعنی مشیخت و تکدہ۔ فلانے کا بھانڈا پھوٹ گیا، یعنی عیب او ظاہر شد۔ بھرم نکل گیا، یعنی سبب نخوت بیجا و ظہار رفعت او معلوم شد۔

جوش کم ہوا یا تاو میٹھا ہوا یعنی سست شد۔ مدھم ٹھاٹھ یعنی شخص کہ کسل در
ہر کار داشتہ باشد۔ بوریا باندھنا یعنی اسباب مساکین و از راہ کسر نفس اسباب اغنیا
از زبان خود شاں۔ چبلا، سفلا، چھوکرا، بلاّ، منہ سے دودھ کی بو آتی ہے، ابھی
چھٹی کا دودھ نہیں سوکھا، اور ابھی منہ دبائیے تو چلو بھر چھٹی کا دودھ نکل پڑے
یعنی سخت کم عقل و بے لیاقت است (جان چاٹا خا اور ہنیا اور بھبھوکا اور دھوان
دھار یعنی خوبصورت) اڑھائی چلو اُس کا لہو پی جاؤں، یعنی اور انگشتم۔ مسند
بادشاہی کرو، یعنی مسند را بردارید اصطلاح فراشان حضور والا۔ سکھ فرمانا، خوابیدن
بادشاہان تیموریہ رہند۔ بیش خانہ، چوکی خانہ۔ گھڑی مزدوری چوکھا کام، یعنے
کار خوب بمزد دلخواہ میتوان گرفت۔ باریدار، یعنی کسیکہ بنوبت خود در خدمت بادشاہ
حاضر شود۔ باری دارنی یعنی زن باری دار۔ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا، شخص بے
لیاقت کہ کار نکند و عذر بیجا پیش آرد مستحق ایں قول است۔ انت بھلے کا بھلا انت
بُرے کا بُرا، یعنی انجام بد بد است و انجام آدم نیک نیک است۔ چھکے چھوٹ گئے
یعنی عقل زائل شد۔ جگ پھوٹا تر دہاری گئی، یعنی ہر گاہ میان دو کس نفاق بہم
رسید پامال کردن ہر دو بر دشمن آسان می شود۔ بول گیا، یعنی تنگ آمد و عاجز شد
میر اور ڈلوں اور چوٹوں، رسم اطفال است کہ سہ چیز مدور منقش رنگین چوبی بہ یک
صورت بقدر گلولہ تفنگ در دست گرفتہ بر زمین غلطانند یکے را امیر و دیگرے را ڈلوں
و باز دیگرے را چوٹوں نامند و ایں بازیچہ را گولیاں کھیلنا گویند۔ پڑا گیا، یعنی بسر
رسانیدم۔ ٹھیک کیا یعنی براہ آوردم۔ لال پگڑی والا میرجی کا سالا، ایں
عبارت ہم از زبان اطفال شوخ در حق صاحب دستار سرخ است سیاہ رنگ باشد
یا سفید پوست و رنگ دستار منحصر در سرخ نیست اگر سبز یا زرد یا سیاہ باشد نام ہماں
رنگ بگیرند۔ ڈھیلے زناخ، یعنی آدم نرم و سست در ہر کار۔ چومیخا کیا، یعنی چنانکہ

باید بسزا رسانیده شد۔ ننگی بھلی کہ بل میں بانس یعنی ذلتی کہ از کردن این کا
در قسمت من است بہ ازاں رسوائی است کہ در نکردن آں متصور است مانند عبارت
فارسی کہ مائدہ چیدن صد عیب دارد و نچیدن یک عیب۔ دیکھا بھالا تو بچی او
چیرا سیدھو یعنی این شخص کم رتبہ کہ بر دولت خود نازد و در عالم افلاس و دریوزہ گر
ہم چند بار او را دیدہ ام و بخوبی می شناسم۔ بالی باندھا چور، یعنی دزد نا
بے مثل۔ کوڑی کا پوت بمعنی شدید الطمع (ہری اُچگ بمعنی شخصے کہ آقائے مفلس
گذاشتہ رفاقت متمول اختیار بکند) ہر ابھرا عبارت از شخصی کہ قبرش در دہلی
برابر قبر شاہ سرمد یہود ریا نمیست۔ تا سا گھل گیا بمعنی زود تر تمام شد
اُچھال چھکا، زن فاحشہ۔ کیا ننگی نہائے گی کیا نچوڑے گی، یعنی از آدم مفلوک
چشم کندہ می شود۔ من بھائے مُنڈیا ہلائے، یعنی رغبت بایں کار دارد و
بظاہر ابا میکند۔ لگا مارے نیکھ ہاتھ، یعنی از کردن این کار فائدہ نیست۔ گھن
لگانے کو نہیں یعنی برائے نام نیست۔ بعضی صاحباں در لکھنؤ بفتحہ گاف خوانند
این غلط محض باشد۔ گیند گدول، یعنی گو بازی۔ ڈیل در گنبد آواز دربھتی، یعنی
بایں قد و قامت این قدر نامرد۔ بھوت لگا ہی بمعنی دیوانہ شدہ است۔ پڑھا جن ہی
یعنی ہمہ چیز را می فہمد۔ پانڈے جی تو پچتیاویں، این گفتگو در حق خود در عالم یاس گفتہ
آید۔ پھل گھورتے، بمعنی سوار اسپان خوب چالاک زیر پا دارد۔ اونچی دوکان
پھیکا پکوان، مراد از امیر بخیر و فاضل بد تقریر و شاعر مشہور بے مزہ یعنی ہر کہ مشہور
و بے لطف باشد۔ اندھوں میں کانا راؤ، در حق شخص کم علم جاری کنند کہ در مجمع جاہلاں
دانا دوشدہ عزتے و حرمتے بہم رساند و نیز در بارہ ہر کم عیب کہ در مجلس معیوباں رسیدہ باشد۔
رانی کو راجا پیارا اور کانی کو کانا پیارا، یعنی ہر کس فرزند خود را دوست تر از فرزند دیگری
دارد۔ اس سے کیا حاصل کہ شاہجہاں کی داڑھی بڑی تھی یا عالمگیر کی، کنایہ از بحث

بیجا۔ امر خانی، یعنی مرد شبیہ بزن۔ رنڈاپے کا لٹھ، عبارت از مرد بے ادب دریدہ دہن
باشد۔ چل بسا، یعنی مُرد۔ میں نے تمہاری گدھی چرائی تھی یا میں نے تمہاری
چوری کی ہے، یعنی از من مگر بجناب سامی خطائے سرزدہ است۔ نے پالک، یعنی
پسر خواندہ و دختر خواندہ۔ گدگدے، مراد از دانہ ہائے برشتہ ذرہ (ذرۃ در عربی جوار را
گویند)۔ ڈھول ڈھمکا ملک باگڑ کہ موطن آبائی اکثر لولیان پری طلعت است
چھکے کے ہاتھ، یعنی چار طرف سخن بکنایہ گفتن در مجلس۔ گھی کا کپا لڑھ گیا، یعنی رئیس
کلانے مُرد۔ دھوم دھام، یعنی شان و شوکت۔ دھما چوکڑی، یعنی ہنگامہ۔ کھیت
چھوڑ گیا، یعنی گریخت۔ ٹھکانے لگا، اور کام آیا، یعنی کشتہ شد۔ تصدق ہوا نیز ہمیں
معنی لیکن در حق امراء۔ بڑا سُور ہے، یعنی بسیار شجاع است۔ دوکھنا، یعنے
عیب شخصی بر روے او بیان کردن۔ کیا درزی کا کوچ کیا مقام، یعنی آدم مفلوک
ہر جا و ہر وقت کہ خواستہ باشد برود، رفتن او را تردد نے در کار نیست۔ بڑے میاں
سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ، محل ایں عبارت ناراضی بودن شخصی از
کسے و موافق شدن با دیگرے و آزردہ تر شدن ایں کس از دوستی شخص اول۔ ناک
چنے چبوائے، یعنی سخت تنگ آورد۔ گھڑی میں گھڑیال ہے، یعنی در یک ساعت زمانہ
دگرگوں می شود۔ جو گرجتے ہیں سو برستے نہیں، یعنی ہر کہ میلا فد ہیچ است۔ دیکھا ہوا ہے
یعنی آزمودہ شدہ است۔ پھونک پھونک پانوں رکھتا ہے، یعنی ترساں ترساں راہ میرود
و کار میکند۔ چلتا پرزہ ہے، یعنی پر عیار و ظریف است۔ بات کا تبنگڑ بناتا ہے، یعنی عجب فتنہ انگیز
است۔ ہتھیار ہونا، یعنی جنگ پیش آمدن۔ ٹوپی والے، مراد از فوج ولایت۔ گھوڑی
والے، مراد از سپاہ دکن۔ پٹھان زا، مراد از شاہ ابدالی و اولادش۔ کئی دن تم نے بھی
چام کے دام چلائے، یعنی شما ہم در دولت سریع الزوال کارہائے ناکردنی کردید۔ چیل
جھپٹا، مراد از غارت گری۔ پلک دریاؤ، یعنی سخی جوانمرد۔ لبالب دریا کی گگریاں، آواز

خیار فروشان شہر۔ ہوتا سوتا۔ یعنی خویش و قوم زندہ و مردہ۔ شائستہ خاں کا پوتا، مراد از شخص متکبر۔ کاریگر اور خلیفہ اور اُستاد، مراد از دلاّک۔ و کاریگر و خلیفہ و خاص پز باورچی را نیز گویند اگرچہ در اصل خاصہ پز است لیکن خاص پز بغیر ہا مستعمل است مثل دیوان پن و بعضی صاحبان کہ دہلی را ندیدہ اند آن را دیوانہ پن گویند۔ سیرٹا، سازنوازندہ۔ ڈومنی پن، حرکات دلفریب معشوقاں و میر حسن در مثنوی سحر البیان ڈومن پن گفتہ این ہم شاید نزد زنان درست باشد۔ ہمارا لہو پیو، بجائے قسم دادن پذیرد و لیکن از زبان زن سیرتاں بازناں۔ ڈھور و فاعل، مردان شبیہ بزن در فعل و لباس۔ بڈھیا کا کاتا جوان کا کھاجایا تماشا، قسمی است از شیرینی ہندوستان مثل رشتہ۔ بوڑ کے لڈو، در شاہ جہان آباد شخصی لڈو از برادۂ چوب می ساخت و باین صدا میفروخت کہ کھائیگا سو پچتائیگا اور نہ کھائیگا سو پچتائیگا یعنی ہر کسیکہ خواہد خورد وائے بر حال او و ہر کسیکہ نخواہد خورد نیز وائے بر حال او و سبب تاسف بر شخص اول برباد شدن زر قیمت و موجب افسوس بر آدم دوم تصور لذت آن و نزد بعضے بور مراد از سبوس گندم است۔ ڈھلتی پھرتی چھاؤں کبھی اِدھر کبھی اُدھر، یعنی دولت گاہے نصیب زید است و گاہے نصیب عمرو۔ بھوجلا پہاڑی کے پتھر کھاؤ، یعنی از قسم طعام در ینجا ہیچ نیست اگر قوت ہاضمہ دارید سنگ بھوجلا پہاڑی حاضر است۔ بلبلیہ ہوں بلبلیہ ہوں۔ شادیاں مبارک، صدائے نقالان اُردو وہنگام شروع کردن رقص و نقل اول نقالاں جائے دیگر از ہمیں ہا یاد گرفتہ اند۔ سلطان جی مراد از حضرت نظام الدین ولی کہ درارد و نظام الدین اولیا، گویند۔ فلانے کو دن لگے ہیں، یعنے اجلش در رسیدہ است پر لگے ہیں نیز بہ ہمیں معنی۔ چیونٹی کا بِل، یعنی جائے تنگ۔ تنکے کے اوٹ پہاڑ، یعنی در ہر چیز کیفیت است مخفی و مختص۔ آنکھ اوجھل پہاڑ، نیز بہ ہمیں معنی باشد۔ اونٹ پہاڑ کے نیچے آتا ہے تو آپ کو سمجھتا ہے، یعنی ہر متکبر پیش آدم

زبردست تراز خود درست می شود۔ تم گودڑوں کے لعل ہو اور پوتڑوں کے امیر زادے ہو
یعنی شما با وصف ناداری عزیز دلہا ہستید۔ دبڑو گھسڑو، بمعنی عاجز بے دست و پا۔ تیرے
پانوؤں تلے گنگا بہتی ہے، یعنی تمام روے زمین در تصرف تست۔ چوہے کے بل میں
گھسا چاہیے، یعنی از بیم ایں کس جائے پنہاں باید شد۔ تین تیرہ ہو گئے، یعنی متفرق
شدند۔ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے، یعنی آدم رازدار ہر بلا کہ خواستہ باشد بر سر طرف
ثانی تواند آورد۔ شب ملیں پر لنگوٹیا نہ ملے، یعنی از آشنائے قدیم کہ واقف جمیع حالات
باشد باید ترسید۔ آگ لگتے جھونپڑا جو نکلے سو لاؤ، قائم مقام ایں عبارت فارسی باشد
کہ از خرس موئے بس است۔ بھس میں چنگی ڈال جمالو دور کھڑی، در حق آدم عمازے
گویند کہ دو کس را جنگانیدہ باہم تماشا کند۔ بچھڑا کھونٹے کے بل کودے، یعنی آدم
نامرد بزور حمایت بر خود می جہد۔ لکڑی کے بل بندری ناچے، ایں ہم بہمیں معنی
پانچوں انگلیاں گھی میں تر ہیں، بمعنی بسیار آسودہ است۔ نچوڑ بات کا، یعنی خلاصہ
سخن۔ بکھلایا گیا، یعنی پریشان حواس شد۔ سقے کی بادشاہی، بمعنی دولت چند روزہ
اندھی بادشاہی مراد از بازیچہ اطفال باشد کہ بر سر بچہ چادر انداختہ سرش را از ضرب
شدید دستی کل سازند۔ آٹھا گلقند، بمعنی احمق۔ آپ بابو منگتے باہر کھڑے درویش
در وقت سوال شخصی از محتاج یا در خواستن دوستی چیزے را از دوستی کہ بسعی
تمام آں چیز را بدست آوردہ باشد۔ فلانے کا فلانا مائی باپ ہے، یعنی پرورش کنندہ
اوست و سزا دہندہ را نیز گویند۔ چل چلاؤ، بمعنی کوچ۔ کٹ مستا، بمعنی چاق و تندرست
و بیفکر۔ چھوٹا باسن چھلک پڑا، یعنی آدم نادان بر سر تنگ ظرفی آمد۔ نساجال،
بمعنی پیچ در پیچ۔ گورکھ دھندھا، چیزیست از قسم شعبدہ۔ بھول بھلیاں امکانیست
در شاہ جہاں آباد متصل مزار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ساختہ رائے پتھورا مشتمل بر چند
ہر گاہ آدم اجنبی برائے سیر دراں عمارت می آید راہ بیروں آمدن فراموش میکند۔ کاک

نان کو چلئے کہ خواجہ قطب الاقطاب تناول می فرمودند و حالا تبرک درگاہ شریف ہماں
است - کوا گھار، بمعنی مجمع نامرداں - ناگی دھار، بمعنی سپاہی کہ ملازم غیر باشد - قطامے
زن بدنہاد بیحیا - ہلاکو، بمعنی ظالم - نادر شاہ کا سا حکم، بمعنی حکم قوی - نکر چاندنی، مہتابے
کہ قریب بصبح باشد - جی دان، بمعنی جان بخشی (کنیا دان، بمعنی زرے کہ برائے شادی
دختر بکسی بدہند) بخششی کا دھنگر، بمعنی زبردست بے فکر - چپلا، بمعنی برق - کھٹو اٹی
پاٹی لیکر پڑ رہا ہے، یعنی بکمال آزردگی در گوشہ نشستہ است یا دراز کشیدہ - یہ بیل منڈھے
نہیں چڑھنے کی، یعنی ایں بمطلوب نخواہد رسید و انجامش خوب نیست - مجھے مول لے کے
چھوڑ دیا، یعنی احسان عظیمی برمن کرد - بڑے بول کا سر نیچا، یعنی انجام ہر بخود غلط
خجالت و ندامت است - بو آتی ہے، یعنی بوے بد می آید - ٹھکوری، بمعنی چوب نقارہ -
میری بلا جانے، یعنی من چہ میدانم اور میری جوتی و دیگر الفاظ مثل میرا کد و میرا ٹھینگا وغیرہ
و غیرآں نیز از قبیل میری بلا باشد - بھلا بھولا، بمعنی خوش و خرم و صاحب اولاد - راون
کا بچا معنی شخص زبردست متکبر - بڑی بات ہوئی، یعنی بسیار خوب شد کہ چنیں شد -
بھلا صاحب، اینکہ سزائے کردہ خود خواہید دید - بہت خوب، وہرچہ بمعنی خوب نیز ہمیں
باشد - کلھیا میں گڑ پھوڑ رہا ہے، یعنی بطور خود با شخصے سرگوشی دارد و اظہار فرح می نماید
جنگل میں مور ناچا تو کس نے دیکھا، لیکن زبان فصیح اردو گن نے دیکھا، یعنی شخصے اگر
دور از دوستاں و برادراں بدولت رسیدہ چہ فائدہ و کدام حظ، زیرا باعث مسرت ترقی
ایشاں در ہم چشماں است - زید عمرو کی ٹانگ تلے سے نکل گیا، یعنی اقرار بکمال او کرد -
گولی بچا گیا، یعنی از کار مشکل کنارہ کرد اور صاف نکل گیا نیز ہمیں - آپکا بول بالا ہے،
یعنی حرف شما در مجالس پذیرائے گوشہا باد و مخالف شما ہمیشہ مغلوب شواد - باگ موڑنا،
یعنی کم شدن آبلہ ہاے چیچک - بڑا بچھو ہے، یعنی سخت کینہ ور است - سانپ کھلانا، بمعنی
نوکری آقا سخن ناشنہم مغلوب الغضب ہر دم آزار - مسافر آ اترا ہے، بمعنی حاملہ شدن زن

کسی۔ چکا چوند، یعنی تیرگی شامل روشنی۔ جوگی کا کے میت، یعنی آدم بے پیر پا آشنائے
کسے نمی باشد۔ تسلیم پر مارتا ہوں، یعنی بخاطر نمی آرم۔ غریب کی جورو سب کی بھابی،
یعنی در حق آدم مسکین ہر زبان ہر کس ہر چہ میخواہد میگوید بانعے نیست۔ اندھے کی
جورو کا اللہ بیلی ہے، یعنی مال بیوقوف را ہر کس کہ میخواہد میخورد۔ تیغ کیا جانے صابن
کا بھاؤ، یعنی این شخص قدر و کیفیت این چیز چہ میداند۔ گدھا کیا جانے زعفران کی قدر، یعنی
نیز بہ ہمیں معنی۔ رُخ نہیں ملاتا یعنی متوجہ نمی شود۔ اسکی ناک مروڑ ڈالونگا، یعنے
بہ تنبیہ او خواہم پرداخت۔ چنے پر مل والا ہے، یا دال موٹھ والا ہے، یا لونگ چڑے
والا ہے، یعنی بسیار ذلیل و تباہ و کم تشخص است۔

تلنڈوں کا گھاٹ، معبر جمنا۔ سلیم گڑھ، قلعۂ اسلام شاہ پسر شیر شاہ افغان کہ بادشاہ ہندستان
شدہ بود چوں اسلام شاہ بسلیم شاہ مشہور است اسلام گڈھ را نیز سلیم گڈھ گویند
چاوڑی، اور چوڑا ہٹ، اور گلاب باڑی، اور وکیل پورہ، اور حبشی قبر، اور سید حسین
خاں کا بازار، اور شاہ گلن کی ڈگڈی، اور ترکمان دروازہ، اور بیرم خاں کا ترا ہہ،
اور خلیل خاں کی کھڑکی، اور فراش خانہ کی کھڑکی، اور لال کنواں، اور قاضی کا حوض،
اور جوہری بازار، اور چاندنی چوک، اور فتح پوری کی مسجد، اور جان نثار خان کا چھتا،
اور کشنک زور کا چھتا، در عوام خوش زور کا چھتا و نزد بعضی قابلیت وتنگاہاں کو شنک
انور کا چھتا، و ہر دو غلط است۔ چرا کہ کشنک زور نام رانی بود از رانیہائے راجہ بارہ واڑا
ایں عمارت منسوب بآں رانی است۔ اور شیر بیگ کا چوترا، اور گوالک کا چوترا، اور
روز بھانی پورہ، اور کٹھ گڑھ اور مغل پورا، اور سبزی منڈی، اور گھوڑے نخاس
اور مٹھائی کا پُل، اور تیلی واڑہ، اور نائی واڑا، اور روشن پورا، اور
پہاڑ گنج، اور حبش پورا، اور اہام کی گلی، اور تماکو کی منڈی، اور بلی ماروں کا محلہ،
اور بہادر کا پُل، اور شاہ بولا کا برٹا، اور روپ گروں کا محلا، اور سعد اللہ خاں کا

چوک، اور خاص بازار، اور فولاد خاں کا کوچا، اور چیلوں کا کوچا، اور نیا بانس،
اور کشمیری دروازہ، اور زینت باڑی، اور کنچنوں کی گلی، اور دارا کا طبیلا، اور
بلاقی بیگم کا کوچا، اور تیس ہزاری باغ، اور شاہ چیتا کی باؤلی، اور پری کی مسجد،
اور عربوں کی سرا، اور جی سنگھ پورا، اور ٹیکا ہزاری کا پھاٹک* اور تیل کا کٹرا،
اور بیگم کا باغ، اور برجناتھ کا کوچا، اور گھاسی رام کا کوچا، اور کھاری باؤلی،
اور حبش خاں کا پھاٹک، اور خواص خاں کا کوچا، اور مہاجنوں کا کوچا، کہ
مہاجنیوں کا کوچا مشہور است اور قدم شریف اور شاہ مرداں اور ایک ٹنگی
نہر اور رایان کا کٹرہ، نزد بعضی رایان کا کوچہ اور سہرندیوں کا محلاّ، اور بجواڑیوں
کا محلہ، اور لاہوریوں کا محلاّ، اور گندی گلی، اور پنج پیر کا تھان، اور کوٹھا پارچہ،
کہ آنرا مزید پارچہ ہم گویند و عوام مجید خوانند، اور جمال اللہ خاں کا پھاٹک، اور
دریبہ، اور دارالشفا، اور روشن دولا کی مسجد، از زبان عوام اور سید فیروز کا بنگلہ،
اور میوے کا کٹرہ، اور کابلی دروازہ اور اجمیری دروازہ، اور دلی دروازہ، اور
لال دروازہ، اور براہی کا تھان، اور محبوب الٰہی، اور چراغ دہلی، اور خواجہ جی،
اور سید حسن رسول نما، اور باقی باللہ، اور ناج کی منڈی، اور شاہ بڑے کا تکیہ
اور شاہ تسلیم کا تکیہ، اور تال کٹورا، اور جوگمایا، اور کالکا، اور بھیروں جی، اور
رنگی ہٹ، اور محلدار خاں کا کٹرا، اور پُرانا قلعہ، اور فیروز شاہ کی لاٹ، اور شیخ
محمدؐ کی پائیں، اور کشن داس کا تلاؤ، تالاب بجائے تلاؤ تکلف محض است، اور
ہرن منارا، اور قطب صاحب کی لاٹ، اور پتھورا کے محل، اور ادہم کا گنبد، اور
بھول بھلیاں، اور سلطان غازی، اور جھرنا، و شاہ مرداں، و تغلق آباد، و
صفدر جنگ کا مقبرہ، اور ہمایوں کا مقبرہ، اور خانخاناں کا مقبرہ، و گڑگانوے
کی ماتا، و فرید آباد کی براہی، و املی کا محلا، و چوڑی والوں کی گلی، و سیتارام

*صری خان ... پھاٹک

کا بازار، و ماہی داس کا کوچہ، و بھوجلا پہاڑی، و ٹیا محل، و پیرندی کا نالا، و تیھر کا کنواں، و بادل پورا، و بہادر پورا، و موٹھ کی مسجد، و اسد خاں کی بارہ دری، و خان دوراں کی حویلی، و امیر خاں کا بازار، و قابل عطار خاں کا کوچہ، و جٹ پورا و سعادت خاں کا کوچہ، و محتسب کی مسجد، و کشمیری کے کٹڑے کی مسجد، و زینت المساجد، و جما مسجد یعنی جمعہ مسجد کہ مسجد جمعہ باشد و آنرا مسجد جامع نیز گویند، و نواب بہادر کی مسجد، و شاہ ابو العدل، و میرزا جانجاناں صاحب، و خواجہ میر درد صاحب، و مولوی نظر محمد مرحوم، و مولوی فخر الدین صاحب، و میاں سید خاں، و دولھا بھیارے کے محل، و کھجور کی مسجد، و نیچہ بندوں کا کوچا، و سبز کنواں، و پنڈت کا کوچہ، و ہجڑوں کا کٹرا، و دائی پورا۔ ایں ہمہ الفاظ نام محلات و بزرگان دہلی باشند۔ سوائے ایں ہم محلات و بزرگاں بسیار اند بر سبیل ایجاز ہمیں قدر نوشتہ آمد۔

چوری کا گڑ میٹھا، یعنی مال کسے بے اطلاع او خوردن شیریں او خوش۔ بازار کی مٹھائی یا زنان کسبی۔ قوال، مطربان درگاہِ نظام الدین اولیاء۔ شیر بادر، چیزے حلال چوکھا، معنی خوب۔ جھجاگی، آنچہ اطفال دبستاں روز پنجشنبہ برائے تمباکو و غیرآں باستاد دہند۔ پھینک، طریق انداختن چوب بر یکدیگر و ہندوستان لکڑی گویند۔ اینگاٹ چوب بازی بغیر بھری۔ دو آنگ، چوب بازی با بھری۔ و بھری بار اوّل چیزے باشد کہ بجائے سپر ور دست گیرند و بار اوّل ہندی انبار سنگ و خشت۔ پوری نہیں پڑتی یعنی فائدہ نصیب نمی شود۔ حرامی پلا، یعنی آدم بد طینت و پاکذات نیز ہمیں معنی۔ گودڑ خیل، بکسر خاء و یاء مجہول و نزد بعضی با خاء معروف ہم آید چیزے کم قدر ناکارہ۔ تیرے پدر کو خبر نہیں یا تیرے فرشتوں کو معلوم نہیں، یعنی ترا ہیچ خبر نیست۔ آٹھوں گانٹھ کمیت، یعنی آدم پختہ کار۔ ہیچ عیب شرعی، و مادر آزار پدر بیزار، یعنی آدم معیوب

ہرزہ کار۔ مُنھ سے تو پھوٹو، یعنی حرف بزنید۔ جوڑی ہے برخوردار ہے یعنی ہر دو کس
نالائق اند۔ پانی پت کے رہنے والے ہیں، یعنی نرم و میٹھے ہیں۔ دائی کے سر بھول
پان، یعنی ہر بلا و بہتان نصیب آدم مسکین بیزبان است۔ طبیلے کی بلا بندر کے سر
نیز ہماں و ورحق شخص بدنام شدہ نیز استعمال یابد۔ چھی، بمعنی بوسہ۔ زیر مشق بمعنی
تابع و مضروب کسی۔ دونوں ٹانگوں میں سر کر دوں گا، یعنی ترا سزا خواہم داد۔
بال چھیری، دستار عہد اورنگ زیب خلد مکاں۔ پردہ، بمعنی تارہائے رودہ کہ
بر ستار بندند۔ سُندری، تارہائے آہنی بجائے تارہائے رودہ۔ رفو چکر میں آجانا،
بمعنی حیران شدن۔ لٹو ہوگیا، بمعنی عاشق ہوگیا۔ پانی پانی ہوگیا، بمعنی بسیار
خجالت کشید عرق عرق ہوگیا اور پسینے پسینے ہوگیا اور ہوا نیز ہماں باشد۔ صبح
کا بھولا شام کو گھر آئے تو اسے بھولا نہیں کہتے ہیں، یعنی اگر کسے نا فہمیدہ کاری
بکند و باز دست بردار شود گناہ بگردن او ثابت نمی گردد۔ ہونٹوں کی مسی پونچھو،
این گفتگو بنا کہ ہا تعلق دارد کہ در وقت مقابلہ با حریف نوجوان گویند۔ بانکا و غنڈہ،
ہر دو بمعنی آدمی کہ خود را در شجاعت بہ از دیگراں گیرد و کجراہ رود۔ کڑوا، بمعنی شجاع
نکیلا، بضمۂ نون بمعنی آدم خوش شکل و بفتحہ باغیرت۔ چال ڈھال، بمعنی رفتار و گفتار
دانت ہے، یعنی قصد ہے نہ قصد مطلق بلکہ قصد بمعنی خواہش و تدبیر قتل و غارت نیز۔
دودھ سے مکھی کی طرح نکال ڈالنا، یعنی بیدخل محض کردن۔ دودھا دھاری، کسیکہ
بجز شیر ہیچ نمی خورد۔ مونچھ مروڑنا، براہ آوردن شخص کہ خلاف قانون حرف زند۔
گال کاٹ کھانا، و مُنھ بل ڈالنا، و گردن توڑ ڈالنا و سر دبا ڈالنا اور کمر تلی کر ڈالنا
بمعنی ذلیل کردن۔ بھاری بھرکم، یعنی شخص کہ متین باشد۔ بیڑا اٹھانا، بمعنی
آمادہ شدن بکارے۔ دانت پینا، ارادۂ تذلیل کسی کردن۔ منھ لگانا، بمعنے
مصاحب کردن۔ دم دینا، بمعنی فریب دادن۔ کھُلے بندل کام کرنا، بمعنے

بے تردد کار کردن۔ فلانے کے دشمنوں کی طبیعت کسلمند ہے، یعنی طبیعت خودش
کسلمند است۔ بے طرح ہے، یعنی چیزے است کہ تفہیم کسے نمی آید۔ جانی دجانی جیوڑے
خطاب بمعشوق۔ گڑ کھانا گلگلوں سے پرہیز کرنا، بمعنی اظہار دوستی با شخصے وننگ از دوستی
پدرش یا پسرش۔ دریا میں رہنا اور مگرمچھ سے بیر، بمعنی ماندن درخانہ کسی وعداوت ورزیدن
با پسر صاحب خانہ یا مصاحب یا مختار خانہ اش۔ موٹی آسامی، بمعنی متمول۔ ہاتھیوں
کے ساتھ گنے چوسنا، یعنی با آدم زبردست ہمسری کردن۔ باندھی بندوڑ، بمعنی کنیز
کیا کتا ہے، بمعنی کیا پاجی ہے۔ ایک پانچ کوڑیاں نیاز حضرت نظام الدین اولیا کی،
سوال بعضی فقیران دار الخلافہ۔ نظر گذر، یعنی چشم بد۔ دلی کا لڑکا ہے، یعنی
باشندۂ دہلی است۔ تھالی پھرتی ہے، یعنی انبوہ آدمیاں بدرجہ ایست کہ بمعرض
بیان درنمی گنجد۔ کھونٹی مروڑی، یعنی گوشمالی داد۔ تاج بمعنی کلاہ نیز مصطلح انہا
باشد۔ اسکا پیالا ہوا، بمعنی او مردہم لفظ ہائیں فرقہ است۔ ککڑی کے چور کو گردن
نہیں مارتے۔ یعنی بیک گناہ کہ بسہو از کسی سرزدہ باشد کشتنی نمی شود۔ بوٹے سا
قد، بمعنی قد رعنا۔ بعضی بوٹا سا قد نیز گویند۔ تمہارے واسطے تو کنوؤں میں بانس
ڈالے، یعنی جستجوے شما بسیار کردہ شد۔ پنیری، کنایہ از درختان کوچک
نورستہ وہم اسبابے کہ از پدر وجد خودش بدست رسیدہ باشد۔ چرخ چڑھنا، بمعنی
خود را بپایۂ اعلیٰ رسانیدن۔ اودبلاؤ، بمعنی احمق۔ جھاڑ جھنکار، بمعنی اشجار بزرگ
بلند شاخ در شاخ۔ اونٹ، بمعنی آدم دراز قد۔ شش و پنج میں پڑا ہے، یعنی سخت متردد
است۔ تھرکنا، بمعنی جنبانیدن اعضا۔ مٹکنا، بمعنی چشم و ابرو و ہر دو شانہ در جنبش
آوردن۔ ڈلو، شخص کم عقل را گویند۔ بورچی، بمعنی باورچی۔ بوند ہوگیا، بمعنے
از نظر دور تر رفت۔ جی کا بٹ جانا، بمعنی پریشان خاطر شدن۔ چین چین کرتا ہے
بمعنے شور بیجا میکند۔ ننگا منگا بمعنی برہنہ۔ بائیں بگل، بمعنی آرائش زنان بدودیہ

بوٹی بوٹی پھڑکتی ہے، یعنی بند بند بر رقاصی او دلالت میکند۔ میں نے اُسے خوب جھاڑا یعنی چنانکہ باید نادم و خجل کردمش۔ ہمارا اُنکا ڈانڈا میڈا ہے، یعنی مولد و مسکن ما و ایشاں در قریب است۔ بارہ باٹ اٹھارہ بہنڈے پھرا ہے یعنی مرد کار آزمودہ است۔ دانت پر میل نہیں یعنی ہیچ مقدور نہ دارد۔ سیانا کوا گو کھاتا ہے، یعنی آدم مکار از راہ طمع گرفتار بلا می شود۔ کبوتر باز اور جوہری بمعنی آدم شناس۔ قصباتی و گنوار و باہر بندہ، بمعنی احمق۔ قسم کھانے کو جگہ ہے، یعنی دلش نمی خواہد کہ این کار کند لیکن بتکلف شریک یاراں گردد۔ لہو لگا شہیدوں میں مل گیا، یعنی ہیچ نوع لیاقت این کار ندہشت تتبع بزرگاں کرد۔ ہنچی پارہ، بمعنی چقرے کہ اطفال برائے بازی سازند۔ بڑا پتھر نہ اُٹھ سکے تو تین سلام کرکے چھوڑ دیجیے، با ینمعنی است کہ آدم کارے را کہ از عہدۂ آں بر نیاید ترک نماید۔ پتھراؤ کیا بمعنی سنگسار کرد۔ چمار چودس، بمعنی مجمع نا اتفاقاں گھرول، بمعنی ہجوم۔ کلکتی بی بی، بمعنی زن مسی فروش۔ کچ کچاہٹ و مچ مچاہٹ، ہر دو بمعنی کمال خواہش عاشق بہ بوس و کنار۔ گدگداہٹ بمعنی بیقراری۔ میلا ہے، یعنی رنجیدہ است۔ سونے کے سہرے سے بیاہ ہو، بمعنی دعائے نیک در حق کسی۔ فلانے کے سر سہرا ہے، یعنی فتح بنام اوست یا این کار از و خواہد آمد۔ بٹ گیا، بیٹھ گیا، بمعنی تباہ شد۔ چمکا رہتا ہے، یعنی باز یب و زینت می باشد۔ اُجلا رہتا ہے نیز ہماں۔ میلا رہتا ہے، یعنی مفلس است۔ بھلے کو میں تمھارے پاس آیا تھا، بمعنی خوب شد درین مقام مفید طالبان است۔ مفلس کا مال ہے، دلالان شہر اشیاء مردم مفلوک را بایں صدا مشہور شند تا خریداراں ارزاں خیال کردہ بگیرند۔ اُنکی دُم سے ندا باندھو، یعنی با ایشاں سر و کار نباید داشت۔ گھوڑ چڑھا، بمعنی کسیکہ اسپ سواری او از خانہ آقا مقرر باشد لیکن شرط است کہ در سپاہیان نوکر باشد و الا مصاحب ان

نیز براسپ آقا سوار می شوند۔ پٹھا، یعنی شاگرد نوخاستہ پہلوانان و آدم نوجوان نیز دندان مصری، یعنی مرد نازک بدن و قسمی از شیرینی برائے اطفال سازند۔ زندی یعنی زن کسبی۔ تانگہ یعنی زنے کہ مالک زنان کسبیہا باشد۔ بختسری محال، اور چکلہ، یعنی محلۂ زنان کسبی۔ زوٹ مارے جاتا ہے، یعنی لب بستہ ونفس ورزیدہ میرود۔ گرا آگڑ بولتی ریوڑیاں یا غلابیاں یا کھرا گلابی ریوڑیاں وریوڑین، نیز صدائے ریوڑی فروشاں کہ در محلات شہر میگردند۔ شاہ مرداں کی لالڑیاں یعنی زردک ہا۔ برسے گا برسا ویگا دھڑی سیر لگا ویگا، اطفال وقت ترشح ابر بصدائے بلند این عبارت را ادا مینمایند۔ بہشت کا میوہ، مراد از انار باشد۔ گھیرے کا انار گھیرا نام مکانے است قریب شہر لکھنؤ، یعنی انتظام۔ رگڑا جھگڑا، یعنی مناقشہ رگڑا، یعنی سائیدن بھنگ۔ تیز وگرم وچالاک ہرسہ یعنی آدم شوخ وشنگ وچست وچالاک وزیرک۔ میرشکار، یعنی نگاہدارندۂ جانوران شکاری مانند باز وجرہ وبحری وچرغ وبیسرہ وشاہین وغیرآں ومردم آدم شناس رانیز گویند۔ اٹھائی گیرا، شخصیکہ در حالت غفلت مال مردم رابرداشتہ ببرد۔ صبح خیزیا، دزدیکہ در سرا پیش از مسافراں بیدار شدہ اسباب شاں در رباید۔ بڑے خزانہ کی خیر، یعنی خزانۂ بادشاہی ودرترکی باد خزانۂ کلاں در اصطلاح شہدہ ہا عبارت از خزانۂ بادشاہ ہند است۔ وشہدہ شخصی را گویند کہ از برہنگی سروپا وکشیدن بار دیگرے بردوش وسر وخطا ہائے ذلیل مانند الیے واو واو بے وبجاوا یسے میسے وسالے ومثل آں ہا ندانستہ باشد وجمیع فرق راخدمت کند وغیراز مزدخود باہیچ چیز سروکار نداشتہ باشد۔ اگر لک روپیہ یا اشرفی یا قطعہ ہائے جواہر در مکانے گذاشتہ باشند وشہدہ درانجا تنہا برود ونگاہبانے ہم نباشد ہرگز دست بہیچ چیز نخواہد برد۔ وانبوہ این فرقہ متصل جامع دارالخلافہ خصوصا چاوڑی یافتہ مے شود۔ بلکہ کمال شہدہ این است کہ اور اشہدہ مسجد نگورگویند

یعنی جامسجد کا شہدہ بزبان اُردو برائے شہدہ ہا تا جہائے عجیب و لہجہ ہائے غریب بود، کرگج وجما وبدھوا وروشن جراگ و نادا ودھموا دجھموا وراجی خاں ونہال بیگ ومیر آسوری وخوجی کلاں و شیخ رانجھے و ابوالمالی ودھول محمد و کپور خاں، این است اسمائے متبرکہ۔ حالا طرز گفتگو باید شنید۔

ابے دیخ تو بجا آں نبی صاحب کی سوں کیا سجوں گا تھاری سب باتیں ہیں ہیں جانتا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جانتے ہیں کل بھی جما بٹیارے کی دُکان پر مجھے دیخ کر ہنس دیا میں نے کہا اودولا خیر آپ بولے واہ بجا تیرے دہون پر لٹھ۔

تا اینجا زبان شہدہ باخصوصیت باردو دارد یعنی سوائے شہدہ ہاے شاہ جہاں آباد این لہجہ از جاے، دیگر گوش زد نیست ہر گاہ پنجابی فلکانے دہ آوارہ درمیان اینہا داخل میشود لہجہ اش بانیصورت ادا میگردد۔

اَبے دیخ تاں بجا آہاں نبی صاحب کی کسم کیا سجھانگا تھاری سب باتاں ہیں ہیں جانڑتا ہاں مجھکو بھی نواب صاحب جانڑتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دُکان کے اوپر مجھکو دیخ کے ہنس دیا میں نے کہا اودولھا کی خیر آپ بولے کہ واہ بے بجا تیرے دھول پر لٹھ۔

واز مفلوک پوربی چنیں شنیدہ شود

ابے دیخ تو بجا آنہ بی کی سوں کیا سمجھینگا تھاری سب باتیاں میں ہی جانا تا ہوں مجھکو بھی نواب صاحب جاناتے ہیں کل بھی جما بھٹیارے کی دکان پہ مجھے دیخا کے ہنس دیا ور ہیں نے کہا اودولھا کی خیر آپ بولے کہ واہ بے بجا تیری دول پر اا ٹھ۔

آدھی مرغی آدھی بٹیر؛ عبارت از کسیکہ دو زبان دو وصفے دو معتقدہ داشتہ باشد۔

یعنی گاہے شیعی و گاہے سُنی و گاہے پیرانہ و گاہے طفلانہ کار کند، یا نصف عبارت ہندی و نصف فارسی یا عربی یا ترکی یکجا کند۔ و فرقہ تفضیلیہ اہل سنت کہ علی علیہ السلام را بازا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما میدانند نیز مصداق ایں عبارت مستند۔

دُر دانۂ پنجم

در بعضی گفتگو ہائے مصطلح زنان جوش اختلاط رنگین کلام پردہ نشین شہر و پیش خدمتان ایشان زینت درج تسطیر است

گفتارش بعالیخدمت طالبان زبان این کہ زنان شاہ جہان آباد افصح زنان ہندوستان اند سوائے مرداں۔ برائے اینہا زبانے و بیانے باشد و لفظی کہ در ینہا رواج گرفت اُردو شد، خواہ عربی خواہ فارسی خواہ سُریانی خواہ ترکی خواہ پنجابی خواہ پوربی خواہ مارواڑی خواہ دکھنی خواہ بندیل کھنڈی ہرچہ باشد۔ سعادت یار خاں، رنگین تخلص پسر اوسط طہماسپ خاں کہ در شیوۂ آشنا پرستی و صفتِ شجاعت و سواری اسپ و دیگر مراتب عملِ سپاہی نعم البدل است از بسکہ بیشتر باز نانِ پردہ نشین سرو کار داشتہ بندے از مصطلحات شاں در فصلے از کتاب تالیف نمودۂ خود نوشتہ بلکہ دیوانے دراں گفتگو بنظم در آوردہ بدیوان ریختی کہ ایجاد اوست موسوم ساخت۔ الحق کہ بادیِ شعر ہندی دریں زبان خان مذکور است۔ راقم آثم ایں اصطلاحات را با سرہا دریں نقل میکند، زیرا کہ از دوستان بیریا و یاران باصفا است۔ راقم را باوصف ہیچمدانی مسلم الثبوت و بہتر از شعرائے حال و ماضی زبان ریختہ میداند، درینصورت حیف باشد کہ ایں شنگرف نامہ خالی از ذکر آں دوست سراپا وفاق گذاشتہ شود۔

اَلست بمعنی مست و سرشار۔ اَت گت، با کاف فارسی بمعنی بحد و نہایت۔ اُدھل گئی، یعنے بدکار شد۔ اُشتلا، بمعنی طوفان یعنی بہتان۔ آٹھ آٹھ آنسو روئی یعنی زار زار بگریست۔ اَوپر والا ہوا، بمعنی ماہِ نو طلوع نمود و صرف ماہ را نیز اوپر والا گویند۔

اوپر والیاں، بمعنی غلیواژاں - اُبھلی، بمعنی زنِ گاذر - اچھوانی، مراد از دوا ے چند است کہ بعد بار نہادن بہ زناں جوش دادہ بخورانند - اہی کھلی بھرتی ہے، یعنی نازاں و خوش خوش می گردد - اُڑ جائے، بمعنی مرجائے - آتو جی، بمعنے زن درس دہندہ خلیفہ و خلیفہ جی نیز - ایک آنکھ نہ بھایا، ایک ذرا نہ بھایا - آن گنا مہنیا، عبارت از ماہِ ہشتم - آن گنا برس عبارت از سالِ ہشتم - اکل کھُری، بمعنے زنے کہ تنہا نشستہ باشد و صحبتِ زناں خوشش نمی آید - الاچی و دوگانا و زناخی و دوست و سہ گانا و گوئیاں و داری و خاصی و پیاری، در اصل ہمہ بیک معنی باشند لیکن بقدر اختلاف نام حالات اینہا مختلف است۔ الائچی آنست کہ زناں و اینہا ے الائچی باہم خوردہ ملقب باین لقب می شوند - دوگانہ این باشد کہ دو زن باہم بادامِ دوگانہ خورند و ہر یکے با دیگرے دوگانہ گفتہ شود - زناخی عبارت است از زنے کہ با زن دیگر استخوان سینۂ مرغ کہ آنرا زناخ و جناخ نیز گویند بشکنند تا ہر دو یکدیگر را زناخی گفتہ ندا دہند - دوست و داری و خاصی پیاری نیز مثل آں - و سہ گانہ زنے کہ دوست با دوگانہ باشد ہر چند محل رشک است لیکن بپاس خاطر دوگانا او را سہ گانہ گویند - گوئیاں، اصطلاحِ اہلِ پورب است، این لفظ اگرچہ داخل اُردو نیست و نزد بیگمات صحت ندارد لیکن درین روزہا از راہِ تمسخر بر زبان آنہا جاری است - خلاصہ اینکہ این ہمہ الفاظ القاب زنانے باشد کہ باہم شغل مساحقت دارند لفظ خلیفہ جی بمعنی زنِ درس دہندہ و داری و خاصی پیاری بمعنی زناخی در کتابِ خان مذکور نیست راقم مناسب مقام دیدہ ذکر کردہ - اروا بیگنی، ازنے از ترکستان کہ در خانہ سلاطین و امرا اہتمام نماید و آنرا در ہندی ترکنی نیز گویند - بتنا رکرتی ہے، یعنی سخن را طول میدہد - بیٹھک آں باشد کہ زناں فرش خانہ درست نمودہ خود را بہ زیور و لباس فاخرہ بیارایند و شیخ سدّو یا میاں شاہ دریا یا

میاں زین خاں بر سرِ شال گزر کنند۔ تفصیلش این که زنے بعد اے ڈھولک وآواز سرِ د سر خود را می جنبانند و زنانِ دیگر شیخ سدو یا یکے از ہر دو برادرش را که بانام او مذکور شد سارے دراں زن دانسته آل کارِ جہانیاں وعسر و یسر خود را از وی می پرسند۔ بُوبُو آن است که در کنارِ او مادر شخصی یا مادر زنے پرورش یافته باشد بخلاف چھوچھو که پرورندهٔ شخص یا زن بہ ذاتِ خودش باشد ایرادِ لفظ چھوچھو ہم دریں مقام از طرف راقم است۔ بتانا، بمعنی کرهٔ آہنی که چوڑی ہا در دست زناں بہ آں کنند۔ بڑھیا وُ پوشاک، بمعنی پوشاک تبدیل نمائید۔ بڑارن، بمعنی زن پیر کہن سال ہرزه گو۔ بللّی، بمعنی زنِ احمق۔ بڑنا، یعنی زنے که خود را بہ تکلف کلاں تر از دیگر زناں گیرد۔ بسورتی ہے، یعنی خود را بزور داخل اہل گریہ می سازد و صورت را شبیہ بچہرهٔ شاں می نماید۔ بھنڈ قدمی، بمعنی زن بد قدم۔ بھونگڑا، بمعنی چیز بد نما گنده۔ بڑھی، مادهٔ خوک۔ بتولے ندے، یعنی فریب ندے۔ بیرسے، یعنی ضد سے۔ بیر دوڑاتی ہے، یعنی موکل دوڑاتی ہے۔ بوغبند، یعنی بقچهٔ کلاں۔ باجی، در اصطلاحِ آنہا از طرف دختر خطاب بمادر یست که در شروعِ جوانی ہمیں دختر ازو متولد شده باشد ازیں جہت که مادر و دختر ہر دو خواہر ہم دیده می شوند۔ قاعده نیست که چنیں دختر مادر را مادر گوید بجھوبھی باجی خطاب میکنند۔ بڑ بھس لگا ہے، یعنی زن را در پیری مسخرگی گرفته است بھدرک تمھاری بات میں نہیں، یعنی استواری در کلام شما نیست بخبتی، بمعنی بد بخت۔ بڑکی ماری، بمعنی افسون دمید۔ بیکلی، زن بے مزه۔ بھسٹل، بمعنی زن پلید۔ بڑھیل، بمعنی زن پیر و یاده گو۔ بخشو ہمیں، یعنی ما را معاف دارید۔ بھتہائی ہے، یعنی تھوڑی بات کو زیاده کرنیوالی ہے۔ در اصل زبان پنجابی است لیکن زنانِ اردو ہم مستعمل میکنند۔ بھابھیا، فرہاد کش، یعنی دلاله را گویند۔ پچ جانا، یعنی کم شدن ورم۔ پھرول دیا، یعنے کھول دیا اور افشا کر دیا و پراگنده کر دیا، این ہم

اصطلاح اہل پنجاب است۔ پُڑیاں، دُو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی بی بی
کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سیندور اور عبیر کی پُڑیاں اُنکے نام
پر اُڑا دیتے ہیں۔ پھوٹ، بمعنی لعنت خدا بر تو۔ پیچا، بمعنی بلا۔ پنیڈیاں اُسے
کہتے ہیں کہ بتیس دواؤں کو کوٹ کر لڈو کی طرح سے بناتے ہیں اور جاڑوں میں کھاتے
ہیں۔ پگڑی والا اور چیرے والا، مراد از حکیم باشد۔ پاؤں بھاری ہے، بمعنی حاملہ
است۔ پچھائے، انگیا کے آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔ پیئی، پٹاری
خرد و چیز دراز بطور صندوقچہ رانیز گویند۔ تو تو، بمعنی زبان۔ تھل بیٹھو، بمعنی آرام
کرو۔ تھگلی، بمعنی پیوند۔ تار بتار کر دیا، یعنی تار تار کر دیا۔ تھتکاریاں بمعنی ہیڑیاں
تلپٹ کر دیا، یعنی برباد کر دیا۔ تیرے کارن، بمعنی تیرے باعث۔ ایں لفظ ہم از جاے
دیگر است۔ تگادر، اصطلاح بیگمات بمعنی شوہر دایہ۔ تخت کی رات بمعنی شب عروسی
تہس نہس کیا ہے، یعنی باخاک یکساں کردہ است۔ تو تیے جوڑتی ہے، یعنی افترا ہا
می بندد۔ لوٹی بمعنی پارچہ کٹوریہاے محرم یعنی سینہ بند باشد۔ ٹھنڈیاں نکلی ہیں،
یعنی چیچک برآمدہ است۔ جلجو گنی، غلیواز و زلو جلجوگنی بمعنی زلو ہم در کتاب خانِ مذکور
نیست۔ جلے پاؤں کی بلی، بمعنی زنے کہ عبث عبث خانہ بخانہ میگردد۔ جیا، زنے کہ
آنرا بجاے دایہ دانند و دایہ رانیز گویند۔ جی بھاری نہ کر، یعنی گریہ مکن۔ جھلکا
بمعنی رسیدن آتش نزدیک روے کسی۔ جھٹیل بمعنی تہ باز۔ جھپسی ہے، بسیار
گرم است۔ جُنڈیا سے پرے سرک، یعنی از سرِ من کنارہ گزیں شو۔ چرپانک، زبان
دراز زنانمند۔ چاؤ، بمعنی ارمان۔ چونڈا بمعنی سر۔ چھتیسی ہے، یعنی خیلے عیار
و پختہ کار است۔ چواو، بمعنی تکرار۔ چوچل ہائی ہے، یعنی عشوہا میکند۔ حف، در
مقام چشمِ بد دُور استعمال پذیرد۔ خیلا، نیز زبان ایں فرقہ باشد بمعنی زن بد شعور

[۵] درمحاورہ حال پچھوے گویند۔

و بے سلیقہ۔ خشکہ کھاؤ، یعنی بر وید و خوش باشید۔ دائی کو میری کوستی ہے، یعنی برائے من دعائے بد میکند۔ دن ٹل گئے، یعنی ایام حیض گزشت۔ ذرا منہ ہنس لے یعنی ذرا ہنس لے۔ دھندلی کرتی ہے، یعنی فریب بکار میبرد۔ دوجی سے ہے یعنی حاملہ ہے۔ دَدا، کنیزے را گویند کہ در کنار او پرورش یابد۔ دال میں کچھ کالا ہے یعنی ایں حرف با ایں چیز خالی از قباحت نیست۔ دونا، بمعنی نیاز۔ دِدالیں، انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں۔ دوبھر، بمعنی مشکل۔ دور پار، بمعنی خدا نہ کند۔ راج کرے یہ الفت، بمعنی آتش بگیرد ایں الفت را۔ رنگیلی ہے، یعنی بدذات ہے۔ رائے سنیا کی چوڑیاں، قسمی است از چوڑیہائے عمدہ۔ رتی، بمعنی مار، ناموں نیز ہمیں۔ زمین دیکھی ہے، یعنی قے کی ہے۔ زمین کا پیوند ہو، یعنی خدا کند کہ بمیرد۔ سکہ بٹھاتا ہے، یعنی حکم جاری میکند۔ سناؤنی، یعنی خبر مرگ کسے، ایں ہم از روئے اصل محاورۂ پنجاب است حالا با زبان بیگماتِ اردو ہم ربطے دارد۔ ستھرائی، بمعنی جاروب۔ ستیا، در حالتِ غضب دختر را گویند۔ سہیلی، کنیز ہم عمر۔ سنجوگ، بمعنی اتفاق ملاقات۔ سخنک، طعام نیاز حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا باشد۔ سکھی بمعنی زنے کہ در عمر و دولت و نسب برابر باشد۔ سنگو، بمعنی زنے کہ پس پردہ یا پسِ دیوار استادہ بود یا نشستہ سخن دیگراں بشنود۔ شفتل، بمعنی زن پلید بدکار۔ شطاح، بمعنی حرام کار۔ طبق، بمعنی نیازِ پریاں۔ طیش میں ہے، یعنی در غضب است۔ قدر بے کی، یعنی ہر چند تردد کرد۔ کرتوت، بمعنی فعل بد و جادو۔ کٹر، بمعنی سنگدل۔ کنٹھلی، کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں۔ کوکھ سے ٹھنڈی ہے، یعنی صاحبِ اولاد است۔ کھر کھوج ہے، یعنی زن بے نام و نشان گردیدہ۔ کاکا، بمعنے خواجہ سرائیکہ پدر گویندہ در آغوش او بزرگ شدہ باشد۔ گھڑا دونا دونگی، یعنے نیاز بہ مشکل کشا دست بدست خواہم داد۔ کالے کوس ہیں، یعنی بسیار مسافت بعید

ارد۔ کاڑھا، دوائے چند است کہ برائے اسقاطِ حمل دہند۔ کشتی، پیالہ کو کہتے
ہ مرداں و روغن خوشبو برائے معطر کردن موہائے سر نگاہدارند۔ کہرام، یعنی ماتم
بے اندازہ۔ کیڑیاں لگائی ہیں، یعنی جوکیں لگائی ہیں۔ گھر گھالے ہیں، یعنی
خانہ ہا برباد کردہ است۔ گرج کر بولی، یعنی بہ آواز مہیب سخن گفت۔ گھگیاتی
ہے، یعنی بدرجہ عجز میکند کہ چہ بگویم۔ گاج، یعنی پارچہ کہ از فرنگ یا چین می آید
در پورب بعضی گھاس گویند لیکن صحت ندارد زیرا کہ گھاس چیزے دیگر است مخصوص
بہ ہندوستان۔ گلٹھی ہے، دانہ بزرگ کہ در گلو برمی آید۔ گھا، یعنی غماز۔ لتھری
زنے کہ گاہے ایں طرف و گاہے آں طرف یعنی سخن اینجا بہ آنجا رساند و از آنجا
باین جا۔ لبڑ، بیہودہ گو۔ لو، یعنی بناگوش۔ لہو پانی ایک کیا، یعنی بسیار خود را
گرفتار غم و غصہ ساخت۔ لوٹھا ہے، یعنی سُن شدہ ہے۔ مانگ سے ٹھنڈی ہے، یعنی
شوہرش مُردہ است۔ مان کرتی ہے، یعنی غرور کرتی ہے۔ ملیامیٹ، یعنی برباد شد
منہ پھوڑ کر کہا، یعنی بے شرم ہو کر کہا۔ میلے سر ہے، یعنی ناپاک و حائض است
مت اس کی ماری گئی، یعنی عقلش زائل شدہ است۔ ایں ہم محاورہ پنجابیان است۔
منہ بھرائی، یعنی رشوت۔ مغز کے کیڑے نہ اڑا، یعنی بسیار سر نہ پھرا۔ مُرداری
یعنی چھپکلی۔ نوچ و نچ، ہر دو یک معنی دارند یعنی جدا افگنند۔ نچ پنجابی است در
اردو بسیار کم و نوچ کثیر الاستعمال۔ ننانویا، یعنی چھپلپائیاں کہ عبارت از جرم ٹلیا
باشد۔ ناگن بھورے کہ در زیر موہائے سر بالائے قفا می باشد۔ نکہ کی چوڑیاں،
قسم عمدہ از اقسام چوڑیہا۔ ناک چوٹی گرفتار ہے، یعنی بسیار غیور و نازک طبع و متکبر
است۔ ناک چنے چبوائے، یعنی آزار بسیار رسانید۔ مرداں تیز بہ ہاں یعنی بر
زباں دارند۔ ناک نہ رہی، یعنی غیرت نماند۔ ننگی شمشیر ہوں، یعنی بے محابا ام و
صاف گو نیز۔ ہرگاہ، بمعنی ہرگز۔ ہو کھاتے ہے، یعنی ہوس بیجا دارد۔ ہولا جولی

نکرہ - یعنی گھبرا نہیں - ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے، یعنی بیکار نشستہ است - یہ کس کا موت ہے، یعنی ایں لطفہ کیست - میاں شیخ سدو و میاں زین خاں و میاں صدر جہاں و ننھے میاں و چہل تن و میاں شاہِ دریا و میاں شاہ سکندر و ہفت پری یعنی لال پری و زرد پری و سبز پری و سیاہ پری و آسماں پری و دریا پری و نور پری اینہمہ معتقد علیہ خود دانند، لیکن در حق میاں شاہ دریا و میاں شاہ سکندر و ہمیں ہفت پری میگویند کہ ایں ہا باہم خواہران و براداراں اند - و حق سبحانہ تعالیٰ اینہا را از جنت برائے خدمت حضرت زہرا علیہ السلام و بازی کردن باں حضرت بہ دنیا فرستادہ بود ہمہ کنیزان و غلامان آنجناب اند ازیں جہت اینہا را بر دیگراں کہ ازیں شمار بیروں ہستند مرجح می شمارند و میاں شاہ سکندر و میاں شاہ دریا و انوری شہزادہ نیز گویند -

تمام شد تحریر رنگیں لفظاً و معناً حالا چند چیز از طرف خود می نویسم لیکن دریں جا قید کسبی و خانگی نمی کنم مراد از لفظ لفظ زن است و زن عام است از ہر دو - نگوڑا ناٹھا، مراد از بیکس و بے سر و پا - خدا سمجھے، بمعنی خدا سزا رساند در وقت دعاے بد کردن یا در حالت خوش شدن بر زباں آرند - اُسے علی کی مار، یعنی بر کمرش بزند، ایں ہم دعاے بد است - لیکن مثل اصطلاح اول احتمال معنی دیگر کہ خدا ایں معنی باشد ندارد - تم صدقے گئے تھے، یا صدقے کیوں نہ ہوے تھے، در مقام اختلاط اظہار بہ نفرت بہ دوست و ہنگام اظہار الفت نیز بطور استعارہ عناد گویند ہمارا حلوا کھاؤ اور ہماری بھتی کھاؤ اور ہمارا لہو پیو اور ہمارا مردہ دیکھو اور ہمیں پیٹو اور ہمیں ہیے ہیے کرو اور ہمیں گاڑو اور ہمارا جنازہ دیکھو ہمہ بجاے قسم دادن بدیگرے استعمال کنند مانند - ہمیں ہیے ہیے کرو جو یہاں سے جاؤ - مقابا، چیزے کہ دراں آئینہ و مسی وغیر آں گذارند - نبختی، بمعنی زن کم طالع -

کیوں میرے لال، یعنی چرا اے عزیز من یا جان من، لیکن بیشتر بر بر خورداران اطلاق آن روا باشد۔ جھانی، مراد از کنیز در اصطلاح ڈومنیاں ہر چند پنجابی است لیکن در دہلی ہم ازیں جہت کہ لفظ دیگر در اردو سوائے لونڈی کہ لفظ خانگیان است نیافتند از زبان ہمیں ہا رواج پذیرفتہ۔ مجرا، مراد از رفتن زن کسی برائے رقص در مجلس شادی۔ ذادا، مراد از بیان کنندۂ نام بزرگاں و ونسب زناں کسبی ڈومنی باشد خواہ کنجنی خواہ پنجابی باشد خواہ باگرنی۔ روٹی مراد از طعام و شیرینی کنجن مردہ یا کنجنی مردہ کہ جا بجا در برادری قسمت کنند و گنگرو کے شریک رہنا، یعنی شراکتِ فرقۂ اہل رقص باہم سوائے برادری۔ مسی، عبارت از مسی مالیدن کسبی روزِ اول، رسمی است کہ او را نائکہ یا مادرش مثل عروساں بزیور و لباس بیارایدو در مجلس برقصاند و دیگر زنان کسبی نیز لباس فاخرہ پوشیدہ درانجا برقصند و سوائے طعام ہیچ طلب نکنند ایں تماشا بہ ہیچ امیرے و بادشاہے بصرف کردن زر بسیار ہم میسر نمی شود۔ کہروا، قسمی از رقص و نیز ملو نیز رقص قدیم ٹھوکر، جنبش پائے زن در رقص۔

شہر اول از چہار شہر

جزیرۂ اول کہ در بیان علم صرف است مشتمل بر ذکر صیغہ ہا

باید دانست کہ فعل سہ گونہ بود۔ ماضی یعنی گزشتہ و حال آنچہ تعلق بزمانۂ موجود دارد و مستقبل یعنی متعلق بزمانۂ آئیندہ و ہر فعلے را دوازدہ صیغہ باشند چہار برائے غائب دو برائے مرد یکے برائے مفرد مذکر دیگر برائے تثنیہ و جمع آں۔ و چہار دیگر برائے حاضر دو برائے حاضر مذکر یکی برای مفرد و دیگر برای تثنیہ و جمع و دو برای حاضر مونث یکی برای مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ چہار دیگر برائے متکلم دو برائے مذکر یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع و دو برائے مؤنث یکے برائے مفرد و دیگر برائے تثنیہ و جمع۔ مخفی نماند چناں کہ در فارسی مونث و مذکر و تثنیہ و جمع یکے باشد در ہندی ہم تثنیہ جمع یکے باشد بخلاف تانیث و تذکیر۔ و صیغۂ ماضی حاصل شود از دور کردن علامت مصدر کہ بہ ہندی نون و الف باشد مثل آنا و جانا و زیادہ کردن یا و الف یا الف فقط بر باقی مانند آنا و لانا و پانا و فرمانا و مارنا و مرنا و بیٹھنا و اُٹھنا و کھینچنا و جڑنا و ملنا و پالنا و رکھنا و ناچنا و ہلنا کہ ماضی انہا آیا و لایا و پایا و فرمایا و مارا و مرا و فصیح مُوا و بیٹھا و اُٹھا و کھینچا و جڑا و ملا و پالا و رکھا و ناچا و ہلا باشد۔ انچہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف باقی ماند ماضی آں با الف و یا باشد و ہرچہ چنیں نباشد ماضی آں فقط با الف آرند چنانکہ گزشت۔ سوائے گیا بمعنی رفت کہ مصدر آں جانا باشد و ایں خلاف قیاس است زیراکہ موافق قیاس جایا می باید۔ و از مصدر مرنا مرا موافق قیاس است و مُوا خلافِ قیاس لیکن مستعمل در میان فصیحان ہمیں باشد۔ و در زبان پنجابی و او ماقبل نون و الف در

مصدر بیفزایند یعنی جاونا و آونا گویند لیکن در مصدرے کہ بعد حذف نون و
الف آخر آں الف باشد نہ در جمیع مصادر۔ و در زبان برج تو با نون و واو
مجہول علامتِ مصدر باشد مانند کھانو و مرنو و جینو و اُٹھنو و بیٹھنو و ہنو۔ و یو
با یا و واو مجہول بعد حذفِ علامتِ مصدر علامت ماضی باشد مانند یا و الف
زبان اُردو۔ لیکن در ہماں مصدرے کہ بعد حذف نون و الف آخر آں الف
بماند والا واو مجہول فقط کافی باشد مانند آیو ولایو اور پایو اور چھپایو و ہم چنیں
مرو اور جیو اور اُٹھو اور بیٹھو اور رہیو اور گیو بمعنی رفت اینجا ہم خلاف قیاس باشد
چراکہ موافق قیاس جایو می باید۔ و در زبان کاتھہا واو با نون یا فقط نون غنہ
و راء ہندی علامت مصدر باشد مانند کھاون و پیون یا کھاوڑ و پیوڑ۔ و بیشتر در
فعل متعدی گیرا با گاف و یاء مجہول و راء و الف بعد علامت ماضی باشد مانند مارگیرا
و توڑگیرا۔ و دینا ہم با دال مکسور و یاء معروف و نون و الف علامت ماضی در ہمیں
فعل باشد مثل تولدینا اور پھینک دینا۔ و در زبان پورب ہمزہ با یاء مجہول فقط علامت
مصدر آید، مانند کھائے اور پیئے اور آئے اور جائے اور رہے مثالش پوٹی کھائے
بن کس کس رہے کان بنے، یعنی بغیر خوردن ہیچگونہ اتفاق ماندن خواہد افتاد۔ و علامت
ماضی بعد حذف علامت مصدر افزودن ہمزہ مکسور و سین ساکن بر باقی باشد،
مانند آئس و جائس و گئس نیز بہمیں معنی لیکن ایں خلاف مخصوص بماضی باشد کہ بعد
حذف علامت مصدر آں از لفظ ہرچہ بماند آخر آں الف بود والا سین ماقبل مکسور
کافی باشد مانند کس و دہس و اُٹھس و مرس۔ و واؤ و الف نیز علامت علامت ماضی
باشد بشرط باقی ماندن الف آخر لفظ بعد حذف علامتِ مصدری، مثل آوا دکھاوا
ولاوا و پاوا۔ غرض ازیں بیان ایں بود کہ در مُلک ہندوستان اختلاف صیغہ ہا
از جہت اختلافِ مصادر بسیار است و مقصود راقم ذکر صیغہ ہائے اُردو است۔ صیغہ

غائب حال و مستقبل و حاضر و متکلم الفاظ غیر اردو و نیز بر مصدر و ماضی آں قیاس باید کرد۔

تصریف اُردو

آیا بمعنی آمد یک مرد۔ آئے بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء مجہول بمعنی آمدند دو مرد یا مردمان بسیار۔ و آئی بالف ممدودہ و ہمزہ و یاء معروف بمعنی آمد یک زن۔ آئیں با ہمزہ و یاء معروف و نون غنہ آمدند دو زن یا زیادہ۔ آیا تو حاضر مفرد مذکر۔ آئے تم تثنیہ و جمع حاضر مذکر۔ آئی تو حاضر مفرد مونث۔ آئیں تم تثنیہ و جمع آں۔ آیا متکلم مفرد مذکر۔ آئے ہم تثنیہ و جمع آں۔ آئی میں متکلم مفرد مونث۔ آئیں ہم تثنیہ و جمع۔ بعضی بجائے آئیں آئیاں ہم میگویند۔ و صیغۂ حال بعد حذف علامت مصدری بزیادہ کردن تاء و الف با حرف رابطہ کہ بہ ہندی ہے باشد حاصل آید۔ مانند آتا ہے بمعنی می آید مفرد مذکر غائب۔ و آتے ہیں با یاء مجہول بجائے الف تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے با یاء معروف مفرد مونث غائب۔ آتی ہیں تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہے تو مفرد مذکر حاضر۔ آتے ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتی ہے تو مفرد مونث حاضر۔ آتی ہو تم تثنیہ و جمع آں۔ آتا ہوں میں متکلم مفرد مذکر۔ آتے ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔ آتی ہوں میں متکلم مفرد مونث۔ آتی ہیں ہم جمع و تثنیہ آں۔

و صیغہ استقبال در مفرد مذکر غائب چوں بعد حذف علامت مصدری در مصادرے کہ الف باقی ماند و یگا با واؤ و یاء مجہول و گاف و الف زیادہ کنند مانند آویگا در مفرد مذکر غائب۔ آویں گے در تثنیہ و جمع آں با نون غنہ و یاء مجہول در آخر۔ و ہر گاہ الف آویگا با یاء معروف شود آویگی خوانند مفرد مونث غائب می شود و آویں گی با نون غنہ و یاء و گاف و یاء معروف جمع و تثنیہ آں باشد۔ و تو با تاء و واؤ معروف با آویگا علامت مفرد مذکر حاضر است مثل آویگا تو یا تو آویگا

آوُگے باہمزہ و واو مجہول و گاف و یاءِ مجہول بالفظ تم علامت تثنیہ و جمع انست
مثل تم آؤ گے یا آؤ گے تم۔ و تو بعد آوگی علامت مفرد و مونث حاضر
باشد مانند آوگی تو۔ و آوگی تم با یاءِ معروف جمع و تثنیۂ ایں صیغہ بود۔ آوُنگا میں
بعد لفظ ماقبل بغیر لفظ میں علامت مفرد مذکر متکلم است۔ و آویں گے ہم با یاءِ مجہول
در آخر علامت تثنیہ و جمع آں۔ و آوُنگی بالفظ میں و بغیر میں علامت متکلم مفرد مونث
باشد۔ و آویں گی ہم، با یاءِ معروف در آخر علامت تثنیہ و جمع آں باشد۔
و در بعضی مصادر کہ بعد حذف علامتِ مصدر، حرفِ آخر الف نباشد بعد حرف
آخریں واوِ ساکن ماقبل مضموم با نون غنہ مقدم بر گاف و الف آرند مانند
رہونگا و کھونگا و اُٹھونگا۔ و بعضی از ساکنانِ دہلی کہ خود را فصیح تر از دیگراں
گیرند چار صیغۂ حال غائب را کرے ہے، کرے ہیں گویند۔ ایں ہر دو صیغہ برائے
مذکر است در مونث نیز ہمیں استعمال کنند۔ دیگر تو کیا کرے ہے اور تم کیا کرو ہو۔
ایں دو صیغہ در مذکر و مونث حاضر مفرد و تثنیہ و جمع کہ مجموع در اصل چار صیغہ می شود
بر زبان شاں جاری باشد۔ دیگر میں کیا کروں ہوں اور ہم کیا کریں ہیں ایں دو
صیغہ ہم بجائے چار صیغہ مذکر متکلم و مونث آں و تثنیہ و جمع آید۔ دریں صورت شش
صیغہ بجائے دوازدہ صیغہ کافی می شود۔ لیکن ہماں دوازدہ صیغہ آشنائے زبانِ
فصیحان است و ہر مصدرے کہ بعد حذفِ علامت آں الف یا ہاء یا یاءِ معروف
باقی ماند بعضی صاحباں در صیغۂ حال آں واو ماقبل یاءِ مجہول زیادہ کنند
مانند آوے ہے و کھووے ہے و لیوے ہے و رہوے ہے، بجائے آئے ہے و کھے ہے
و لے ہے و رہے ہے۔ ایں زیادتی واو اگرچہ کہ زبان شاہ جہاں آبادیانِ اردو
دان است لیکن بغیر واو فصیح تر است۔ سوائے آوے ہے اگرچہ بجائے آں
ہم آئے ہے است مگر با واو ہم قباحتے ندارد۔ و رہے و کہے ہم در صیغۂ حال

دور از فصاحت است مگر با حرفِ شرط استعمال آں روزمرۂ فصحاء باشد مانند
ایں عبارت۔ اگر تو رہے تو میں بھی رہوں۔ بدیہی است کہ ایں عبارت بہتر ازیں
عبارت است اگر تو رہوے تو میں بھی رہوں۔ و بعضی جا ہو بجاے ہووے
و لو بجاے لیو فصیح تر از اصل است مثال آں اگر تو بھی وہاں ہو تو اچھا ہم
بھی آویں، بجاے اگر تو بھی وہاں ہووے تو اچھا ہم بھی آویں۔ ایں مثال
براے مفرد بود مثالِ جمع و تثنیہ اگر تم بھی وہاں ہو تو بہتر ہے ہم بھی آدیں۔ و بعضی
بجاے واو ہمزہ بصورت یاء بعد الف آرند و جاوے را جائے و جاویں را جائیں
گویند و قافیہ صدائے با ہمزہ و یاءِ مجہول جائے و قافیہ دُعائیں کہ جمع دعا است
جائیں آرند مثال ہر دو شعر

کیا قہر ہے تو نقش پہ بھی اُسکے نہ آئے
گر گشتہ شود در رہِ تو بے سر و پائے

شعر

اگر تنہا تجھے ہم دیکھ پائیں
تمنا ہے کہ بس تیری بلائیں

لیں بجاے لیویں بستہ شدہ لیکن فصیح تر ازاں باشد مانند لے کہ از لیوے بہتر
است۔ و جاے با یاءِ مجہول بغیر ہمزہ و جائیں با ہمزۂ مکسورہ و نونِ غنہ بغیر یا نیز
مستعمل فصحا باشد مثال شعر

عشق بتاں میں اپنا نکالیں گے نام ہم
جی جائے یا نجاے کرینگے یہ کام ہم

مثال دیگر

شعر

بود بہ دیدۂ من اگر جاے تو بہتر
مری نظر سے پرے تو نجاے تو بہتر

شعر
ہر دل میں تیرے مکھڑے کی ہیں ہم بلائیں آج
گو ہمیں اپنے جی سے گزر کیوں نہ جائیں آج

ایں الفاظ در نثر ہم مروج است موقوف بر نظم نیست - بالجملہ ایں امثلہ برائے فعل مثبت بود - برائے منفی حروف مقرر است برائے ماضی و مستقبل نون مفتوح باہا و بغیر ہا نیز در کتابت رواج دارد -

مثال ماضی منفی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہ آیا	نہ آئے	تو نہ آیا	تم نہ آئے	میں نہ آیا	ہم نہ آئے
مؤنث	نہ آئی	نہ آئیں	تو نہ آئی	تم نہ آئیں	میں نہ آئی	ہم نہ آئیں

مثال مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہ آویگا	نہ آوینگے	تو نہ آویگا	تم نہ آوگے	میں نہ آؤنگا	ہم نہ آوینگے
مؤنث	نہ آویگی	نہ آوینگی	تو نہ آویگی	تم نہ آوگی	میں نہ آؤنگی	ہم نہ آوینگی

مثال نفی حال

دریں فعل آنکہ ہے از آتا ہے حذف نمودہ نہیں را مقدم برآں آرند مثال نفی حال

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	نہیں آتا	نہیں آتے	تو نہیں آتا	تم نہیں آتے	میں نہیں آتا	ہم نہیں آتے
مؤنث	نہیں آتی	نہیں آتیں	تو نہیں آتی	تم نہیں آتیں	میں نہیں آتی	ہم نہیں آتیں

وبعضی ہندوستان زادیان کہتا ہے بجاے کہتے ہو کہ بترجمہ میگوئید باشد استعمال کنند۔ ہمچنیں در جمیع مصادر ایں صیغہ را بطریق مذکور مستعمل سازند۔ مثل اتیا ہے وجایا ہے اُڑایتا ہے ورہیتا ہے۔ لیکن فصیح زبانان اُردو ایں الفاظ را مہمل دانند وکسی را کہ چنیں حرف زند آدم قدیم وسخنش را ہزل پندارند۔ و اکثر صاحباں بجاے "آویگا" "آئیگا" گویند ودر جمع وتثنیہ ایں صیغہ ومؤنث آں وحاضر مفرد مذکر ومؤنث وجمع وتثنیہ متکلم عمل مذکور جاری کنند۔ درین تبدیل فصیحان متفق اند۔ الا بعضی صاحبان قبول ندارند واکثر اُردو داناں در صیغہ مستقبل منفی نہیں بجاے نفی کہ ذکر آں گزشت آنیکا وآنیکے در جمیع صیغہ ہا بکار برند۔ مثال آں نہیں آنے کا، نہیں آنے کے بایاء مجہول مذکر غائب وجمع وتثنیہ آں۔ نہیں آنے کی بایاء معروف ونہیں آنے کیں بایاء معروف ونون غنہ مؤنث غائب مفرد وتثنیہ وجمع آں۔ نہیں آنے کا تو، نہیں آنے کے تم بایاء مجہول حاضر مذکر وتثنیہ و جمع ومفرد آں۔ نہیں آنے کی تو بایاء معروف اور نہیں آنے کیں تم بایاء معروف ونون غنہ حاضر مفرد ومؤنث با جمع وتثنیہ آں۔ میں نہیں آنے کا اور ہم نہیں آنے کے بایاء مجہول مفرد مذکر متکلم با جمع وتثنیہ آں۔ میں نہیں آنے کی اور ہم نہیں آنیکیں مفرد مؤنث متکلم با جمع وتثنیہ آں۔ مقدم کردن ضمیر حاضر ومتکلم بر صیغہ باختیار گوینده است۔ اگر موخر ہم بیارد مضائقہ نہ دارد۔ ولفظ نہیں کہ بر وزن چنیں مذکور شده اکثر صاحبان یا ونون آں در ہا غائب کرده کلمۂ مذکور را کہ از روے کتابت چار حرفی ودر تلفظ سہ حرفی است دو حرفی ظاہر نمایند۔ لیکن چوں بلیشتر فصیحاں ازاں احتراز دارند در حرف اُردو داخل کردن آں بجاے خود صلاح ندانست۔ وبعضی جا صیغۂ ماضی بعد حذف نون والف کہ نشان مصدر است بالفظ دیا نیز آید مانند پھینک دیا وڈالدیا وبڑھادیا وہم چنیں ایں صیغہ دلالت کند

بہ تمام شدن فعل بخلاف پھینکا و ڈالا و بڑھایا وغیرآں۔ مثلاً دریں مقام کہ فلانے نے جس وقت کہ کوٹھے پر سے روپیہ پھینکا میں نے زمین پر گرنے نہ دیا ہاتھ میں لیا گویند۔ پھینکیدہ بانگو نباشد، و درینجا کہ زید نے مارے غصہ کے عمرو کو مجلس سے اُٹھا دیا مناسب باشد اُٹھایا مستحسن نبود۔ و ڈالا با دال ہندی بعد حذف علامت مصدر زائد آرند و در بعضی مصدرہا ہیچ صیغہ بغیر آں درست نمی تواند شد۔ و در بعضی مصادر ہیچ و پوچ است و ایں ہم مانند دیا دلالت کند بر تمام شدن فعل مانند میرا مسکا زید نے توڑ ڈالا یعنی مدتے است کہ از شکستن آں فارغ شد اینجا توڑا فصیح نہ نماید۔ و در بعضی مواقع لیا بمعنی گرفت چسپاں شود چوں لکھ لیا و مانگ لیا ایں ہم دال بود بر تمامی فعل۔ ایں صیغہ ہا کہ مذکور شد در فعل مضارع نیز آید لیکن دلالت در شروع فعل در حال و ارادۂ شروع آں در مستقبل نماید چنانکہ قاعدۂ حال و مستقبل است۔ و بیٹھا و اُٹھا بمعنی نشست و برخاست ہم تمام کنندہ فعل باشد مثلاً فلانی رنڈی ناچنے سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ و اُٹھی نیز بہ ہمیں معنی آید۔ اُٹھا اکثر دال بود بر معنی خود مانند فلانا سو شعر مجلس میں کہ اُٹھا یعنی آں وقت برخاست کہ صد شعر گفت چوں معنی ہر دو فعل از لفظ برمی آید شبیہ بصیغہ ہائے مذکورہ نمی تواند شد۔ و پڑا بمعنی افتاد خبر دہد از ینکہ بمجرد ایں فعل چنیں شد مثال آں زید سے میں نے جس وقت کہا کہ عمرو جو کچھ سو کرو مجھ سے اُلجھ پڑا یعنی بمجرد گفتن باسن در افتاد۔

و صیغہ امر حاضر مفرد در اُردو حاصل شود از دور کردن علامتِ مصدر و تانیث و تذکیر آں بیک صورت باشد مانند کرنا و کر کہ بمعنی فعل و افعل کہ در فارسی ترجمۂ آن کردن و کُن باشد و تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث بزیادتِ واو مجہول حاصل آید مانند کرو۔ لیکن اگر در آخر صیغۂ امر مفرد واؤ یا یا باشد واؤ با ہمزہ بدل شود و یا

محذوف گردد چوں بو و بوؤ، سو و سوؤ اے دو، و دے و دو۔ و شرط است کہ یاء مجہول باشد نہ یاء معروف۔ زیراکہ یاء معروف حذف نگردد چنانکہ درسی بمعنی دوز و پی بمعنی بنوش سیو و پیو گویند۔ سو و پو با حذف یاء معروف صحت ندارد و با ہمزہ و یاء مجہول ہم بعد از امر مفرد حاضر جمع و تثنیہ حاصل آید مانند اُٹھیے بجائے برخیزید و بیٹھیے بجائے بنشینید۔ لیکن در بعضی مواقع جیم مکسور ماقبل ہمزہ ہ بیفزایند مثل کیجیے و لیجیے و دیجیے۔ اصل کیجیے، کریے بود بعد زیادہ کردن جیم مکسور با ہمزہ "را" با یاء معروف بدل کردند بنوعیکہ در ماضی کر آ "را" با کیا مبدل ساختہ و کسرۂ کاف از سبب ثقالت جمع شدن فتحہ کاف ماقبل یاء ساکن و جیم مکسور در ہندی باشد و حذف ہمزہ ہم بعد جیم مکسور جائز باشد بلکہ افصح بود مانند کیجے و لیجے و دیجے۔ و زیادت الفاظ صیغہائے ماضی در امر و ضد آں کہ نہی است نیز گنجائش پذیرد چوں پھینک دیے و غیرآں۔ و نہی ز زیادہ کردن نون مفتوح ماقبل صیغۂ امر پیدا گردد مثل نکر۔ و قاعدہ در جمع و تثنیہ و مذکر و مؤنث نہی ہم مانند امر یکیے باشد و بر زبان مکاہائے کمتبی شاہ جہاں آباد و بعضی ہنود مت حرف نہی باشد مانند "مت جا" و بعضی لفظ متی بر نون مفتوح کہ حرف نفی است بیفزایند مانند "تو متی نجا" و ایں لفظ زبان دلال بچگان مزید بار چہ است کہ پدر و مادر شاں پنجابی و خود در دہلی متولد شدہ اند و بعضی ساکنان مغلپورہ نیز بہ ہمیں طریق حرف زنند۔

و صیغۂ اسم فاعل مذکر بہ تبدیل الف آخر مصدر با یاء مجہول و الحاق لفظ والا بعد از آں حاصل آید۔ و در جمع و تثنیہ الف آخر والا با یاء مجہول مبدل گردد مانند کرنے والا و کرنے والے۔ و مؤنث با لفظ والی با یاء معروف بجائے والا و جمع و تثنیہ آں با والیاں ہم رسد مانند جانے والی و جانے والیاں

وساکنان شہر قدیم ہارا بجاے والا وہارے بجاے والے در مذکر وہاری بجاے والی وہاریاں بجاے والیاں در مؤنث آرند۔ و این گفتگو مقبول فصحا نیست والا بعضی الفاظ که دران یاء اماله از مصدر والف ویا اماله از ہارا وہارے ویاء معروف از ہاری ویاں از ہاریاں دور کنند مروج ومقبول است مثل ہونہار بمعنی شدنی۔

وصفت مشبہ بالفظ جوگا کمتر زبان غیر فصیحان و بالائق بیشتر در روزمرۂ فصحا باشد مانند مرنے جوگا ومرنے جوگے در مذکر ومرنے جوگی ومرنے جوگیاں مؤنث ومرنے کے لائق۔ وبعضی صیغہاے صفت مشبہ ومبالغہ در مذکر ومؤنث یکسان باشد چون مہنال مثال آن یہ گھوڑا یا یہ کتا مہنال ہے اور یہ گھوڑی مہنال ہے۔ وبعضی مفرق بود در مذکر ومؤنث چون مرنے جوگی ومرنے جوگا که گذشت۔ وپیاسا وپیاسی وبھوکا وبھوکی ورنگیلا ورنگیلی ونکیلا ونکیلی وبھلا وبھلی وچھپنلا وچھپنلی۔ ودر سگھڑ وپھوہڑ تانیث معنوی بود وایں مثالہا از صفت مشبہ بود۔ ودر مبالغہ ہمیشہ مذکر ومؤنث یکسان است چون بھگوکا یک وہنسوڑ ولڑاک وڈرو وبھگوڑا اسم صفت مشبہ باشد۔ اسم تفضیل بالفظ کہیں وسوا وبھی وزیادہ پیدا گردد مثال آن تیرا قد سرو سے کہیں اچھا ہے یا سوا اچھا ہے یا زیادہ اچھا ہے یا سرو سے بھی اچھا ہے۔

واسم مفعول بالفظ ہوا بعد صیغۂ ماضی درست شود مانند مارا ہوا وپھنسا ہوا بمعنی کشته شده وگرفتار شده وآنچه بعضی گمان گیا با کاف مفتوح دریں مقام دارند غلط محض است زیرا که گیا بعد ماضی علامت ماضی مجہول باشد نه علامت مفعول۔ دیگر آنکه در ہندی معتل ومہموز ومضاعف نیز مروج است اما مثال واوی که معتل الف باشد یعنی آنچه حرف اول واو افتد در اردو شاذ وغیر مسموع است

الا بزبان پنجابی وغیرآں بگوش رسیدہ مانند دیکھا یعنی دید۔ واما اجوف واوی کہ معتل العین نامیدہ می شود یعنی حرف وسطی آں واو باشد خواہ آں حرف حرفِ دوم باشد خواہ سوم خواہ چہارم ازیں سبب کہ حرف وسطی منحصر در حرفِ دوم دانستن قاعدۂ الفاظِ ثلاثی مجرد بہ زبان عربی است نہ در ہر زبان، و در اُردو کثیر الاستعمال مثل توڑا و چیرا و پھینکا و دیکھا و نوچا و گاڑا و پھاڑا و کاٹا و مارا۔ در مثال اجوف واو مثال اجوف یا و الف نیز نوشتہ شد۔ واما معتل اللام کہ آنرا ناقص واو یا یا ناقص الف در ہندی استعمال کنند نیز در اُردو بزبانہا جاری است و در روزمرہ وضیع و شریف۔ اگرچہ فا کلمہ و عین کلمہ و لام کلمہ در ثلاثی مصطلح صرفیاں در زبان عرب است لیکن چوں در ہندی تتبع و تقلید شاں عرکوز خاطر است ما حرف اول ہر لفظ را فا کلمہ و دوم را عین کلمہ نام نہیم تا اینجا موافق با صرفیاں ہستیم و حرفِ آخریں لہ اسیوم باشد خواہ چہارم خواہ پنجم خواہ زیادہ لام کلمہ قرار دہیم و حروف محذوفہ در تلفظ داخل حساب نکنیم مانند گنڈوری کہ قسمی است از بقول بروزن صبوحی مشتمل بر شش حرف نون غنہ کہ در کاف غائب شدہ در شمار نیاید۔ بالجملہ مہموز الفا چوں اُٹھا و اُبھرا و اُجڑا و اُکھڑا در زبان ہندی بسیار می آید۔ و مہموز العین کمتر و آں ہم با واو مبدل یا ہمزہ مانند کنوا یعنی چاہ و بوا خطاب بخواہر۔ و مہموز اللام غیر مسموع و مضاعف بر دو گونہ است یا کلمہ چار حرفی باشد در اصل و حرف دوم و سیوم او از یک جنس باشد مانند کھادرین لفظ بخلاف مضاعفِ عربی ہیچ جا دو کاف جدا جدا گفتہ نمی شود۔ اصل و نقل ہر دو برابر است یا پنج حرفی مثل چیلا یا آنکہ نصف کلمہ شبیہ بہ نصف دیگر آں باشد مثل ٹمل و ٹھک ٹھک و کلکل و ڈھب ڈھب۔ و ہیچ لفظ ہندی کمتر از ثنائی یعنی دو حرفی چوں وہ، وہ بیشتر از سداسی،

مثل اٹکانا در تلفظ نبود، و آنچه در کتابت زیادہ ازیں باشد معتبر نیست والّا رکھارا با ہا پنج حرفی حساب باید کرد چراکه موافق تلفظ بغیر ہا چار حرف دارد ہرگاہ ہا را با آں شریک کنیم یک حرف زیادہ بر چار می شود ازیں سبب تلفظ را معتبر گیریم نہ کتابت را۔ و کلمۂ کہ اول و آخر آں حرف علت یعنی واو و یا و الف باشد آنرا لفیف نامند و آں بر دو قسم است مقرون و مفروق۔ مقرون آنکہ میانۂ دو حرف علت آں فاصلہ واقع نہ شود مانند وو بمعنی آں واو کہ وہ نیز گویند، یا گیا بمعنی رفت۔ و مفروق آنکہ میان دو حرف علت حرف دیگر داشتہ باشد مثل وُہی بمعنی ہماں۔ و فعلے دیگر بود در اردو کہ آنرا فصیحاں بر زباں دارند و راقم آنرا فعل تحریصی نام آں گذاشتہ و ضروری نیز می تواں گفت مثل کیا چاہیے بجاے امر مشتمل بر ضرورت است اگر با حاضر حرف زدنی دست دہد امر حاضر است و اگر در حق غائبی گفتہ آید امر غائب و اگر اشارہ بہ نفس متکلم بود تحریص نفس گویندہ بکارے باشد ہے و ہیں و ہو و ہوں دال بر ثبوت وجود فعل ماضی بزمانۂ حال بود مانند آیا ہے اور آئے ہیں اور آئی ہے اور آئیں ہیں اور تو آیا ہے اور تم آئے ہو اور تو آئی ہے اور تم آئی ہو اور میں آیا ہوں اور ہم آئے ہیں اور میں آئی ہوں اور ہم آئیں ہیں۔ و تھا و نظائرش دال بود بر فعل ماضی کہ در زمانۂ حال وجود آں ثابت نہ شود۔ مثال ماضی

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	آیا تھا	آئے تھے	تو آیا تھا	تم آئے تھے	میں آیا تھا	ہم آئے تھے
مونث	آئی تھی	آئیں تھیں	تو آئی تھی	تم آئیں تھیں	میں آئی تھی	ہم آئیں تھیں

و بعضی باشندگان اردو ہے و تھا مقدم بر فعل آرند و ایں سخت قبیح و دور از

حسن تلفظ است مانند فلانا نہیں ہے آیا، یا نہیں تھا آیا۔ و فعلے دیگر بود از قسم ماضی کہ دلالت کند بر صدور خود از فاعل چند نوبت بخلاف آیا تھا مانند آتا تھا یا آتی تھی ہم بقیاس آیا تھا۔ مخفی نماند کہ فلانا تمام عمر میں کل فرنگی کی چھاؤنی گیا تھا ایں عبارت بریں معنی دال نمیتواں شد کہ در تمام عمر پیش ازیں ہم بجای مذکور رفتہ بود۔ اور فلانا اکثر فرنگی کی چھاونی جاتا تھا دلالت کند بر رفتن او مکرر، یا معنی اتفاق تراوش ازاں نماید۔ مثال آں فلانا کل فرنگی کی چھاؤنی جاتا تھا، یا ہمارے دروازے کے سامنے سے جاتا تھا یعنی من از اتفاقات رفتن او را در چھاؤنی دیروز دیدم یا پیش دروازۂ من گزشتن او بحسب اتفاق واقع شد۔ و فعل ماضی بتغیر تھا برائے شرط و تمنی آید مثال ہر دو خدا اگر ہمیں بھی دولت دیتا تو کیا دوستوں سے سلوک کرتے، ایں مثال شرط و جزا بود۔ مثال تمنی کاش یہ شخص یمین الدولہ کے پاس گیا ہوتا کہ اماثل و اقران اُسکے جاہ و منزلت کو دیکھ کر آتش رشک سے کباب ہوتے۔

دیگر فعل آنکہ لازم بود یا متعدی۔ لازم آنکہ مفعول را نخواہد مانند زید آیا اور زید گیا اور عمرو سوا اور خوب ہُوا۔ و متعدی آنکہ مفعول را خواہد مانند زید نے مارا عمر کو۔ و متعدی یا یک مفعول را خواہد چنانکہ گذشت یا دو مفعول را مانند پلایا زید نے عمرو کو پانی یا دکھایا زید نے عمرو کو بکر کا بیٹا۔ کو کہ علامت مفعول است بعد یک مفعول کافی است در ہر دو جا و الا عبارت سقیم می شود ہر چند درست است مثال آں عمرو نے بکر کے بیٹے کو زید کو دکھایا۔ و تعدیہ فعل در بعضی مصادر بزیادت الف ماقبل علامت مصدری حاصل شود مانند اُٹھنا و اُٹھانا۔ و در بعضی بزیادت الف و لام مانند کہنا و کہلانا نہ کہانا کہ زبان اہل مغل پورہ باشد۔ و در بعضی مصادر بعد حذف حرف دوم کہ یاء مجہول باشد در زیادت لام و الف یا فقط الف مانند

دکھنا و دکھانا و دکھلانا و بیٹھنا و بٹھانا و بٹھلانا و نہ بٹھانا کہ لغت ہندواں و سکنۂ مغل پورہ است۔ و در بعضی جا بزیادت واؤ و الف مثل کھلنا بمعنی وا شدن و کھلوانا۔ و در بعضی مصادر بزیادتِ لام و واؤ و الف بالام و الف بعد حذف حرف صحت دارد مانند دینا و دلوانا و لانا و سینا و سلوانا و سلانا کہ یا موافقِ قاعدۂ گذشتہ محذوف می شود بلکہ در جمیع مصادر کہ الف و واؤ و یاء حرف دوم آں باشد حروف مذکور در حالت تعدیہ محذوف گردد و واؤ و الف کہ علامت آں باشد دراں بیفزایند مثل پالنا و پلوانا و پھینکنا و پھکوانا و پھونکنا و پھنکوانا و ناچنا و نچوانا و گانا و گوانا و ماننا و منوانا و جھانکنا و جھنکوانا و ٹانکنا و ٹنکوانا و علےٰ ہذا القیاس۔ و بعضی مصادر متعدی خلاف قیاس مذکور است چوں اُکھڑنا و اُکھاڑنا و اُکھیڑنا و موافق قیاس اُکھڑانا می آید و ہم چنیں گھسٹنا و گھسیٹنا موافق قیاس گھسٹانا باشد و گھسٹوانا تعدیۂ متعدی باشد۔ و صیغۂ ماضی و حال و استقبال مصادر متعدی ساختہ را قیاس بر صیغہائے مصادرے کہ بعد دور کردن علامت مصدری کہ آخر آں الف می ماند باید کرد و ایں ہم بخاطر باید داشت کہ در مصادرے کہ بعد حذف علامت یا باقی ماند یا را حذف نمودہ تعدیۂ آں با الف و لام درست باید کرد۔ و فعلے دیگر بود در فارسی و ہندی کہ تمامیِ آں موقوف بود بر عبارتِ مابعدش مثال آں فلانے را طلبیدہ سرگوشی باید کرد۔ ترجمۂ آں بہ ہندی فلانے کو بُلا کر سرگوشی کیا چاہیے۔ گر یا کاف ورا یا کاف و یاء مجہول گے بجائے آں دال بود دریں فعل و اکثر با یاء مجہول بعد امر و با امر فقط ہم ایں مدعا حاصل شود۔ مثال آں "مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑے کہاں جاتے ہو" اور "مجھے چھوڑ کہاں جاتے ہو" و تے ہی با یاء مجہول بعد تا و یاء معروف در آخر بعد امر دلالت کند بر معنیِ بہ مجرد

مثال آن میرے آتے ہی تم اُٹھ گئے۔ یعنی بمجرد آمدنم شما برخاستہ رفتید۔ و
بعضی بجائے کیا چاہیے کرنا چاہیے گویند و این جماعت کسانے باشند کہ والدین
شان از کشمیر در شاہ جہان آباد آمدہ اند و تولد ایشان بذات خود در شہر اتفاق
افتادہ است۔ و امر غائب فلانے سے کہدو کہ وہاں جاوے یا کھوہیں رہے
و نہی غائب نجاوے اور نہ رہے۔ جاویں اور رہیں تثنیہ و جمع امر نجاویں
اور نہ رہیں نہی آن۔ و صیغۂ دیگر بود کہ بمعنی صیغۂ فعل مستقبل مفرد اما بجمع و
تثنیہ از روے تعظیم بود و بمعنی باید ما قبل فعل ماضی و بمعنی متکلم مع الغیر در صیغۂ
استقبال نیز آید مثال آپ آئیے گا یا نہیں یا آپ مقرر آئیے گا یا اگر حق تعالی
فضل کرے تو یہاں مسجد بنائیے گا کہ پھر آپ بھی دیکھ کر لوٹ جائیں۔ این
مثال ہا کہ نوشتہ شد از فعل معروف بود۔ اکنون بیان کنم فعل مجہول را معروف
فعلے باشد کہ منسوب بفاعل بود و مجہول فعلے باشد کہ منسوب بمفعول بود مانند
زید نے مارا اور زید مارا گیا۔

صیغہاے ماضی مجہول

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا گیا	مارے گئے	تو مارا گیا	تم مارے گئے	میں مارا گیا	ہم مارے گئے
مؤنث	ماری گئی	ماری گئیں	تو ماری گئی	تم ماری گئیں	میں ماری گئی	ہم ماری گئیں

صیغہاے مضارع حال این فعل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا جاتا ہے	مارے جاتے ہیں	تو مارا جاتا ہے	تم مارے جاتے ہو	میں مارا جاتا ہوں	ہم مارے جاتے ہیں
مؤنث	ماری جاتی ہے	ماری جاتی ہیں	تو ماری جاتی ہے	تم ماری جاتی ہو	میں ماری جاتی ہوں	ہم ماری جاتی ہیں

صیغہائے مستقبل

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	مارا جائے گا	مارے جائینگے	تو مارا جائے گا	تم مارے جاؤگے	میں مارا جاؤنگا	ہم مارے جائینگے
مؤنث	ماری جائے گی	ماری جائیں گی	تو ماری جائیگی	تم ماری جاؤگی	میں ماری جاؤنگی	ہم ماری جائینگی

امر حاضر

	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر			مارا جا	مارے جاؤ		
مؤنث			ماری جا	ماری جاؤ		

شہرِ دُوم

متضمن شرح مخالفت و موافقت حروف وحرکات

موافقت مراد از درست آمدن حرفے وحرکتے بجاے حرفے وحرکتے دیگر باشد و مخالفت از درست نیامدن یکے بجائے دیگرے۔ اما از حرف موافقہ یا ہم بائے فارسی و کاف است مثل ڈھانکنا و ڈھانپنا۔ دیگر لام و را مانند تلوار و تروار و روپہلا و روپہرا۔ و میم با باکہ ماقبل آں نون غنہ باشد مثل تھانبنا و تھامنا۔ و قاف و کاف مثل نور کا بُکّا و نور کا بُقّا و جاکو و جاقو دکور فرنگی و قور فرنگی و کدم و قدم نام درخت۔ و ہا و الف در جمیع الفاظ عربی و فارسی مانند ستارہ و ستارا و ہالہ و ہالا۔ و کاف و خا چوں چیکارا و چخارا۔ و را و رائے ہندی مثل اُردو و اُڑدو۔ و نون با رائے ہندی ماقبل آں نون غنہ مانند کانا و کانڑا۔ و دال و تا مثل تدبیر و تبیر۔ و لام و نون مانند لون و نون۔ و سین و جیم مثل مجھ سے و مُس سے۔ و نون و سین مانند اسنے اور اِنے و اُسنے و اُنے۔ و سین و با مانند بیٹا و سیٹا از زبانِ زناں۔ و نون و تا مثل اتنا و اِتّا۔ و گاف و واؤ چوں دوگنا و دُونا۔ و دال و با چوں کدھو و کبھو با ہا و بغیر آں و کبھی و کدہی با ہا و بغیر آں نیز در ینجا واؤ و یا یکے باشد و را و یا چوں جاکر و جاکے۔ و نون و دال چوں فن و فند۔ و الف و یائے مجہول مثل دس بار و دس بیر زبان قدیمانِ اُردو۔ بائے فارسی با ہا یکے شدہ و با مانند دس بیر و دس پھیر۔ و زا و سین مانند ہرگز ہرگس۔ اگرچہ بعضی باشندگان دہلی باین لفظ متکلم شوند لیکن قبیح و غیر فصیح است

دغالب آنکه فیض صحبت اہل مغل پورہ بدیگراں ہم رسیدہ۔ وسیم و بای فارسی مثل
طمنچہ وطپنچہ۔ وسین وجیم فارسی با ہا یکے گشتہ مانند پچھتانا وپستانا وپچھتولیہ
وپستولیہ۔ وکاف با ہا متحد گشتہ و بای فارسی مانند اُکھاڑنا و اُپاڑنا در مقام
چیز ہای رستنی کہ بیخ داشتہ باشد۔ وتای ہندی با ہا یکے شدہ با کاف۔ لیکن ہر دو
لفظ باہم استعمال پذیر دو جدا جدا مسموع نیست مانند کلا ٹھلا۔ وتای ہندی با ما مثل لالا بالا
وتا و با ما مانند تاتا بابا۔ اگر کسی گوید کہ دریں ہر سہ[۳] لفظ مذکور لفظ دوم مہمل لفظ اول است
غلط میگوید زیراکہ مہمل ہندی بہ تبدیل حرف اول ہر لفظ با معنی با واو باشد مثل
گھوڑا ووڑا۔ اور لوٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چبانا ونا اور
پانی وانی۔ و مہمل فارسی بہ تبدیل حرف مذکور در لفظ با معنی با میم می باشد
مثل اسپ مسپ و فیل میل اُشتر مُشتر۔ نقل است کہ شبے در ایام زمستان نوجوانے
از اہل ہند وارد منزل آشنائے از مردم ایران شد۔ چوں شام در رسید مغل
گفت کہ حالا شما تشریف ببرید من توشک ولحاف دیگر ندارم۔ مجبور در یک لحاف
خوابیدن ضرور خواہد افتاد والا سردی مردی خواہد شد۔ گفت باشد جاے
اندیشہ نیست در چادر بادر شما خواہم خوابید۔ و در مہمل پنجابی بجاے حرف اول
الف می آید مانند کوٹھا اوٹھا فیل ایل۔ بالجملہ دال ہندی با را مبدل شود
چوں کھانڈ وکھانڑ۔ وتای ہندی با تای ہندی متحد با ہا مثل بھٹی و بھٹھی وبا با با
متحد با ہا مثل بل بے جما تیری دھج وبھل بے جما تیری دھج۔ وعین با میم مثل جما بجاے
جمعا۔ چنانچہ بعض انعبارت را کہ جمعے کے دن عید ہوگی جمّے کے دن گویند لیکن جمعے کے دن افصح بود
ہر چند در لغت غلط است ازیں سبب کہ در اُردو بلکہ در ہر زبان استعمال معتبر
باشد اصل لفظ را اعتبار نمی کنند و غلط ہم نمیدانند۔ وبا متحد با ہا بعد سین با نون
یکے گشتہ و میم با ہا متحد بعد سین مانند سمہال و سنبہال۔ و کاف متحد با ہا د خا

مانند کمرکھ و کمرخ و سیکھ و سیخ ہر چند بقلت و ندرت استعمال یابد و گاف و سیم لیکن ہر دو از ہم جدا مستعمل نہ شوند مثل گول مول۔ و جیم فارسی با ہائی شدہ دبا و چھند بند و چھیل بل۔ و گاف متحد باہا و گاف فقط مثل ٹانگن و تا نگھن و امّا مخالفت حروف باہم چوں مخالفت گاف و جیم بود در بھاگا و بھاجا بمعنی گریخت و بھیگا و بھیجا بمعنی تر شد۔ ظاہر است کہ زبان اُردو بھاگا و بھیگا باشد بھاجا و بھیجا خلاف اُردو اگرچہ در ہندی صحت دارد چرا کہ اہل ہند سوائے مسلمانان فصیح شاہ جہان آباد بچنیں الفاظ تکلم نمایند۔ دیگر خلاف یا و واؤ چوں "کہیں" کہ زبان دہلی و "کہوں" کہ زبان اکبر آباد باشد و منچنا و موچنا۔ موچنا زبان پورب ست بمعنے پوشیدن چشم۔ دیگر خلاف لام و سین در لفظ مثل نکلا و نکسا۔ نکسا زبان غیر فصیحان و ہندوان است و نکلا زبان فصیحان باشد۔

و دیگر خلاف کاف و جیم فارسی چوں بگوانا کہ زبان اُردو است کہ بچوانا کہ مخالف آں باشد و تبدیل کاف و جیم فارسی و بعکس در یک لفظ نیز مخالفت با روزمرہ زبان اُردو دارد مانند کیچڑ و چیکڑ کہ زبان اکثرے از اہل ہنود است۔ امّا حرکات موافقہ باہم مثل کسرۂ ہلنا و فتحۂ ہَلنا کہ ہر دو از زبان فصیحان مسموع است و گِھسنا و گھَسنا اول کثیر الاستعمال و ثانی قلیل و نادر۔ و فتحۂ رَلنا و ضمۂ رُلنا مانند فلانا خاک میں رلگیا اول بہتر باشد از دوم۔ و فتحۂ مَٹی و کسرۂ مِٹی ہر دو فصیح بود۔ و ضمۂ میم محلا و فتحۂ آں مانند سہرندیوں کا مُحلّا یا بجواریوں کا محلا۔ و کسرۂ نکسک بمعنی سراپا و فتحۂ ہر دو حرف بہمیں معنی نکسک۔ و کسرۂ ہائے ہرن و فتحۂ آں چوں ہَرن۔ و کسرۂ میم و ضمۂ آں چوں مِج و مُج یعنی مجھ سے کیوں خفا ہو۔ ایں بیشتر لفظ کسانے باشد کہ نازک اندام و خوش ترکیب

با مصاحب شخص متصف باین صفت باشد و مخالفت کسرہ وضمۂ چھپنا و چھپانا
کہ بکسرۂ جیم فارسی متحد باہا بمعنی پوشیدہ شدن مستعمل است وضمۂ آں لفظ
اہل مغل پورہ باشد وہرگز زبان اہل اُردو نیست۔ دیگر کسرۂ کاف در
کھلانا بمعنی خورانیدن وفتحۂ آں کہ زبان ملکیان پورب وضمۂ آں کہ زبان
اہل پنجاب یا بعضی اہل مغل پورہ باشد۔ وکسرۂ یاء یہ بمعنی ایں کہ لفظ
اُردو است وضمۂ آں کہ زبان سادات بارہہ وفتحۂ آں کہ زبان اطراف
دہلی باشد۔ وکسرۂ واؤ وہ بمعنی آں یا آنہا زبان قابلیت دستگاہان
پورب واکثر ملاہاے مکتبی شاہ جہان آبادی وفتحۂ آں کہ لفظ دلالان
ہزدہ پارچہ وبعضے مسلمانان خارج از مبحث نیز وضمہ آں کہ زبان
اُردو دانان بود۔ اکثر ہا در یہ مبدل بہ رعایت ماقبل بایاء
و در وہ بہمان رعایت مبدل باواؤ گردد وایں ہم مختار اہل فصاحت شہر
است۔ وحرکت کاف در کو کہ بمعنی را برائے افادۂ مفعولیت است باواؤ
مجہول لفظ اُردو واؤ حروف لفظ بیرونیاں وکہن سالان شہر نیز باشد
وکسرۂ الف در ایسی بمعنی ایں چنیں لغت بیرونیان وفتحۂ آں لفظ اُردو
است۔ وفتحۂ قاف قسم کہ زبان دہلی وکسرۂ آں کہ لفظ افاغنۂ فرخ آباد
ومئو باشد۔ وکسرۂ میم میں بمعنی درمیان زبان اہل اُردو وفتحۂ آں زبان
باشندگان اٹاوہ واطراف آں باشد وفتحۂ میم میں کہ بمعنی من باشد
لفظ فصحاے شہر است وکسرۂ آں کہ زبان باشندگان ملک میانۂ گنگ و
جمن باشد۔ وفتحۂ حرف اول پلنگ کہ بالاے آں خواب کنند زبان فصیحان
شہر وکسرۂ آں لفظ دہاقین باشد۔ وفتح شین شیخ کہ زبان قابلان شہر
است وکسرۂ آں مستعمل عوام آنجا بود۔ وضمۂ غین مغل کہ

کہ مستعمل پوربیاں باشد و فتحۂ آں کہ لفظ صحیح و زبان شاہ جہاں آبادیان فصیح است و تحتیل کہ از روے لغت ہم غلط نہ باشد ۔ و کسرۂ ہاۓ ہتھڑی با فتحۂ ہا و تا و ہاۓ یکی شدہ و نون غنہ ماقبل راۓ ہندی و یاۓ معروف بمعنی مادۂ فیل لفظ میواتیاں و ہتھنی با کسرۂ ہا و نون مکسور ماقبل یاۓ معروف لفظ پوربیاں و فتحۂ ہا کہ لفظ فصحاے اُردو باشد ۔ و فتحۂ سین مسر با تشدید و بے تشدید کہ لقب زناربند است لفظ شاہ جہاں آبادیاں و ضمہ آں لغت پوربیان و بعضی شاہ جہاں آبادیاں با شین مشدد و نیز استعمال کنند ۔ و ضمہ تاۓ تم بمعنے شما کہ لغت دہلی است و فتحہ آں زبان تھانیسر و اندری و کڑہام باشد ۔ و فتحہ تاۓ تلک کہ براے انتہا باشد و ضمہ اول آں زبان دہلویان فصیح ڈدو میں زبان اہل مغل پورہ بود ۔

(حاشیۂ صفحہ ۲۵) لہ در بعضی نسخ ایں عبارت بایں ہیچ است و ضمہ غین مُغل کہ لفظ صحیح الاصل ہمین است مستعمل پوربیان باشد و فتح آں کہ لفظ غلط و زبان شاہ جہان آبادیاں فصیح است ۔

شہر سوم

در اُفتادن بعضی حروف از لفظ وقت سخن گفتن

مخفی نماند کہ افتادن حروف بر دو قسم است یکے آنکہ فصحا لفظ را بعد حذف حرف یا حروف رواج دادہ اند دیگر آنکہ بعضی صاحبان وقت تعجیل در تکلم حروف رابے ارادہ بیندازند و از زبان شاں خوشنما باشد۔ صنفِ اول مانند افتادن واؤ و یاء مجہول بود از لفظ ہووے بمعنی باشد و نہ ہووے تابعِ آن است مثالِ آں

آپ فلانے شخص کو تعزیہ خانے میں بہت بلاتے ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی

تبرا کرے اور اُس کی خاطر آزردہ ہو۔

نہو بجاے نہ ہووے و ہو در آخر ایں عبارت بجاے ہووے باشد و الّا در لغت ہو صیغۂ امر بمعنی شود باش و نہ ہو بمعنی مباش و مشو باشد نہ بمعنی شود و باشد و نباشد و نشود۔ و حذف واؤ مفتوح و راء ساکن از لفظ آکر و جاکر و سنکر یا کاف مکسور و یاء مجہول از آکے و جاکے و سنکے بہماں معنی مثال آں

فلانا ہماری باتیں سن مرزا حسن علی پاس سب کہہ دیتا ہے اور وہاں کی

باتیں یہاں آ بیان کرتا ہے۔

سن بجاے سنکر و سنکے و جا بجاے جاکر و جاکے و آ بجاے آکر و آکے در عبارت مذکور است۔ و ہاء از دیوانہ پن کہ بہ دیوان پن مستعمل است۔ و الف از لڑکاپن کہ آنرا لڑکپن بفتحہ راء ہندی و سکون کاف گویند و ہم از شہدا پن کہ آنرا شہدپن گویند۔ و واؤ از اکثر مصادر و صیغہاے مضارع و

امر و نہی مانند کھاؤنا و جاونا و آونا و پیونا مثال مصدر۔ کھاوتا ہے و پیوتا
ہے و جاوتا ہے و آوتا ہے۔ مثال مضارع۔ آؤ و جاؤ۔ مثال امر۔ نہ آؤ
و نہ جاؤ۔ مثال نہی۔ حالا ہم کہن سالان شہر از فرقۂ مسلمین و بیشتر ہندوان
آوتا ہے بجاے آتا ہے بر زبان دارند۔ و محمد تقی میر سلمہ اللہ در شعر ہم آوردہ
اند شاید براے حفظِ وزن باشد یا در اکبرآباد مضائقہ نداشتہ باشد۔ و الف
از آخرِ والا کہ بمعنی صاحب و باشندہ و مملوک است لیکن نہ در ہمہ جا بلکہ در
یک دو لفظ مانند دِلی وال کہ باشندۂ دہلی را گویند و بحسب قاعدہ اصلش
دلی والا باشد و ہمچنیں کوٹھی وال بجاے کوٹھی والا یعنی صاحب مال و ہندوی
خزانہ دار۔ و الف از لاگا مانند فلانا دیوار سے لاگا کھڑا ہے زیرا کہ لگا کھڑا ہے
فصیح باشد۔ و لام از تلک یعنی اب تک بجاے اب تلک لیکن ہر دو زبان اُردو
است۔ و یا و واو از ایدھر و اُودھر و کیدھر و پور مانند شہزادپور و شاہ
جہاں پور۔ و در کتابت بعضی بمراعات ضمہ واؤ و بمراعات کسرہ یا نویسند و بعضی
و حق بجانب کسانے است کہ نمی نویسند۔ زیرا کہ اگر بقاعدۂ ترکی بعد حرفِ مضموم
واو و بعد حرف مکسور یاء ضرور باید نوشت باید کہ بعد حرف مفتوح الف ہم نوشتہ
شود و چنیں نیست۔ رہا و کہا و چلا راہا و کاہا و چالا در ہندی نمی نویسند بخلاف
ترکی کہ آنجا ایمدی را بہ الف مکسور بر وزن فعلن ازروی عروض با یاء و اوغلان
بر وزن فعلن با واو می نویسند۔ مثال واو بعد ضمہ و الف بعد فتحہ در ہمیں
مثال موجود است۔ و سواے ایں حمل ہندی بر ترکی چہ ضرور۔ و سرِ ایں معنی
کہ در ترکی بعد ضمہ واو و بعد کسرہ یاء و بعد فتحہ الف باید نوشت این است کہ
فصحاء زبان مذکور اعلان حروف مذکورہ در تلفظ نمی کنند و در اصل موجود است
اگر اوغلان بر وزن فاعلان ہم موزون نمایند و ہم چنیں قاجار را نہ بر وزن

پاداش در شعر بند ندروا باشد۔ بخلاف ہندی کہ اُس را کہ بمعنی او وآن باشد
بر وزن کُل بود بر وزن حور موزون نمی تواں کرد۔ و رہا را کہ بر وزن فعل باشد
بفتحتین بر وزن فعلن۔ رہا و ملنا را کہ مصدر ملاقات است بر وزن فعلن در
عروض بر وزن فاعلن نمی تواں گفت۔ و ایں ہم ظاہر است کہ در اِس کہ
بمعنی این است یا نمی نویسند۔ ہرگاہ در اُس واؤ نمی نویسند، اِس چہ
تقصیر کردہ است کہ بغیر یا نوشتن آں صحیح داشتہ اند۔ و اِدھر را کہ با یا
نمی نویسند اشارہ بہمیں معنی است کہ بعد حرکت حرف ضرور نیست بخلاف
اِدھر و کِدھر کہ در تلفظ ہم یا دارد۔ و ازیں گفتگو ثابت می شود کہ واو
در اُس و جمیع الفاظِ ہندی کہ دراں ضمہ بغیر تلفظ واؤ خواندہ شود واو نوشتن
صحت ندارد۔ و ہمچنیں حالِ یا۔ پس حرفی کہ در تلفظ ظاہر شود در کتابت ہم
درست است و اِلّا غلط۔ برائے ہمیں حرفِ مضموم با واو یکے شدہ و مکسور با یای
یکے گشتہ و مفتوح با الف محسوب در حروفِ اُردو نکردم و اِلّا نود و یک حرف ازیں
زبان نشاں دادہ می شد۔ و مینہ بر وزن دل و کونجڑا بر وزن فعلن با یا و
واؤ در کتابت شہرہ و رواج پذیرفتہ در اصل ضرور نیست۔ و حساب نود و یک
حرف بایں طریق کہ ہشتاد و شش حرفِ سابق نشان دادہ شد و دو حرف از زبان
دلالاں یعنی زا با نون یکے شدہ در زنگار بر وزن چہار۔ و شین با نون یکی شدہ
در شنگرف بر وزن مسطر۔ و واؤ در اُس و یا در اِس و الف در رہا بر اں
زیادہ باید کرد مجموع نود و یکحرف می شود۔ و صنف دوم جا نمد بتشدید میم و
نور ﷲ بجائے جان محمد و نور محمد است۔ و صامرا بجائے صاحب میرا و بھئی بجائے
بھائی و باؤجی بجائے باواجی و جنور بجائے جانور و شجنا باد بجائے شاہجہان آباد
و روشن دولا بجائے روشن الدولہ۔

شہر چہارم خبر دہندہ است از حالات مصادر

میگوییم ہر لفظی کہ آخر آں نا باشد مصدرے بود کہ صیغہائے ماضی و حال و استقبال و امر و نہی ازاں پیدا می شود و ہرچہ اشتقاق صیغہا ازاں ممکن نباشد مشتمل بر نا نخواہد بود گو معنی مصدری ازو پیدا شود۔ بالجملہ اول را مصدر و ثانی را حاصل مصدر نامند کیفیت مصدر در ذکر صیغہ ہا قدرے بیان کردہ شد۔ لیکن تحقیق آں بدیں نمط است کہ مصدر سہ گونہ بود یا آنکہ فعلے کہ ازو مشتق شود خصوصیت بفاعل داشتہ باشد و آں را لازم نامند۔ یا بر دیگرے واقع شود از دست کسی یا بہ ایماء کسی واقع شود بر کسے از دستِ کسے و ہر دو صنف آخر را متعدی خوانند۔ وقسمی است دیگر از لازم کہ معنی متعدی ازو بر می آید۔ مثالِ لازم آیا زید یا گیا زید۔ مثالِ متعدیِ اوّل مارا زید نے عمرو کو۔ مثالِ متعدیِ ثانی مروایا زید نے عمرو کو بکر سے۔ مثال متعدی ثالث کہ معنی آں از لازم بیروں آید آیا زید ساتھ عمرو کے یعنی لایا عمرو زید کو۔ دانا از ہمیں جا بداند کہ ہر فعلے کہ بایماء کسے از دست کسے بر کسے واقع شود مصدرِ آں بتقدیم واؤ بر الف خواہد بود۔ و ایں واؤ در ہیچ جا محذوف نشود۔ بعضے صاحبان کہ حذفِ آں نمایند از فصحا نباشند و اردو دانی آنہا درست نباشد مانند کرانا بمعنی کروانا و کہانا بجائے کہوانا ہر چند کہلانا بیشتر استعمال یابد لیکن ایں ہم فصیح و صحیح است و مرانا بجائے مروانا و مرانا موافق قیاس متعدی مرنا بود بمعنی میرانیدن نہ متعدی مارنا بمعنی زدن۔ و در بعضی الفاظ تقدیم و تاخیر حروف کردہ اند مانند دابنا و دبانا و الینڈنا و اونڈیلنا۔ ما قاعدہ کہ در ساختن متعدی پیش ازیں نشان دادہ ایم در متعدی اول نیست بلکہ در متعدی ثانی

زیرا کہ در متعدی اوّل مخالفت ایں قاعدہ ہم بسیار یافتہ می شود۔ و حاصل مصدر
چند قسم است بتکرار لفظین مانند آتے آتے و جاتے جاتے و کہتے کہتے و اُٹھتے
اُٹھتے بایاء مجہول بمعنی تا آمدن و رفتن و گفتن و برخاستن میرے آتے آتے بمعنی
تا آمدنِ من۔ د ہم چنیں حالِ دیگر الفاظ کہ معنی تا خود بخود دراں پیدا شود
و آتے ہم بانظائر خود حاصل بالمصدر باشد و محتاج بہ تک بود مثالِ آں
میرے آتے تک۔ و مری بمعنی مُردن و رہاؤ و چڑھاؤ و اُتار بمعنی ماندن و سوار
شدن و فرود آمدن۔ و حال اکثر صیغہائے امر چنیں باشد مانند ناچ و پہنچ و
سمجھ و کھینچ و اکڑ و رہایش بمعنی ماندن و دیوان پن بمعنی دیوانگی کہ حاصل بالمصدر
در فارسی باشد و چالا بمعنی رفتن و چل چلاؤ نیز بہ ہماں معنی و کس کساؤ و مثل آں
نیز بسیار آمدہ۔ و گلاؤ بمعنے مدوّر شدن و گھلاوٹ و سجاوٹ بمعنی مخلوط شدن چیزے
در آب و لطف اختلاط محبوب و زیبا شدن و مچ مچاہٹ بمعنی اظہارِ آرزو در دل
کردن و لڑگت بمعنی مقابل شدن و سج بمعنی زیبایش کہ حاصل بالمصدر است
و دھج کہ مراد از انداز زیبائی بود و ڈھب بمعنی طرح انداختن و کرتب بمعنی کردار
کرتوت ہم ہماں و نباہ بمعنی بانجام رسانیدن۔ و بعضی حاصل بالمصدر بدو لفظ متضمن
یک معنی اند چوں دوڑ دھپاڑ و ریل پیل و جھانک تانک و دکھیا داکھی۔ و برائے
مبالغہ یک لفظ را دوبار آرند و الف را واسطہ درمیان ہر دو سازند چوں دوڑا دوڑ
و بھاگا بھاگ و الف در دو لفظ مخالفۃ الحروف نزد بعضے صحیح و نزد بعضے غلط باشد
و آں را زبان عوام اُردو خوانند مانند ریلا پیل کہ در شعر راقم مسطور است۔

شہر اول از جزیرۂ دوم کہ مشتمل بر نحو این زبان باشد در تعریف اسم و بیان احکام آن

بک دوگونہ بود بامعنی و بمعنی، بمعنی از بحث بیرون است - و بامعنی معتبر بود در بحث
آن را بہ بول تعبیر کنیم، زیرا کہ بک اعم است از ینکہ بامعنی بود یا بمعنی و بول منحصر
در لفظ موضوع مفرد باشد - پس بول یا بہ زمانۂ از سہ زمانہ کہ ماضی و حال و استقبال
باشد شامل بود و آن را فعل نامند مانند آیا ہے و آتا ہے اور آوے گا - یا چنیں
نہ بود و آن را اسم گویند مانند شمس و قمر و این ہر دو دلالت بذاتِ خود بر معنی
نمایند و مستقل باشند - و قسمے است از بول کہ مستقل نہ بود و بذات خود دلالت کند
بر معنی بواسطۂ غیر و آن را حرف میخوانند چون پر بمعنی بر و سے بمعنی از - مثالِ
آن کوٹھے پر ہم سے چڑھا نہیں جاتا - و حرف برائے ربطِ کلام در عبارات بسیار
آید و ممکن است کہ عبارت خالی از حرف ہم باشد مثل زید آیا و کوٹھا گرا - واما اسم
را اقسام بود جامد و مشتق و تام و ناقص و مفرد و مجموع و مؤنث و مذکر و فاعل و مفعول
و مبتدا و خبر و موصوف و صفت و بدل و مکرر و مستثنیٰ و تمیز و مضاف و مضاف الیہ
و حال و ذوالحال - و فعل ہم دو نوع بود تام و ناقص - و حرف ہم اسماء متعددہ
را از دو ہر یکے بجائے خود آید - و مجموع دو بول را بات نامند در عربی کلام لیکن
بشرطیکہ سکوت بران صحیح باشد سامع را، و این حاصل نشود مگر در فعل و فاعل و
و مبتدا و خبر - اما اسم جامد عبارت از اسمی بود کہ از مصدر بر نیامدہ باشد نہ ازو ہیچ
شے بر آید مانند زید و عمر و گھوڑا و ہاتھی و مشتق آنکہ از مصدر مشتق گشتہ باشد - چون ہیلو
و بھگوڑا اور دوڑ و ہنسوڑ و گاہک و بجویا - و اسم فاعل و مفعول داخل این نوع باشد

واسم تام و ناقص منحصر بود در علم کہ بیانش بعد ازیں آید مثل گل محمد و گلو۔ و مفرد
چوں گھوڑا و اونٹ و گاجر و مولی۔ و مجموع بر چند قسم باشد انچہ آخر آں الف بود
مذکر باشد مانند پیڑا و کولا و رنگترا و خربوزا و چھہارا و کیلا و اندرسا و کھیرا و پیچا
و حقا و گھوڑا و چیتا و مولا و پپیہا و غیر آں نہ مینا و پیچا کہ ہر دو مونث بود۔ جمع
آں بہ تبدیل الف بایا ر مجہول باشد و تثنیہ در حکم جمع است مثل پیڑے کھائے
اور کولے خریدے اور رنگترے بیچے اور خربوزے میٹھے نکلے اور چھہارے اچھے
نہیں ہیں اور کیلے بنگالے میں اچھے ہوتے ہیں اور گرم گرم اندرسے کھایا چاہیے
اور دلّی کے کھیرے یاد آتے ہیں اور چار پیچے اور پانچ حُقے بھائی صاحب نے
منگوائے ہیں اور گھوڑے بھکر سے آئے ہیں اور جناب عالی نے سو چیتے رمنے
میں اور چُھڑوائے ہیں اور مولے بول رہے ہیں اور پپیہے برسات میں غضب
کرتے ہیں۔ و ہرچہ آخر آں یا ر معروف بود جمع آں بالف و نون آید بشرطیکہ نام
مذکرے از حیوان مثل ہاتھی و علم مانند دلی و یا ر آں زائدہ نباشد مانند جوگی
و بیراگی و سناسی و پنجابی و پوربی۔ مثال آں۔ چوں مُولیاں کہ جمع مولی باشد
ہمچنیں پوریاں و کچوریاں و کلیاں و جلیبیاں و چارپائیاں و انبرتیاں و چوکیاں
و دریاں و شطرنجیاں و گولیاں و بولیاں و بھولیاں و کوڑیاں و گالیاں۔ ما
ایں قاعدہ در زبان اُردو بیان میکنیم بازبانِ دیگر سروکار نداریم اگر در جمع کھٹیا
کہ بمعنی چارپائی باشد قاعدہ پیڑا کہ در خطوط بیرہ نویسند یافتہ نشود در اصول ما
خالی واقع نہ می شود زیرا کہ زبان اُردو نیست و سوائے ایں ہرچہ مذکر نیست
مانند انگیا کہ بہ زبانِ اُردو سینہ بندِ زناں باشد جمع آں نیز از جہت تانیث بایں
طریق درست نہ بود بلکہ مفرد و مجموع آں نزد فصحاء یکی باشد برائے ہمیں در شروع
بیان ایں جمع لفظ را مقید بہ تذکیر کردہ ایم۔ و ہرچہ آخر آں ورائے یاء معروف

از حروف اُردو اُفتد جمع آں بشرط تانیث بایاء مجہول و نونِ غنہ آید مانند
نائکائیں اور مائیں اور ہاتیں چیتیں اور گھاتیں اور مخیں اور چینیں اور یادیں
اور نگاجریں اور پشوازیں اور بوسیں اور بندشیں اور وارثیں اور رقاصیں
اور مرتاضیں اور محتاطیں اور طماعیں اور کمظرفیں اور بدطریقیں اور نازکیں
اور بدرگیں اور محرمیں اور ازاریں اور رکھڑادیں اور بے راہیں۔ و ہرچہ آخر
آں الف و یاء معروف نباشد و مونث نیز نہ بود۔ جمع آں ہماں مفرد است مانند
پانچ لڈو اور دس کدو اور دو پلاؤ اور چار سالن اور آٹھ تربوز اور پندرہ شلغم
اور سات بیگن اور بیس کچالو اور بارہ رتالو۔ توضیح بعضے الفاظ کہ در جمع مونث
بایاء و نونِ غنہ نوشتہ شد این است آپ کی یادیں بہت رہیں۔ بی گنا نے سات
پشوازیں اور نئی سلوائی ہیں۔ جتنی نائکائیں ہیں اپنی نوچیوں کی سب وارثیں
ہیں و وارث ہیں نیز درست باشد۔ مثالِ دیگر اُن کی وارثیں مرگئیں۔ اپنے
دل میں بہت سی ہوسیں ہیں۔ یہ بندشیں جو آپ نے باندھی ہیں سو ہم سب
سمجھتے ہیں۔ اور رقاصیں جب آویں گی تو سب کے دل ملچاویں گے۔ مرتاضیں
سب آرزو عتبات کی رکھتی ہیں۔ محتاطیں کب ہندو کی دوکان کی چیز اپنے بچوں
کو کھانے دیتی ہیں۔ کمظرفیں دم بدم اپنی دوپٹے کی تمامی ہی دکھایا کرتی ہیں
بدطریقیں بھلے آدمی کے گھر میں آنے کے لائق نہیں ہوتیں۔ نازکیں موتیوں کو کب
خیال میں لاتی ہیں۔ بدرگیں ماباپ کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں۔ و ایں

جمعہا کہ نوشتہ آمد با جمعے کہ صیغۂ اُن صیغۂ مفرد است مانند لڈو وغیر آں با واؤ
مجہول و نونِ غنہ نیز آید۔ در چند موضع یکی در حالت متعدی دیگر در وقت آوردن
کو بعد آں کہ با کاف و واؤ مجہول علامت مفعول است۔ دیگر در وقتِ اضافت
دیگر در حالتِ تعلق با حرف۔ مثال مولیوں نے آج ہمیں بہت بمزہ کیا،

یا مولیوں کو تراشو یا مولیوں کے پتے ہمیں دیجیئے یا مولیوں سے معدہ خراب ہوتا ہی
و ہمچنیں حال گاجر و لڈو مثل آں۔ و ہاتھی و جوگی و مثل آں نیز چنیں باشد۔
جوگیوں نے آج شہر گھیر لیا ہے اور مست ہاتھیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے
اور جوگیوں کو مار کر نکال دو اور مست ہاتھیوں کو چرائی پر لے جاؤ اور جوگیوں کا
یہاں کیا کام ہی اور مست ہاتھیوں کا رہنا شہر میں اچھا نہیں اور جوگیوں سے خدا
پناہ میں رکھے اور مست ہاتھیوں سے بھاگا چاہیے۔ و مفعول بغیر کو ہم درست
باشد مانند مولیاں تراشو اور گاجریں لاؤ اور لڈو کھاؤ۔ لیکن ہاتھی و جوگی و نظائر
آں باین طریق پسندیدہ و روزمرۂ اردو نباشد و ہر چہ جمع و تثنیۂ آں خلاف مفرد
در اردو باشد مفرد آوردن آں سوائے آنکہ تمیز کنندہ آں یکی باشد درست نیفتد
مثال ایک گھوڑا ایک مولی ایک گاجر و دو گھوڑا و تین گھوڑا و دو مولی و تین گاجر
صحت ندارد و سوائے اہل بنگالہ و پورب۔ در شاہجہان آباد کسی باین طریق حرف
نمی زند۔ دو گھوڑے اور تین گھوڑے اور دو مولیاں اور تین مولیاں اور
دو گاجریں اور تین گاجریں صحیح باشد۔ عزیزے در مثنوی خطاب بمرزا رفیع کردہ گوید۔ شعر

تم اپنے پیل معنے کو نکالو مرے ہاتھی سے دو ٹکر لڑا لو

دو ٹکر صحت ندارد دو ٹکریں بیاید اگر یک ٹکر سگفت خوب بود لیکن خودش دو ٹکر منخواہد
در لفظ ایک یا داخل تلفظ نیست۔ و ہر چہ مفرد و تثنیہ و جمع آں یکی باشد چوں
ہاتھی و جوگی و لڈو و ممیز جمیع اعداد دراں مثل یکی باشد مانند ایک ہاتھی اور
دو ہاتھی اور تین ہاتھی اور ایک جوگی اور دو جوگی اور تین جوگی اور ایک لڈو اور
دو لڈو اور تین لڈو۔
و مذکر و مؤنث ہم مشتمل بر اقسام بود حقیقی و سماعی و تقدیری۔ مؤنث حقیقی آنکہ
مقابل خود مذکرے از حیوان داشتہ باشد و آنرا در انسان علامات و القاب بود

مانند بگیم و خانم و بی بی و بی جی و بہو و ہمشیرہ و اما و باجی و پھوپھی و خالا و مُمانی و انّا و ددا و چھوچھو و نظائر اینہا ۔ و بعضی الفاظ بہ تبدیل حرفے و حرکتے دال بود بر مذکر و مؤنث مانند پیارا و پیاری اول مذکر و دوم مؤنث ۔ و ہمچنیں پنجابی و میواتی و بنگالی و مارواڑی و مونث آں پنجابن و میواتن و بنگالن و مارواڑن باشد۔ و ایں کُلیہ نیست بلکہ اکثر این است کہ نون درعوض یاء معروف کہ در مذکر است دلالت بر مؤنث نماید زیراکہ از پوربی پوربن درست نیاید بلکہ آں یاء معروف زیادہ کنند مانند پوربنی پور در پنجا بروزن خور لبکون را است باقی باء مضموم و نون مکسور و یاء معروف باشد۔ و ہمچنیں خراسانی و صفاہانی و شیرازی و غیر آں الفاظ فارسی و عربی بہ تبدیل یاء و نون دال بر مؤنث نمی تواند شد بخلاف تبدیل الف مذکر بایاء معروف کہ دال بر تانیث بود مثل پیارا و پیاری کہ گزشت و کھٹا و کھٹی و میٹھا و میٹھی و کڑوا و کڑوی و مٹکا و مٹکی و قس علے ہذا۔ و نون شیرازن و مثل آں زبان فصحاء نیست اگرچہ صحت دارد بقیاس پنجابی و پنجابن و بنگالی و بنگالن بلکہ بر مذکر و مؤنث ہر دو اطلاق شیرازی روا بود مثال آں یہ مغل شیرازی ہے اور یہ مُغلانی شیرازی ہے۔ بخلاف یاء نسبت ہندی کہ در مؤنث بیشتر با نون بدل شود مثال بنگالی و بنگالن ۔ و بعضی جا یاء تانیث مقابل الف تذکیر باشد چوں پٹھان و پٹھانی و برہمن و برہمنی ۔ و گاہے ماقبل آں الف و نون بیفزایند چوں مغل و مغلانی و سید و سیدانی ۔ و گاہے یاء معروف از مذکر دُور کنند و الف و نون و یاء معروف برائے تانیث آرند چوں کھتری و کھترانی۔ و تاء مشدد را مخفف سازند چوں یاء سیدانی لبعد سین ۔ و نون در ڈھینی خلاف قیاس است و در ڈومنی مضائقہ ندارد و مناسب است زیراکہ مذکر آں ڈوم است ڈوما نیست کہ مؤنث ان ڈومی باشد و مُمانی مونث ماموں بر خلاف قیاس بود نظر بہ چچی و

پھپھی زیرا کہ اصل ماموں ماما بود اہل ہند الف را با واؤ مقابل عمو بدل کردند و نون غنہ از کثرتِ استعمال شہرت یافتہ۔ و مراد از ہندیاں کسانے است کہ والدین شاں مغل باشند و ایں تبدیل قدیم است در شعر امیر خسرو ہم لفظ ماموں و ممانی یافتہ شدہ۔ و حرکتِ ماقبل واؤ مجہول در عوض حرکت ماقبل واؤ معروف کہ در مذکر است دلالت نماید بر تانیثِ لفظ مانند کلو با واؤ معروف مذکر و کلو با واؤ مجہول مؤنث بود و نا مہانگیہ جزوِ ثانی آں نسا بود زیب النسا و عزت النسا و غیر آں ہمہ مخصوص بزناں باشد۔ و بعضی اسما مشترک بود مانند قطبن و مرادن و جمعیت کہ اصل آں در مذکر قطب الدین و مراد علی و جمعیت خاں و در مؤنث قطبی بیگم و بی مراد بخش و بی جمعیت باشد۔ و امیر بخش و پیر بخش و نور بخش و کریم بخش و حسن بخش و حسین بخش و مرتضی بخش و غیر آں ہمہ مشترک در مذکر و مؤنث است۔ و ترخیم آں اگر با واؤ مجہول بود دلالت کند بر تانیث چوں امیرو و بغیر واو برائے مذکر آید مثل امیر و غیر آں۔ و در مذکر و مؤنث پیر بخش الف مقابل واؤ مجہول باشد مانند پیرو و پیرا و در نور بخش قاعدۂ پیر بخش جاری ست لیکن در امیر بخش و نور بخش واؤ مونث با نون ہم مبدل شود چوں امیرن و نورن۔ و پیرن صحت ندارد و مسموع ہم نیست۔ و از کریم بخش کریمو و کریمن بیشتر شنیدہ می شود۔ و از امام بخش امامو با واؤ مجہول بیشتر و امامن کم۔ و از حسن بخش در مذکر حسنو با واؤ معروف مشہور و حسنو با واؤ مجہول در مؤنث نا شنیدہ۔ و از حسین بخش حسینی با یاء معروف مشترک در مذکر و مؤنث۔ و از مرتضی بخش ترخیم بخاطر نیست۔ و ایں اسما مخصوص بزنان کسبی باشد نہ نام زنانِ شرفا۔ و کنیز و کنیزانِ شاں کہ صنوبر و یاسمن و گل اندام و رائے بیل و موگرا و چنبیلی و سیوتی و موتیا و نرگس و سوسن و ہمیشہ بہار و صبح دولت باشد۔ لقب سوائے نام معتبر نیست مثل کلو و چھبیا و بنو و ننھی و غیر آں زیرا کہ زنانِ شرفا و کسبی ہر دو دختران خود را

باین لقب خوانند و در فرقۂ نجبا قاعدہ نیست کہ دختران خود را موسوم بظہور النسا و نور النسا سازند و آنہا را بظہورن و نورن شہرت دہند۔

ذکر مونثات سماعی

واضح باد کہ مصنف مؤنثات سماعی را بے ترتیب و پراگندہ مثل بیان خودش در کتاب نوشتہ بود چوں ایں بحث در اُردو نہایت محتاج الیہ است لہذا آنرا بترتیبِ حروفِ تہجی مرتب نمودہ طبع نمودہ شد تا استخراجِ الفاظ آساں باشد و معانی بعضی الفاظ ہم نوشتہ شد

قال المصنف و مؤنثِ سماعی بایاء معروف در آخر باشد و ایں کلیہ است کہ ہرچہ آخر آں یا معروف یافتہ شود مؤنثِ ابدی است۔ سوائے نسبتی یا بمعنی فاعل مثل پنجابی و پوربی و ساتھی و روگی و بھوگی و جوگی و مالی کہ بمعنی رفاقت کنندہ و صاحبِ مرض و خورندہ و صاحبِ یاضت در مذہبِ ہنود و باغ پیرا باشد۔ یا جزوِ علم حیوان مذکر مانند ہاتھی، بمعنی فیل بایا در آخر کلمہ کہ لقب آدمی مثل چودھری یا صفت چیزے مثل بھاری باشد چوں صفت تابع موصوفِ خود باشد با مذکر مذکر و با مؤنث مؤنث استعمال بیاید مانند خالی و بھاری بمعنی گراں چنانچہ یہ پتھر بہت بھاری تھا اور یہ گٹھری بہت بھاری تھی گویند۔ مثال الفاظ مؤنث کہ آخر آنہا یاء معروف باشد چوں مولی و بتی و مسی و تُرئی و کندوری و بوٹی و چوکی و اساوری و ساڑی و پوری و انگلی و چھلنی و چنگاری و جالی و بالی و نالی و علی ہذا القیاس۔ و دہی در پنجاب و پورب مؤنث و در اُردو مشترک در مؤنث و مذکر و تانیث موتی بمعنی گوہر قیاسی و تذکیر آں بحسب شہرت شاذ است و پانی مثل آں و گھی بمعنی روغن در اصل گھیو بودہ است دیگر مؤنثات سماعی سوائے ایں بسیار باشد مثل

حرف الف

آب و تاب - آبرو - آتش - آتشک - آخور - آرزو - آس - آستین - آفت - آگ - آمد - آمد آمد - آمد و رفت - آنچ - آنکھ - آواز - آیت بخلاف آیہ - ابتدا - اجل - اجوائن - اچکن - اُچھل کود - ادا - ازدحام - ازار - اساس - اسبک چیزے کہ بر پشت زین از چرم جہت داشتن پارچہ وغیرہ سازند این لفظ مشترک است در مذکر و مونث - اطلاع - اطلس از روے تحقیق - افیون کہ آنرا افیم گویند و افیم نیز - الخالق - اکڑ - اکسیر - انبوہ - انتہا - انشا - انگشتری - انگیٹ بمعنے حجامت - انگوٹھی - انگیا - اوجھل - اوس -

حرف با

بات - باد فرنگ - بادیان - بال گندم وجو - کودوں کہ قسمے است از غلہ - باگ - بانگ - بانک - بانھ - باو بمعنی ہوا - باہ - بجر بمعنی کشتیہا لیکن این لفظ اُردوے قدیم نباشد اہل دہلی در پورب استعمال کنند - بخشش - بد، کہ مرضے است مشہور - بدھیا، کہ گاوِ آختہ باشد - برف - برق - بڑھیا - بساط - بسم اللہ - بغل - بکل - بلا - بنات کہ در اُردو بانات را گویند - بندش - بندوق - بنیاد - بو - بوباس - بود و باش - بوجھ - بوند - بہار - بھاگڑ - بھڑک - بھنک، کہ آوازِ خفیف را گویند - بھنگ - بھوکھ - بھول چوک - بھوں - بھیڑ، بمعنی انبوہ - بھیر، بمعنے ہمراہیانِ فوج - بیت بمعنی فرد شعر - بیٹھک، کہ قسمے است از ورزش و نیز بمعنی آنچہ زنان بتبعیتِ اوہام زنے راکہ بر سرش شیخ سدّو یا دیگرے از برادرانش می آیند نشانیدہ مجلسے کنند و سرودِ معیّن روبروے او بسرایند داو سرِ خود را جنبش دہد کہ آنرا کھیلنا گویند و این مجلس را بیٹھک نامند -

حرف باے فارسی

پاپوش - پازیب - پاکھر بمعنی زرہ اسپ - پاکی طینت - پال، قسمی است از خیمہ خورد

مشترک در مذکر و مؤنث - وبخت - وبخت و پز - پشواز - پکار - پکڑ - پکھاوج - پلٹن
این لفظ اُردوے قدیم نیست - اہل دہلی در پورب استعمال کنند - پلک - پَوَن
بفتحتین بمعنی ہوا - پونچھ - پھبن - پھکڑ - پھوٹ، بمعنی نفاق و عداوت و قسم خربوزہ
نیز - پیاز - پیاس - پیپ باثالث نیز بلہ فارسی بمعنی ریم - پیٹھ بایاء معروف بمعنی پشت
پیٹھ بایاء مجہول بمعنی بازار قریہ - پیچا قسمے از بوم و از زبانِ زنان مصطلح بمعنے بلا -
پیزار - پیشانی - پیش قبض ہم اکثر - پیک پان - پینس - پینک - پیچش -

حرف تا

تاب بمعنی طاقت و ہم بمعنی آبداری - تاک بمعنی دیدن - تاکید - تانت - تپ - تپ
دق - تپش - تحریر - تدبیر - ترازو - تراش - تربت - ترہ تیزک - تسخیر - تصویر -
تعدیر - تقریر - تقصیر - تکرار - تکل - تگ و دَو - تلوار - تمنا - تمیز - تنبیہ - تواضع - توپ -
توجہ - تھاپ کہ بمعنی قرع بر طبل است - تھاہ بمعنی پایانِ آب - تہنیت

حرف تاء ہندی

ٹکر - ٹوم - ٹھلیا - ٹھوکر - ٹمیں - ٹیپ مہاجناں - ٹیپ آواز -

حرف جیم

جامن - جاگیر - جان در اُردو مؤنث و ریختہ گویاں مذکر بستہ اند - جائداد - جبیں -
جدول - جڑ بمعنے بیخ - جست و خیز - جستجو - جگت - جگمگاہٹ - جِلا - جلد - جمنا -
جمیرات - جنس - جوت بمعنی شعاع - جوار - جوارش - جھاڑو - جھالر - جھانجھ - جھپک
جھل، بمعنی رشک زناں باہم - جھلک - جھول - جیب -

حرف جیم فارسی

چادر - چارہ سازی - چال - چاہ - چالے - چپت، بمعنی دھول - چپکن - چتون
چٹ بمعنی زخم آتشک و داغ - چڑ، بالکسر بمعنی موجب نفرت - چڑیل - چق - چل

بمعنی خواہش زن - چلم - چلمن - چمکاہٹ - چنگ، قسمی از پتنگ اگرچہ نزد بعضی مذکر نیز بود - لیکن فصیحاں مؤنث گویند - چوپڑ - چوٹ - چونچ - چوک بمعنی قصور - چھٹ چھاچھ - چھانو - چھب - چھت - چھکر - چھل بمعنی مزاح - چھوت بمعنی نجاست چھوٹ - چھینٹ بمعنی قطرہ و قسم پارچہ نیز - چیز - چیستاں -

حرف حا

حکمت - حمائل - حنا - حیا - حیات -

حرف خا

خاتم - خارش - خاک - خاکستر - خبر - خداترسی - خراش - خرد - خزاں - خطا - خلخال - خلق - خندق - خواہش - خیر، کہ عربی است -

حرف دال

داڑھ - دانست - درز - دریافت - دستار - دستک - دعا - دکان - دم بالفتح بمعنی فریب - دُم - دنیا - دوا - دواء المسک - دوات - دوبھر - دوخت - دون - باعلانِ نون در صدائے سرود - دھپ - دھج - دھرم بمعنی تضعیف دھکا پیل - دہلیز - دھوپ - دَھول بالفتحہ - دُھول بالضم بمعنی خاک - دھوم دید - دیر - دیوار -

حرف دالِ ہندی

ڈاب بمعنی کمربند برکمربند - ڈاٹ بمعنی بند شیشہ - ڈاک بمعنی چپار - ڈبیا - ڈاڑھ، بمعنی گریہ باواز بلند - ڈگ بمعنی قدم - ڈھاک بمعنی رعب وہم بمعنی شور و غل - ڈھال - ڈھیل - ڈینگ بمعنی لاف و ایں لفظ جدید و زبان عوام اُردو باشد -

حرفِ را

راب، تنکر خام - رات - راس بمعنی عنانِ اسپ - راکھ - رال، بمعنی لفظ د

آبِ دہن ہردو۔ راہ۔ رائی۔ رچ بمعنی خواہش۔ رسوت، دوائیست۔ رشوت۔ رغبت۔ رفتار۔ رقم۔ رکاب۔ رنگت۔ رونق۔ ریاست۔ ریل پیل۔

حرف زا

زبان۔ زرریزی۔ زرہ۔ زکوٰۃ۔ زلف۔ زمین۔ زنجبیل۔ زنجیر۔ زندگی۔ زیر بریاں قسمی از پولاد۔

حرف سین

ساگون۔ ساکھ بمعنی اعتبار۔ سالگرہ۔ ساہنین۔ سب۔ سبیل بمعنی طریقہ و ھسم خورانیدن آب در محرّم فی سبیل اللہ۔ سپر۔ سج۔ سجاوٹ۔ سُدھ بالضم بمعنے ہوش۔ سرسوں۔ سرنگ۔ سطر۔ سفیل کہ در اصل فصیل است۔ سکت بمعنی طاقت سکوڑ۔ سلونو۔ سمت۔ سحنک۔ سنجاف۔ سنگت۔ سوجن۔ سوجھ۔ سورت قرآن بخلاف سورہ۔ سوزش۔ سوسن۔ سوگند۔ سوں بمعنی قسم با واوِ معروف و نونِ غنہ سونٹھ۔ سونڈ بمعنی خرطوم۔ سونف۔ سیدھ بمعنی راستیِ خط۔ سیف۔ سیم بخلاف تخم سیم

حرف شین

شاخ بمعنی ڈالی۔ شام۔ شاہ نواز خانی، قسمی از لباس۔ شب۔ شبنم۔ قسم ململ و بمعنی لغوی شبیہ بمعنی تصویر۔ شراب۔ شرح۔ شرط۔ شرم۔ شطرنج۔ شعاع۔ شفا۔ شکر۔ شلاک۔ شمشیر۔ شمع۔ شناخت۔ شہرت۔ شیر برنج۔ شیرمال۔

حرف صاد

صبا۔ صبح۔ صفت۔ صفا۔ صلح۔

حرف ضاد

ضریح۔

حرف طا

طرف - طرز - طرزِ بیان بمعنی مصطلح -

حرف ظاء

ظہورِ برکات بمعنی مصطلح در حروف تہجی -

حرف عین

عادت - عطا - عقل - عید -

حرف غین

غذا - غزل - غلام گردش - غلیل - غود -

حرف فا

فتوت - فرد، بمعنی شعرِ واحد - فکر - فوج - فہمید

حرف قاف

قبا - قبر - قبلہ نما - قتل عام، مشہور ہمین است لیکن شعرائے ریختہ آنرا مذکر نیز بستہ اند -
قدرت - قدغن - قطع پارچہ - قِسم بالکسر - قسم بفتحتین - قلم تراش - قنات - قندیل -
قوت - قوم - قیمت -

حرف کاف

کان بمعنی معدن - کاوش - کپٹ بمعنی نفاق کہ لفظ قلیل الاستعمال در اُردو است
کتاب - کجاں - کربلا کہ تعزیہ ہا دراں دفن کنند - وکڑ کہ کبوتراں خورند - کساوٹ -
کسوت - کشمش - کفش - کمر - کمرکھ - کمک - کوچ باواو معروف بمعنی میاں -
کور کہ گرد عماری فیل و دیگر چیزہا دوزند - کوک باواو معروف - کوکھ، باواو مجہول -
کونبھل - کھپریل - کھجلی - کھر در آواز با کاف مکسور باہائے مخلوط شدہ و را - کھڑاؤں -
کھلاوٹ - کھیر - کیل بمعنی میخ کوچک آہنی - کیچڑ - کیمیا -

حرف کاف فارسی

گاجر - گات بمعنی سینۂ زنان - گانٹھ - گت - گجگاہِ فیل - گڈھیا بمعنی حقیر تالاب - گرد - گردن - گرہ - گڑگڑی - گزک - گفتگو - گفتار - گندھک - گوٹ - گود - گودی گور - گوگرد - گولک باگاف و واو مجہول ولام مفتوح وکاف - گھاس - گھٹا بمعنی ابر - گیند بمعنی گوے -

حرف لام

لاکھ - لاگ - لیگ - لت بمعنی عادت - لٹ بمعنی قدرے از موے سر غیر بافتہ - لٹیا - لڑ - لعن - لوٹ - لوٹ مار - لوح - لہر - لید - لیزم -

حرف میم

مال، چرخہ - مانگ - مبارک باد - مثل - مجلس - مچھا ہٹ - محرم کہ پارچۂ از انگیا باشد - محبت - محنت - مخمل - مدح - مد - مدد - مرقد (مشترک) مرگ - مری بمعنی وبا - مزار مشترک در مذکر و مؤنث - مسجد - مسرت - مسطر - مشق - مشک بالضم - مشک بالفتح بمعنی مشکیزہ - مصری - مصیبت - معاش - معجون - مقراض - مکو - ملاک - ململ - منڈیر - منزل - منقی - مہندی بالکسر - موج - موچ - موچھ - مورچھاں (در معنیاں) موت مہار - مہر بالکسر بمعنی محبت - مہر بالضم بمعنی خاتم - مہنال - میخ - میل بالفتح بمعنے چرک - مینا - مینڈ -

حرف نون

ناف - ناک - ناؤ - نبات - نبض - نتھ - نذر - نمرخ - نرد - نرگس - نشست - نشست و برخاست - نصیحت - نظر - نقب - نمک - نگاہ - نمش - نوبت - نوش دارو - نوک - نہایت - نہر - نیاز - نیت - نیم - نیند -

حرف واؤ

وبا - ورزش - وضع - وعظ مشترک در مؤنث و مذکر - وفا - وفات -

حرف ہا

ہانک - ہجوم - ہڑ - ہلچاں - ہلچل - ہمت - ہوا - ہوس - ہیکل -

حرف یا

یاد - یاس - یال - یخ -

وورائے ایں موثنات سماعی قاعدۂ کلیہ است کہ ہرچہ آخرآں یا باشد باقتضائے آنچہ مذکور شد چنانکہ گذشت مونثِ ابدی است - وہم چنیں ہر لفظ کہ آخرآں تائ ہندی یا تا یا کاف باشد یا شین ماقبل مکسور یا مفتوح بود بشرطیکہ ایں جملہ الفاظ بمعنی حاصل بالمصدر باشند مؤنث استعمال یابند - وہمچنیں جمع القاب جانورانِ مادہ سوائے باز و باشہ و تلکرہ وغیرآں دیگر جانوران شکاری کہ باوصف بودن مادہ مذکر استعمال شوند - وہم بخلاف بدھیا کہ گاو نر است و مونث استعمال یابد - وہمچنیں جمع مصادر عربیہ کہ آخرآں تا باشد وہمہ مصادر کہ از باب تفعیل اند در ہندی ہمیشہ مؤنث مستعمل شوند - تمام شد بحث مؤنث سماعی -

آمدم بر بیان مؤنث تقدیری - مؤنث تقدیری آں بود کہ تانیث آن سماعی نباشد بلکہ دراں تقدیر تانیث کنند مثل دار وارض در عربی کہ تصغیر شاں دویرہ و اریضہ می آید اصل شاں دارہ وارضہ تقدیر کردہ اند - ہم چنیں در ہند خاص یعنے در شاہ جہان آباد تانیث بعضی الفاظ موقوف بر تقدیر الفاظ مترادفہ و مناسبۃ الحروف باآں الفاظ است مانند آنکھ بتقدیر اینکہ اصلش انکھڑی مادہ است یا کھال کہ اصل آں کھلڑی باشد، وورائے سماعت تصغیر ہم در ہندی دلالت بر تانیث نماید - وعلامت تانیث وتصغیر رائے ہندی ویائے معروف بعد لفظ مذکر مثل پلنگ و پلنگڑی و لعل و لعلڑی و بقلت الف ہم بہ تغیر حرکات وحروف چنیں بود مثل جھبیا وگڑیا و ٹھلیا - چوں صیغۂ تصغیر در ہندی مذکر را مؤنث می گرداند وبرائے آن مذکر رائے ہندی یافتہ نمی شود

الا در ڈو ھ و ڈ و مرا بخلاف عربی کہ آنجا برائے مذکر و مؤنث ہر دو می آید ذکر آن در صرفِ اُردو مناسب ندانستم۔ والفاظ مشترک مانند پیکان و جان و بال و وعظ و دہی و اسپک و قرآن و سخن و قلم و اوج و بجر بمعنی کشتیہا و گیہوں نیز بسیار است۔ و تحقیقش بریں نمط کہ پیکاں را مؤنث بقیاس بحال گفتن زبان عوام اُردو است و فصحا پیوستہ مذکر خوانند و وعظ را بیشتر فصیحاں مؤنث و چند نفر مذکر گویند۔ و دہی در پنجاب و پورب مونث و در شاہجہاں آباد اکثر مذکر و کمتر مؤنث است۔ و اسپک ہم مثل بال غالب التذکیر بود۔ و قرآن ہم چنیں فرقہ بقیاس حمائل مونث دانند و سخن نزد فصیحاں مذکر و نظر بمعنی بات نزد بعضی مؤنث۔ و قلم بقلت مونث و بکثرت مذکر گفتہ میشود۔ و ہم چنیں حال اوج و بجر کہ مستعمل اہل دہلی در پورب است در اصل لفظ اُردو نیست بعضی مؤنث و بعضی مذکر گویند۔ و گیہوں از بقالاں مونث بیشتر و مذکر کمتر و از فصیحاں مذکر مسموع است۔ و تانیثے سوائے ایں تانیثہا باشد کہ آنرا معنوی گویند یعنی مذکرے مقابل آن نہ بود۔

و فاعل را اقسام بود یا اصل باشد و اصالت سوائے اسم جامد در چیز دیگر یافتہ نمی شود مانند زید آیا و جملہ فعلیہ بآں تمام شود۔ یا غیر اصل و آں اسم فاعل و صفت مشبہ و مبالغہ و اسم مفعول باشد مثال آن پارسال مرنے والا ابھی کیا خوب ساوری گایا ہے یعنی فلاں مغنی کہ شما مردم میدانید و امسال قضا کردہ است سال گذشتہ چہ خوب اساوری خواندہ بود۔ ایں مثال مثال اسم فاعل بود و مثال صفت مشبہ ہمارا مارا ہوا ہم سے پھر کیا مقابلہ کرتا ہے یعنی فلاں کس کہ اورا بارہا زدہ ایم باز خواہد کہ با ما در افتد۔ یا بھگوڑا آیا ہے یا بھگو آیا ہے یعنی شخص کہ عادت او گریز است و شما از حال او خبر دارید آمدہ است۔ ہم چنیں ہنسوڑ بمعنی صاحب خندہ و روو بمعنی گریہ کنندہ و دبیل بمعنی تابع و قزاق بمعنی کسیکہ او را ہر کس کہ خواہد میزند و گا یک بمعنی

سرود کننده و چکریا بمعنی چاکری پیشه و لڑاک بمعنی جنگ کننده و مچکر بمعنی گردش کننده
این صیغه اسم فاعل نمی تواند شد زیراکه بروزن اسم فاعل باب تفعیل بکسر کاف می آید
ومشہور بفتح کاف است و بمعنی مفعول دراں گنجائش ندارد و اگر بایں معنی ہم درست آید
باز ہم قیاس ہندی بر عربی چہ ضرور۔ و کھلاڑ و کھلنڈرا ہردو بمعنی بازی کننده
و نکیلا و رسیلا و رنگیلا و سجیلا و ہٹیلا و روہن و مرجیوڑا و جھلا و اچکا و غیرآن بیان
نکردن ایں صیغہا درصرف از سبب عدم جریان ہر صیغه در لفظ دیگر است که در ہر لفظ
جاری نمیتواں کرد و درصرفِ بیان قاعدۂ کلی مدنظر می باشد۔ مثل مرنے والا که
صیغۂ اسم فاعل است و در ہر لفظ جاری می تواں کرد مانند کہنے والا جانے والا و
آنے والا و اُٹھنے والا و بیٹھنے والا و رونے والا و ہنسنے والا۔ بخلاف صیغہائے
مذکوره ظاہر است که بر قیاس بھگوڑا و بھگو که بمعنی بھاگنے والا باشد ہنسو و ہنسوڑا
و پوچھو و پچھوڑا بمعنی خندنده و پرسنده صحت ندارد۔ و بھگیل و ہنسیل و پچھیل بقیاسِ
دبیل بمعنی بھاگنے والا و ہنسنے والا و پوچھنے والا درست نیاید۔ و بھاگک و ہنسک
و پوچھک و دبک بقیاس گاہک صحیح نباشد۔ ہم چنیں حال دیگر الفاظ۔ مثال مفعول
ماری گئی آج لڑتی ہے درینجا فاعل بالاصالت ہماں اسم است زیراکه بھگوڑا
آیا ہے بایں معنی است که زید که شیوه اش گریختن است آمده است و "مرنے والا ابھی
پارسال کیا خوب اساوری گایا ہے" خبر میدہد ازینکه عمرو نام مطربے که امسال
سفر از دنیا کرده است در سال گزشته اساوری را چه خوب خوانده بود۔ و معنی
"ماری گئی آج لڑتی ہے" این است که کنیزے که پیش ازیں او را زده ایم
امروز می جنگد۔
و اسم مصدر و حاصل بالمصدر ہم داخل اسم جامد باشد، ازیں جہت که مشتق آنست
که از مصدرے بیروں آید و مصدر از مصدرے نمی آید و اوزان مزید فیه که از ثلاثی مجرد

ہم میرسد مخصوص بعربی است - مثال مصدر و حاصل بالمصدر گانا تمام ہوا اور مری پڑی
ہے۔ بالجملہ فعل فاعل یا لازم بود یا متعدی، لازم آنکہ مفعول رانخواہد ہمیں ذکر فاعل
بآں کافی است، چوں زید آیا اور زید گیا اور زید اٹھا اور زید بیٹھا اور زید مُوا اور خوب ہُوا
اور عمرو بولا اور بکر چونکا اور خالد بھاگا اور مینھ برسا اور فوج پہنچی اور تلوار ٹوٹی اور
کھپریل گری اور کنجڑن ہنسی اور کنجڑ ا رویا اور کپڑا پھٹا اور خربوزہ کٹا اور سیاہی کاغذ
سے پھوٹی اور کیاری بنی اور کونپل نکلی اور کاغذ بِکا اور کلی کھلی اور موم پگھلا - و
متعدی آنکہ مفعول رانیز خواہد و علامتِ آں بعد فاعل نون و یاءِ مجہول بود و نزدِ بعضی
نون و یا و نونِ غنہ باشد لیکن بغیر نونِ آخر بہتر است مانند زید نے مارا عمرو کو اور بکر نے
کاٹا خربوزہ کو اور عمرو نے بیچا کاغذ کو اور توڑا اور پھاڑا اور چیرا اور ٹیکا اور پچھاڑا
اور رکھا اور دیکھا اور کھایا اور چکھا اور پڑھا اور لکھا اور اُکھاڑا اور بویا اور پھینکا اور
جھاڑا اور چھانا اور پکایا اور پکارا اور ملایا اور بُلایا ہمہ افعال متعدی است - مارا زید
عمرو کو غلط، مارا زید نے عمرو کو صحیح باشد - توڑا زید ہانڈی کو غلط و توڑا زید نے ہانڈی کو
صحت دارد - اور ہم کہا اور تم کہا اور ہم کیا اور تم کیا اور ہم دیا اور تم دیا غلط اور
ہم نے کہا اور تم نے کہا اور ہم نے دیا اور تم نے دیا اصل اُردو - و در افعالِ لازم
نے غلط باشد زید آیا صحیح زید نے آیا غلط و زید مُوا صحیح و زید نے مُوا غلط اور میں کہا
بجاے میں نے کہا زبان بعضی نا فصیحان اُردو است از قبیل پیرانِ کہن سال کہ
باشندگانِ شہرِ قدیم ہستند - و نے کہ دلالت بر فعل متعدی کند مخصوص بصیغہٗ ماضی
ور جمیع افعال الا در لایا کہ بظاہر متعدی بود و در اصل لازم باشد مانند لایا زید عمرو کو
گویند کہ اصلش لے آیا زید عمرو کو باشد و در بولنا خلاف قیاس است - و صیغہٗ حال
و مستقبل لازم و متعدی بہ یک صورت آید مثل زید جاتا ہے یا آتا ہے لازم اور زید
توڑتا ہے اور زید چھانتا ہے متعدی اور زید جاوے گا اور عمرو آوے گا لازم اور

زید پکاوے گا اور زید کہے گا متعدی۔

وچیز یست شبیہ بفاعل کہ آنرا مبتدا گویند و شبیہ بفعل و آنرا تعبیر بخبر کنند و مبتدا اکثر معرفہ باشد و خبر بیشتر نکرہ و معرفہ چیز معین را گویند مانند زید و عمرو۔ و نکرہ غیر معین را مانند آدمی و غیر آں مثال آں زید ہنسوڑ ہے زید مبتدا ہنسوڑ ہے خبر صحیح باشد۔ و آدمی ہنسوڑ ہے صحیح نبود چراکہ در آدمی معلوم نشد کہ کدام آدمی ہنسوڑ است جاے سوال باقی ماند و کلام تمام نشد۔ و در مبتدا و خبر مانند فعل و فاعل تمام شدن سخن شرط است ونیز باید دانست کہ خبر اکثر از مشتقات می باشد و کمتر از غیر مشتقات مانند علیؓ امام ماست وآدم پدر ماست درینجا اختیار بدست گوینده است ہر کدام را کہ خواہد مبتدا سازد و اگر امامِ ما علیؓ است گویند امام ما مبتدا شود و علی است خبر و ہم چنیں در پدرِ ما آدم است پدرِ ما مبتدا و آدم است خبر۔ و در ہندی امام ہمارا علیؓ ہے اور باپ ہمارا آدم ہے۔ و ناچار و بمقدور و بےکس و بے ساماں و بے حیا و بے غیرت و نا آشنا ہم در کلم مشتقات است زیراکہ معنی ناچار مجبور و بمقدور نادار بمعنی نادارنده و معنی بیکس کس ندارنده و نا آشنا ناشناسنده باشد و معنی بے ساماں ساماں ندارنده و ہم چنیں بیحیا حیا نادارنده و بے غیرت غیرت نادارنده۔ و نکرہ ہم ہرگاه موصوف شود یا مخصص معرفہ می شود مثل غلام نماز گزار بہ از مولاے بے نماز است۔ در ہندی نماز گزار غلام بے نماز میاں سے بہتر ہے۔ غلام موصوف و نماز گزار صفتِ آں۔ یا کوئی شخص تجھ سے بہتر نہیں کوئی شخص عام بود لفظ نہیں آنرا مخصص کرد یعنی ہر کہ در دنیا است از تو بہتر نیست و معرفہ بر چند نوع است یکے علم مانند زید و عمرو و مثل آں۔ دیگر ضمیر مانند میں اور ہم اور تو اور تم اور وہ۔ میں مجبور ہوں، میں مبتدا مجبور ہوں خبر و ہم چنیں تو مجبور ہے اور وہ مجبور ہے۔ دیگر مبہمات و آں دو قسم است۔ اسماء اشارة مانند یہ بہت قابل ہے یہ مبتدا است قابل خبر ہے و موصولات مثل جو اور جو کوئی اور جو نسا او

جو کچھ مثال آں جو ہمارا یارا ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کوئی ہمارا یارا ہے وہ سب سے بہتر ہے یا جونسا ہمارا یارا ہے وہ سب سے اچھا ہے یا جو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ وبعضی بجاے جو کچھ سو کچھ گویند وایں زبان کسانے باشد کہ در چپل سالگی ہم جو یاے شفقت مادری از انا جان باشند مثال آں سو کچھ تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ سو تم کہو مبتدا وہی ٹھیک ہے خبر۔ وبجاے وہی سوئی و سو ہی نیز آید و بجاے جو کچھ جو ہم آید وصاحبان سو کچھ اینجا ہم سو گویند۔ مثال سو تم کہو وہی ٹھیک ہے۔ وہمیں صاحبان جونسا را کونسا وجہاں را کہاں وجب را کب گویند۔ مثال آں کونسا ہمارا یارا ہی وہی سب سے اچھا ہے بجاے جونسا ہمارا یارا ہے وہی سب سے اچھا ہے۔ مثال دیگر کب تم کہو تب ہم چلیں۔ مثال دیگر کہاں شرف جہاں کی مسجد ہو وہیں ہماری حویلی ہی یعنی جہاں شرف جہاں کی مسجد ہو وہیں ہماری حویلی ہو۔ جیسا را نیز کیسا گویند مثال آں، بڑے بیل کو ایسا اُٹھا لیتے ہیں کیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑکے اُٹھا لیتا ہو۔ یعنی جیسے کوئی چوہے کی دُم پکڑ کے اُٹھا لیتا ہے۔ دیگر منادی مثل او بھائی او جانے والے یا بھا ہوت یا جانے والے ہوت۔ دیگر ہر چہ اضافت آں بایگی از ینہا کردہ آید مانند غلام زید بہ از غلام عمرو است یا غلام من بہ از غلامِ تست بزبانِ اُردو زید کا غلام عمرو کے غلام سے بہتر ہے یا میرا غلام تیرے غلام سے بہتر ہے یا اس شخص کا بیٹا زید کے باپ سے بہتر ہے یا جو ہمارا یارا ہے اُس کا غلام بھی سب سے بہتر ہے۔ وبجاے جو جو کوئی ہم آید اور جو کچھ تم نے فرمایا اُسکا لطف اور ہی کچھ ہے۔ وجو ہم بجاے جو کچھ آرند۔ اینجا بحث فاعل و مبتدا و خبر بانجام رسید اکنوں شروع کنیم بحث مفعول را و اقسامش در اُردو زیادہ از سہ نباشد مفعول مطلق و مفعول بہ ومفعول لہ۔ اما مفعول بہ آنست کہ فعل بر و واقع شود و علامت مفعول بہ کاف وواو مجہول بود بعد ازاں ذکر کردہ آید مانند زید نے عمرو کو مارا و نے علامت نیز۔ مثل زید نے پہلوان کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو کو مارا۔ لیکن حذف علامت

در یکی از دو مفعول در فعلی کہ دو مفعول خواہد فصیح باشد بہ نسبت حذف آں بعد از
مفعول واحد مثل زید نے گھوڑا دیا عمرو کو بہ از انست کہ گفتہ آید زید نے پہلوان
کشتی میں پچھاڑا یا زید نے عمرو مارا۔ واما مفعول مطلق آنست کہ بعد ہر فعل مصدر
آں ذکر کردہ آید وآں بر چند قسم بود یکے آنکہ مصدر ہماں فعل کہ مذکور شدہ باید دیگر
مترادف مصدر آں مصدرے دیگر آید۔ دیگر آنکہ مضاف بسوے چیزے باشد تشبیہاً
یعنی از روے تشبیہ۔ دیگر آنکہ دال بود بر تعدد فعل۔ دیگر آمدن مصدر بمعنی مامور
ساختن کسی بفعلے کہ ازاں مصدر بیروں آید مانند "گانا گایا" بے علامت مفعول بہ اور
"گانے کو گایا" با علامت مفعول بہ۔ مثال اول بولنا بکی اور بولنے کو بکی مثال
دوم۔ لیکن شاذ و نادر فصحا بکنا بکے اور بولنا بولی میگویند۔ اور آج میں بھی
قاری صاحب کا بیٹھنا بیٹھا مثال سوم۔ و دریں جا حذف علامت مفعول بہتر است
قاری صاحب کے بیٹھنے کو بیٹھا پسندیدہ نباشد۔ اور بیٹھا میں دو بیٹھک یا تین
بیٹھک حاصل بالمصدر ہم در کلم مصدر است یعنی بیٹھک بمعنی بیٹھنا دریں مقام دارد و
رواج دارد مثال چہارم۔ اور میاں تنکر کچھ گانا یعنی میاں تنکر کچھ گانا گاؤ مثال
پنجم۔ اما مفعول بہ اگر با علامت مذکور شود فعل ماضی آں دائم مذکر آید خواہ فاعل
مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے سپیاری کو کھایا اور بی بنو نے الائچی کو
چبایا۔ واگر علامت محذوف کنند آں وقت فعل تابع مفعول بہ باشد در مفعول بہ
نظر باید کرد اگر مؤنث است فعل ماضی مونث خواہد بود واگر مذکر است مذکر خواہد بود
خواہ فاعل مذکر باشد خواہ مؤنث مثال آں زید نے پیڑا کھایا اور زید نے برفی کھائی
اور بی گنا نے لڈو کھایا اور بی گنا نے کالپی کی مصری کھائی۔ ہم چنیں رباب
بجایا اور بین بجائی اور میر منو نے پتنگ اڑایا اور تکل اڑائی اور بی فجا نے پتنگ
ہاتھ میں لیا اور تکل ہاتھ میں لی۔ واما مفعول لہ آں بود کہ دراں سبب واقع شدن

فعل بر مفعول مذکور بود مثال تیرے بھلے کو میں کہتا ہوں یعنی تیرے بھلے کے واسطے میں کہتا ہوں یعنی تو کہ مخاطب من شدۂ برائے خوبی تست ہر چہ میگویم۔ مثال دیگر میں تیرے پڑھنے کو تجھے مارتا ہوں یعنی ترا کہ مضروب خود ساختہ ام برائے خواندن تست ۔ و در بعضی جا تحریص بر فعل بود چنانکہ گزشت و در بعضی جا بترک آں حکم کردہ آید مثال تیرے بیجا پھرنے کو میں روکتا ہوں یعنی ہیچو تو از گردش بیجائے تو میکنم بہتر این است کہ دست ازاں برداری۔
و مضاف در اُردو بعد مضاف الیہ مذکور کنند و بالعکس ہم صحت دارد لیکن فصیح زبانان اول را اختیار نمودہ اند و علامت کہ در مذکر کاف و الف و در مؤنث کاف و یاء معروف است بعد مضاف الیہ باشد در ہر دو صورت مثل زید کا بیٹا یا بیٹا زید کا اور زید کی بیٹی یا بیٹی زید کی۔ مگر در ضمیر متکلم و حاضر اضافت محتاج بہ کا و کی نبود بلکہ در عوض کا و کی را اور ری یا را و یاے معروف آید مانند میرا بیٹا اور میری بیٹی اور ہمارا بیٹا اور ہماری بیٹی اور تیرا بیٹا اور تیری بیٹی اور تمھارا بیٹا اور تمھاری بیٹی۔ و میرا را مِرا بکسرۂ میم بغیر یا و ہم چنیں مری و تیرا را ترا بکسر تا فقط و ہمچنیں تری گفتن فصیح می نماید۔ و در ضمیر غائب کا و کی باید آورد مثال اسکا اور انکا اور انھوں کا بیٹا اگرچہ اُنھوں کا زبان لاہور ہست لیکن در اُردو ہم مروج است و ہم چنیں اُسکی بیٹی اور اُنکی بیٹی و اُنھوں کی ہم مثل انھوں کا در اُردو رائج لیکن زبان اُردو نیست ۔ و اُردو نبودن لفظ مراد ازاں است کہ در اُردو تراش نیافتہ باشد بکمی و بیشی حروف و جاے دیگر ہم مروج باشد۔ و بعضی الفاظ در شہر و جاے دیگر ہم مشترک باشند لیکن بہ ندرت مثل سورج و تارا و ساگ و پان وغیرآں۔ مختصر آنکہ سوائے الفاظ مشترک کہ فصیحان و غیر فصیحان شہر و باشندگان جاے دیگر استعمال نمایند ہر لفظی را کہ بد و صورت اہل شہر بہ تلفظ در آرند ازاں ہر دو لفظ لفظی کہ جاے دیگر

سوائے تعلیم مروج نباشد زبانِ اُردو است۔ و فائدۂ اضافت در معرفہ تعریف است یعنی نشان دادن چیزے بکسی مانند اینکہ غلام زید کا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے۔ در عبارت غلام زید مبتدا عمرو کے بیٹے سے بہتر ہے خبر باشد۔ و فائدۂ آں در نکرہ تخصیص است یعنی چیز عام را خاص کردن تا نزدیک بمعرفہ رسد۔ مانند اینکہ مرد کا غلام رنڈی کے غلام سے بہتر ہے مرد کا غلام مبتدا رنڈی کے غلام سے بہتر ہے خبر۔ و فرق در تعریف و تخصیص آن است کہ تعریف دلالت کند بر ذات معین مثل غلام زید کا معلوم شد زید کہ اورا ما میدانیم غلامش بہ از پسر عمرو است یعنی اورا نیز میدانیم یا زید شخصی معینی ہست غلام او از پسر شخصی کہ عمرو نام دارد بہتر است۔ و تخصیص دال بر ذات معین نمی شود مثال آں مرد کا غلام یعنی ہر مرد کا غلام دریں مقام گیرند چرا کہ دریں عبارت کہ مرد رنڈی پر ہر صورت میں غالب ہے ہر مرد و ہر رنڈی مراد است و اگر چنیں نباشد مرد کہ نکرہ است مبتدا چگونہ می تواند شد۔ و کا کہ در اضافت علامتِ مذکر است در چند جا با کاف و یاء مجہول مبدل گردد و الف مضاف نیز یاء مجہول شود و در چند مقام بخلاف کی کہ دراں تبدیل راہ نیابد با کاف و یاء معروف کہ علامت مؤنث در اضافت است یکے آنکہ بعد مضاف نے آرند۔ دیگر سے بمعنی از۔ دیگر میں بمعنی در۔ دیگر پر بمعنی بر۔ دیگر در حالت مفعول بہ شدن۔ دیگر در حالِ جمع شدن دو اضافت یعنی مضاف شدن مضاف الیہ بسوے چیزے دیگر۔ مثال اول زید کے بیٹے نے آج اپنے باپ پر تلوار کھینچی مثال ثانی زید کے بیٹے سے خدا اپنا ہی رکھے۔ مثال سیوم زید کے بیٹے میں کیا وصف ہے۔ مثال چہارم زید کے بیٹے پر کیوں بہتان باندھتی ہو۔ مثال پنجم زید کے بیٹے کو چھوڑ دو۔ مثال ششم زید کے بیٹے کے گھر میں آگ لگی ہے۔ و اضافت دو گونہ بود معنوی و لفظی۔ معنوی آں باشد کہ مضاف و مضاف الیہ خواہ بتعریف خواہ بہ تخصیص یکی گشتہ لیاقت مبتدا شدن پیدا کند چوں زید کا غلام و مرد کا غلام۔

دیگر اینکہ اضافت بعد اضافت در معنوی گنجایش پذیر است مثال زید کے ماموں کے بھتیجے کے بھانجے کے سالے کا سالا بڑا حرامزادہ ہے۔ و لفظی آنکہ مضاف و مضاف الیہ آں پیوستہ خبر باشد مانند زید صورت کا اچھا ہے اور عمرو اپنے کام کا پکّا ہے اور بکر قول کا پورا ہے اور خالد بات کا سچا ہے و ہم چنیں تلوار کا دھنی اور میداں کا مرد اور رن کا ساونت اور سبھا کا اِندر اور وقت کا کنھیا اور لاڈ کا پلا اور مُنہ کا بھونڈا۔ و در مضاف و مضاف الیہ چوں خواہند کہ دو لفظ را ایک لفظ ساختہ چیزے را بآں موسوم سازند علامتِ اضافت دور گردد و مضاف را بر مضاف الیہ مقدم سازند و علامت تانیث و تذکیر ہم از مضاف گرفتہ بمضاف الیہ دہند مانند بڑمُنھا بمعنی خوک و بڑمُنھی مادۂ آں۔ و بھنڈ قدا بمعنی مرد سبز قدم و بھنڈ قدمی بمعنی زن سبز قدم و تھوڑ جیا بمعنی شخص نامرد و تھوڑ جئی بمعنی زن نامرد اصل بڑمُنھا مُنہ کا بڑا اور بڑمُنھی در اصل منہ کی بڑی بودہ است۔ دیگر الفاظ را ہم بریں قیاس باید کرد۔ خلاصہ اینکہ اضافت یا میانۂ دو چیز شبیہ بیکدیگر واقع شود چوں گل رخسار و سنبل زلف و خورشید دولت و ستارۂ اقبال و مطلع جبیں و سرو قامت۔ و در ہندی تیرے اقبال کا ستارا چمکتا ہے یعنی اقبال تو چوں ستارہ درخشد۔ یا تیرے قد کا سرو بہت بلند ہے یعنی قدِ تو چوں سرو بلند است۔ یا درمیان دو چیز کہ یکے مادۂ دیگرے باشد مانند مٹی کا گھڑا اور لکڑی کا تخت ظاہر است کہ گل مادۂ سبو است و چوب مادۂ تخت۔ ہم چنیں چاندی کا گھڑا یا سونے کی چوکی۔ یا میانۂ مالک و مملوک مانند زید کا غلام یا عمرو کا گھوڑا یا در محتاج و محتاج الیہ مانند گھوڑے کا زین اور ہاتھی کی جھول۔ یا بالواسطہ میں کہ بمعنی در است مثال آں باغ کی سیر کی بمعنی باغ میں سیر کی۔ یا بادنیٰ علاقہ و آنرا در عربی اضافت بادنیٰ ملابست خوانند یعنی بکمتر مناسبتے مضاف ملک مضاف الیہ شود مثال ہماری دلّی تمھارے لکھنؤ سے بہتر ہے۔ یا آغا! قرگے ایران سے خواجہ

غلام نقشبند کا توران بہتر ہے - ظاہر است کہ متکلم اول در محلہ از محلہ ہاے دہلی خانہ داشتہ باشد وہم چنیں حال مخاطب در لکھنو باین کمتر مناسبتی کہ ہر دو را باین دو شہر است خودش ملک دہلی گردیدہ و مخاطب را مالک لکھنو قرار دادہ - نیز بہمیں نسبت نسبت آغا باقر با یران و نسبت خواجہ غلام نقشبند با توران خیال باید کرد - یا اضافت مقابل یاء نسبتی مانند خراسان کی تلوار بجاے شمشیر خراسانی یا حجاز کا بجاے حجازی یا دلی کا بجاے دہلوی حجاز کا بجاے حجاز کا رہنے والا و دلی کا بجاے دلی کا رہنے والا - و اضافت بطرز فارسی کہ بکسرہ مضاف باشد در دو لفظ ہندی یا یکی ہندی باشد و دیگر فارسی بزبان اُردو غلط بود مانند اوس برسات یا شبنم بھادوں یا اوسِ صبح -

در بیانِ حال

اگر کسی گوید کہ موافق قاعدہ نحو ذکر حال و مستثنیٰ و تمیز بعد مفاعیل اولیٰ بود جوابش اینست کہ در عربی ذکر آنہا در یک فصل از سبب منسوب شدن شان قرار پذیرفتہ در زبانِ اُردو کدام قاعدہ باعث بر ذکر شاں در یک مقام است - مختصر کہ حال لفظی بود دلالت کنندہ بر حالتِ فاعل یا مفعول بہ در وقتی و صاحب آں حالت ذوالحال در عربی بود در اُردو براے آں نامے مقرر نیست مثال فاعل آج زید حیران چلا جاتا تھا - یا عمرو روتا جاتا تھا یعنی زید راہ میرفت در حالتِ حیرانی یا عمرو راہ میرفت در حالتِ گریہ دریجا زید کہ فاعل است ذوالحال است و حیران حال و در جملۂ ثانیہ عمرو ذوالحال و روتا حال - مثال مفعول بہ زید کو آج میں نے روتا دیکھا یا عمرو کو آج میں نے ہنستا دیکھا زید و عمرو ہر دو مفعول بہ و ذوالحال اند و فاعل ضمیر متکلم و روتا و ہنستا حال -

در ذکر تمیز

تمیز مراد از لفظی بود کہ رفع ابہام نماید مثال لیجا چار کوڑی پو سیرا، نہ پو سیری یا لیجا آدھی کی پاؤ سیر۔ معلوم نشد کہ کدام چیز میفروشد ہنوز مبہم است تا وقتیکہ گاجریں بگوید یا شاہ مرداں کی لالڑیاں رفع ابہام می شود۔ پس فروشندہ را ضرور است کہ دو بار مبہم فروشد و یکبار تمیز را بر زبان آرد اگر دو بار لیجا کوڑی پو سیرا گوید یکبار باید کہ این ہم بگوید لیجا چار کوڑی پو سیرا شاہ مرداں کی لالڑیاں یا گاجریں ہیں آدھی کی پاؤ سیر و ہمچنیں پیسہ کے سولھاں گنڈے و نیز سولہ گنڈ ضعیف یعنی کوڑیاں۔ دیگر کوڑی کوڑی لیجا یعنی کھٹّے کی پھانکاں۔ دیگر دمڑی کے دو لیجا یعنی تربوز کے ٹکڑے۔ دیگر لیجا لب دریاؤ کی یعنی ککڑیاں لب دریاؤ کی باشباع اضافت و واؤ بعد دریا غلط و یائے لب را چناں باضافت کسرہ دہد کہ بروزن بے معلوم شود۔ دیگر کوڑی کوڑی کنگن منگن ممیز کوڑی کوڑی است۔ دیگر دھیلے دھیلے لگا دیا ہے یعنے ڈھیر اروی کا ادھیلے ادھیلے غلط دھیلے دھیلے صحیح است۔ اگرچہ شرفا نیم فلوس را ادھیلا گویند لیکن از زبان فروشندگاں ہمیں خوشنما تر است۔

ذکر مستثنیٰ

و آں متصل بود و منقطع متصل آنکہ و مستثنیٰ منہ داخل باشد و منقطع آنکہ چنیں نہ بود۔ و مستثنیٰ بمعنی جدا شدہ و از چیزے پس ہرچہ جدا شدہ باشد مستثنیٰ گفتہ شود و ہرچہ ایں را ازاں جدا سازد مستثنیٰ منہ باشد۔ مثال متصل ساری برادری کے لوگ ہمارے گھر آئے الّا مرزا حیدر علی یا مگر مرزا حیدر علی۔ و الفاظ دالّ بر استثناء سوائے الّا و مگر در اردو سوائے و غیر از و بجز و ورائے و نہیں تو باشد۔ مثال آں ساری برادری کے لوگ

ہمارے گھر آئے سوائے مرزا مُغل یا غیر از مرزا مُغل یا بجز مرزا جعفر بلاور اے مرزا عبداللہ یا نہیں تو مرزا ہادی۔ مثال منقطع ساری برادری ہمارے گھر آئی اِلّا موتی کُتا۔ ظاہر است کہ سگ داخل برادری نمی تواند شد و غرض گوینده ازاں حصر جمیع اخوان است یعنی ہر قدر کہ برادراں داشتم ہمہ آمده بودند مگر کسی کہ نیامد موتی نام سگے است کہ با من مانوس و خواص آدم ازو پیدا است تا شنوندگان دریابند کہ ایں شخص ہر گاه سگ را دریں مقام فراموش نمی کند فراموش نمودن برادری از وجہ امکان دارد۔ لفظ کسیکہ برائے ذوالعقول است برائے مراعات ذکر قوم و برادری است ہر چند دریں مقام بیجا بود۔

ذکر منادی

حروف دال بر منادی چند است اَو و اَرے و اری و ابے و اوبے و ہوت داجی و اوجی و اے و اورے و اوری یا یا معروف برائے مونث۔ بالجملہ اجی برائے معرفہ آید مثال اجی مرزا محمد علی صاحب یا اجی بی بنو۔ باقی ہمہ برائے نکره آید یا برائے معرفہ غیر معلوم۔ و معرفہ غیر معلوم عبارت از متصف بودن شخص بصفتی یا ممتاز شدن آن از دیگرے بہ نشانی قرار داده واده ایم۔ مثال نکره او بھیا او میاں ارے آدمی اری لڑکی یا اورے چھوکرے یا ابے لڑکے ہوت یا اوجی میاں یا اوبے لونڈے برائے مذکر۔ او رنڈی و اری رنڈی و اوری رنڈی و اے رنڈی و اجی بی صاحب برائے مونث۔ و در عالم تحقیر و تذلیل منادی یا وقت منادی ساختن کم قدری حروف مذکوره یا معرفہ ہم استعمال پذیرد مثل اورے بیل و اے برے بیل ورے بیل ہوت یا اوجی بی بگھو یا واو جھول یا اے چنبیلی یا اوری یاسمن برائے مؤنث۔ و ہم چنیں برائے مذکر ہم آید مثل او مٹروا۔ او را اورے کلوا اورابے

لکھو اور او بے شمشیر قلی ہوت اور او جی میاں نورا اور اے نورا اور اورے بختیار۔ مثال
معرفہ غیر معلوم او جانے والے یا او لال پگڑی والے یا اتا کے لڑکے یا لگڑیوں والے
ہوت یا اتا جی ہوت یا اجی سرخ ڈوپٹہ والے ذرا ادھر تو دیکھو۔ صیغۂ اسم فاعل در
جانے والے و دستارِ سرخ در لال پگڑی والے ہوت و ہوت ولدیت دایۂ فرزندِ
بادنجان اُتو کردہ یعنی خیار کہ در ہندی لگڑی خیار را میگویند نکرہ را بپایۂ علمیت رسانیدہ
و ہم چنیں اتا جی و دوپٹہ سرخ در ندائے مونث کار خود را کردزیرا کہ لقب و صفت و اسم
زیبا و حاصل تحقیر۔ و ترخیم ہم بمنزلہ علم می باشد البتہ شخص را از دیگر شرکاء ممتاز میگرداند مثل
میاں بھجو و میاں کلو و میاں ہٹرو و میاں فجو و میاں کمو و میاں چھبو و میاں نتھو و میاں
پھجو و میاں ممو و میاں شمو و میاں کبو و میاں گبو و میاں سلو و میاں شبن و میاں بھیکھا
و میاں چھٹو و میاں مٹھو کہ اعلام اینہا در اصل چیزے دیگر باشد و شہرت بایں القاب
کردہ باشند۔ و تخلص شعرا نیز داخل ایں نوع باشد و کمتر کساں ازیں صنف خواہند بود
کہ سوائے تخلص بنام شہرت دارند و نزد بعضی بھجو و مٹرو و چھبو و چھٹو و مٹھو داخل القاب
است باقی ہمہ بترخیم حاصل شد۔ گویند کہ اصل کلو کالے خاں یا کلب علیخاں یا میر کلاں
یا چیزِ دیگر است۔ و نزد بعضی رنگ سیاہ در صغرسن باعث شہرت شخص بایں نام شود
و اکثر بامتحاں رسیدہ کہ میر کلو و مرزا کلو و شیخ کلو و کلو خاں در اصل میر زین العابدین و
مرزا عنایت اللہ و شیخ احمد علی و شہاب الدین محمد خاں بودہ اند۔ دریں صورت ترخیم گنجایش
ندارد و یعنی لون ایشاں دال بریں لقب است۔ و ہم چنیں اصل فجو فضل علیخاں و فیض علی
و بعضی قبول نہ دارند گویند کہ گاہے اصل میر فجو میر غلام حیدر ہم ثبوت میرسد و اجب نیست کہ فجو مرخم فضل علی و
فیض علی در ہمہ جا باشد و اصل کمو کمال الدین و کرم علی و قمر الدین و نزد بعضی نام کمو
مراد علی ہم باشد و اصل نتھو نتھے خاں نشان دہند۔ و بعضے سبب
ایں لقب حلقۂ طلا را دانند کہ در بینیِ اطفال اندازند۔ و اصل سمو سلام اللہ و عبد الصمد

وصمصام قلی و سلیمان بیگ گویند و بعضی واجب نشمارند بلکہ ممولقب میرزالطف علی بیگ نزد شان مستبعد نباشد۔ واصل شمو شاہم قلی بیگ یا شمس الدین ذکر کنند۔ و بعضی میر مرتضی را میر شمو خوانند و اصل گبو با گاف گلاب خاں و اصل کبو کلب علیخاں دانند بعضی میر علیم الدین میر عتیق اللہ را گبو و کبو شمارند و اصل سلو سلام اللہ و سلیم بیگ و سلامت علی و سالم علی خوانند۔ و بعضی شیخ محمد حیات و غیر آں نشان دہند۔ و اصل شبن شہاب الدین و شب برائی ثابت نمایند و بعضی میر مظفر را میر شبن ملقب سازند۔ و اصل بھیکھا بھیکن خاں۔ و بعضی لقب قطب الدین خاں برائے درازی عمر دانند۔ و اصل حسو حسن علی و بعضی ملقب بایں لقب از جہت خندہ کردن بسیار ش در صغر سن گمان برند۔ و صاد و سین و حا و ہا را در بعضی مقام نزد اہل اردو یک حقیقت است الا ریختہ گویاں بملاحظہ قافیہ تحقیق ایں معنی منظور دارند۔ و روشن الدولہ را روشن دولا و کمال خاں را کملو و کرم علی را کرمو و کلب علی را کلبو و فضل علی را فضلو و فیض علی را فیضو و قادر بخش را قدرو گفتن ترخیم خالی از نزاع بود۔ و نان بائی و عطار و گندھی و کونجڑا و بساطی و حلوائی و حکاک و تنبولی و دھوبی و قصائی مثل اومیاں نان بائی اور او کونجڑے ہمہ داخل صفات بود۔ و گھر منہا و گدھا و اونٹ و گینڈا و ارنا دہرن و خانم صاحب و کتا و کپا و لکڑی و بڑ منہا و پکھا وج مانند او گھر منہے یا او گدھے یا او اونٹ یا او بڑ منہے ہمہ اسم ندیا بود کہ در ہندی بھبتی گویند۔ و تحقیر در مذکر بیشتر بالف و کمتر بایا حاصل آید و در مؤنث اکثر بایا داخل با الف مثل نورا و بھیکھا و چھبا و رجبی و قطبی در مذکر و رحمانی و رجبی و قطبی و سبحانی و حفیظا و پریا و مٹھیا و مدھیا و سنڈھیا و سڈھیا در مؤنث۔ بعضی تحقیر رحمانی و رجبی و قطبی و سبحانی در مؤنث قبول ندارند گویند کہ رجبی بہیچ احتمال دیگر ندارد و ہم چنیں حال دیگر الفاظ یعنی رجبی از رجب النساء گرفتہ اند مگر قطبی بہ قطب النساء تاویل می تواں کرد۔ و رحمانی را برحمن بخش

تاویل کردن تکلف است و حفیظا را در اصل حفیظہ نشان میدہند پس بہ قاعدۂ
تبدیل ہا آخر کلمہ در ہندی با الف محقر باشد۔ و پر یا تحقیر پیر بخش است و مٹھیا را
محقر مٹھو و مدھیا را محقر مادھو و منڈیا محقر منیڈ و سڈھیا را محقر سیڈھو صحیح دانند
و درین محقر ہم تحقیر بہ یا معتبر دانند و الا از گلو گلا محقر استعمال یافتے نہ گلیا و از سیڈھو سیڈھا
نہ سڈھیا۔ شاید نزد اہل تحقیق سیڈھی اصل سڈھیا باشد و منیڈی اصل منڈیا باشد
و الف برائے فصاحت در آخر آں زیادہ بر مطلوب شمار می کردہ باشند۔ و ترخیم در
در گلو بواو معروف در تذکرا از گل محمد یافتہ می شود و در لقب گلو و کلو و کلوا اعتبار
رنگ سیاہ نیکوتر است۔ و علامت منادی گاہے محذوف نیز می شود و مثل مرزا
محمد علی ادھر آؤ اور دائی خیرن بات سنو۔ و لقب و ترخیم و علم در شاہجہان آباد
مخصوص بہ ہر فرقہ باشد اما فجو و بجو و کبو۔ و میاں جان و جھبو و شبن و ابو و مجھو و لبو
و منو و مدرو و قدرو و عظمو و عصمو و نصرو و کمو و حفظو و کلو و اچھن بیشتر لقب و ترخیم
کشمیری بچہائے شہر باشد۔ لیکن اچھن و بجو و جھبو و کلو و حفظو شاید کہ نام اطفال
غیر کشمیری ہم باشد۔ و اما رلدو و جیون و سوندھا و کلو و بھاگو و جھنگا و للو و دوستی
و کرمو و رحمو و دھنو و سمو و شمو و پنو و چینو و دھنا و شکرو و سوندھی و گاماں و جھنڈو
و کبلا و صلا و لدھا و ملکو و جلو و حیا و بولا و گھما و ہینگا و بھلو و رانجھا و شیو و صوبا اکثر
لقب و ترخیم اولاد پنجابیاں باشد۔ و درین القاب و ترخیم جیون و کلو و حفظو و بولا
و جلو و گاماں و شکرو و دھنا جائے دیگر ہم است و سمو و چینو جائے دیگر نقل پنجابیاں
بود زیرا کہ سمو لقب باگڑی بچہ ہم شنیدہ می شود۔ و چھدی و منڈی و بچی و بھیکی
و قدرت و نصرت و اطہر و اظہر و برکت و مہدن و صفن و مکرما و مکا و الفت و بھگن
و جھگن لقب و ترخیم اولاد پوربیا باشد۔ و چینو و ننھو و نتھو و لکھو و گلو و کمو و فضلو و
فیضو و فخرو و الفو و عزو و حسو و حسنو و جما و خیرو و خیرا و چھبا و بندو و کلو با واو معروف

وتنو وچھنگا وجیون وشب براتی وہنگلی وعیدو ورمضو وسدو ونجو وبنو وبچو وجھمو و
پیازو ونورا وفتو لقب وترخیم فرزندان ارہ ودوال باشد۔ وفخرو وفصلو وبچو وجھبو وکھو
وجھمو۔ وفتو وچھچو وجیون مشترک اند باقی مخصوص بدہلویان۔ اگر دیگران تقلید شان کردہ فرزندان
خود را بالقاب مخصوصۂ شان ملقب سازند گریز نیست۔ اما اعلام پنجابی پسران نور محمد و
عبد الحفیظ محمد اعظم محمد حنیف عصمت اللہ نعمت اللہ فیض اللہ عبد الحق عبد الکریم محمد جمال
وگاہے پیر محمد نور العین امانت اللہ قل احمد عبد الحکیم عبد الصمد عبد الاحد عبد القادر محمد غوث
غلام محی الدین نیاز محی الدین قل محمد محمد نظر محمد مظہر عبد القدوس یونس محمد محمد افضل۔
اما اعلام پسران اہل پورب غلام قطب الدین علم الہدیٰ نور البقا نجدت ارتقا شیخ
مزمل الم ترکیف میرطہٰ شیخ یٰسین غلام فاروق کرم صفی غلام سادات عبد الجامع
عبد الواسع غلام ولایت وصف اللہ، من اللہ میر کریم قلی امانت حسین برکات اللہ
ابن علی کرم الرحمن حمید اشرف مرید اشرف شمیم اللہ صبغت اللہ واحد علی ورد علی غلامِ
مخدوم غلامِ زکریا غلام عثمان مولا بخش پیر بخش۔ ودر بعضی اسما اہل پنجاب شمول اہل
پورب وعکس آن نیز مضائقہ ندارد۔ اعلام مخصوص با اہل توران بارانی بیگ
ہانی بیگ جانی بیگ نوری بیگ تنگری قلی بیگ خواجہ خوانم قل خواجہ غلام نقشبند
منڈا بیگ نیاز خواجہ نثار خواجہ نقشبند تنگری وردی بیگ میر چاپش خواجہ فضائل
میر بلاق لالا بیگ توتا بیگ پیرا بیگ بجاق بیگ توخمش خان اتسکر بیگ تراب بیگ
ابدال بیگ میر بدل میر ساقی اغر بیگ چاغر بیگ قرا خاں۔ یک دو نام کہ ازیں
نامہا جاے دیگر در فرقۂ دیگر مسموع می شود بہ تقلید اینہا باشد یا اصل مسمیٰ ازیں جماعت
خواہد بود۔ ودریں صاحبان برادر را آکا و بزرگ را ایشان ولی را حضرت ایشان
وہمچنیں وقت گفتگو مخاطب عالیقدر را حضرت گویند وپیش از شروع ہر کلام تقصیر
زبان دارند مثل صاحبان سرنگ پٹن ومندراج۔ اعلام مخصوص با اہل ایران

جعفر قلی بیگ رضا قلی بیگ حسن قلی بیگ زین العابدین بیگ عسکری بیگ مہدی قلی بیگ عباس قلی بیگ مرزائی بیگ آغائی بیگ مرزا محسن - ازین نامہا مرزائی بیگ در تورانی بچہا ہم شنیدہ می شود ساکنان جدّی بل اکثر فرزندانِ خود را باین اسماء موسوم سازند از طرف اہل ایران اجازت است - اعلام مخصوص بہ اولاد کشمیر محمد اکبر محمد اکرم محمد ضیا محمد کاظم محمد عابد محمد باقر محمد صادق محمد جعفر محمد عسکری بخلاف محمد علی و محمد حسین و محمد حسن و محمد رضا و محمد تقی و علی نقی کہ اینہا مشترک ہستند - دیگر محمد صابر و محمد صبور و عبدالشکور و عبدالغفور اینجا بیشتر و جاے دیگر کمتر - و محمد مقیم و محمد سخی اگر در فرقۂ دیگر باشند شاذ است سوائے محمد لیث و محمد صبور - اعلام دیگر کہ اول آنہا محمد است مخصوص باہل خطہ ہستند جاے دیگر ہم رواج دارند لیکن جزو اول شان مرزا یا میر است نہ لفظ محمد مثل مرزا کاظم و مرزا جعفر و مرزا علی اکبر و آغا علی اکبر نام اہل ایران بیشتر است محمد اکبر خیر چرا کہ این نام خصوصیت بحضرت کشمیر دارد -

و چیزے است از اسم کہ تابع اسم دیگر و مذکور بعد متبوع و ماقبل خودش باشد از انجملہ یکی عَلَم متشخص بود کہ بعد اوصاف مذکور کنند پس آن اوصاف را مبدل منہ و عَلَم را بدل نامند - مثال آن آج ہمارے گھر داناؤں کا تاج سر اور فصیحوں کا سر آمد میر محمد علی آویگا - داناؤں کا تاج سر صفتِ اول اور فصیحوں کا سر آمد صفتِ دوم این ہر دو مبدل منہ باشد میر محمد علی عَلَم و بدل بود - دیگر صفت کہ ہمیشہ تابع موصوف باشد یکی افراد و جمع و دیگر تانیث و تذکیر و فاعلیت و مفعولیت و متغیر شدن بحرف مانند بُری رنڈی و بُرا مرد اور بُری رنڈیوں نے بڑی دھوم مچائی ہے اور بُرے آدمیوں نے شہر گھیر لیا ہے یا بُری رنڈیوں کو شہر سے نکال دو اور بُرے آدمیوں سے ڈریئے یا بُری رنڈیوں سے ڈریئے یا بُرے آدمی سے ڈریئے یا بُری رنڈی سے ڈریئے - و کسرۂ آخر موصوف در ہندی جائز نبود کہ آن مخصوص بزبان فارسی است چون ویں بسیار و پھول خوب - الا در آخر

لفظی کہ سوائے ہندی نامی در فارسی نداشتہ باشد چوں پھلکاری نادرو چھینٹ بوٹہ دارد و چنیں لفظ در عطف و اضافت ہم حکم فارسی دارد۔ دیگر تکرار برائے تاکید خواہ بدو لفظ خواہ بیک لفظ خواہ باسم خواہ بفعل مانند کون آیا، جواب زید زید۔ مثال دیگر زید کیا آیا، جواب آیا آیا۔ یا در حالت سرور آیا، زید آیا زید۔ وبہت سی بہت سیاں در مونث و بہت سا و بہت سے بایائے مجہول در مذکر و اکٹھے و اکٹھا در مذکر و اکٹھی و اکٹھیاں در مونث نیز حکم تکرار دارد۔ و سارا و سارے و ساری و ساریاں نیز ازیں قبیل بود۔ مثال نورن خفا ہوئی بہت سی اور امیر بخش اور ظہورن اور حسینی آج ہم سے خفا ہوئیں بہت سی و بہت سیاں نیز صحت دارد لیکن نزد بعضے فصیحاں برائے مفرد و جمع ہماں یک لفظ بہت سی باشد مانند آج ہم سے بہت سی رنڈیاں خفا ہو گئیں۔ لیکن در مذکر مفرد و جمع باہم تفاوت آید مثال آں فلانا ہم سے آج بہت سا خفا ہوا۔ اور عمرو اور زید اور بکر آج ہم سے بہت سے خفا ہوے۔ و اکٹھا و اکٹھے بایائے مجہول ہر دو برائے مذکر مجموع درست است لیکن بایائے مجہول افصح باشد و اکٹھی بایائے معروف برائے مؤنث مجموع و اکٹھیاں نیز لیکن اول فصیح تر بود مثال کئی مرد اکٹھے ہوے فصیح باشد اور کئی مرد اکٹھا ہوے صحیح غیر فصیح۔ اور کئی رنڈیاں اکٹھی ہوئیں فصیح اور کئی رنڈیاں اکٹھیاں ہوئیں برزبان بعضی کئی رنڈیاں اکٹھا ہوئیں ہر دو غیر فصیح باشد۔ و بعضی اکٹھا و اکٹھی برائے مفرد نیز تجویز نمایند و ایں عبارت شاں مثبت ایں دعوے افتد کہ زید چوٹوں کے ساتھ اکٹھا ہوا اور ہندہ سینگی والیوں کے ساتھ اکٹھی ہوئی۔ لیکن ایں عبارتہا گفتگوے فصیحاں نباشد۔ اور زید پانی سے تر ہو گیا سارا اور عمرو تالاب میں ڈوب گیا سارا اور لوگ دریا میں ڈوب گئے سارے لیکن بیشتر دریا را دراد و دریاؤ استعمال میکنند و بغیر واو ہم از زبان بعضی صاحباں مسموع است۔ اور ہندہ پانی

سے تر ہو گئی ساری یا ہندہ دریا میں ڈوب گئی ساری یا رنڈیاں دریاؤں میں ڈوب گئیں ساری یا ساریاں لیکن اول فصیح تر است۔

دیگر عطف و علامت آں اور بر وزن جور باشد۔ و در بعضی مواقع وا و در الف غائب شود و فتحۂ الف بحال خود ماند و داخل نکردن ایں حرف در حروف اُردو از جہت عدم ثبوت اصالت است زیرا کہ استعمال در بعضی احیان معتبر نباشد بلکہ در جمیع اوقات بخلاف گھر و بھر و بندرابن و بنڈول وغیر آں کہ در جمیع احیان بدو حرف بمنزلہ یکحرف استعمال نمایند۔ مثال زید آیا اور عمرو بمعنی ہر دو آمدند و زید آیا و عمرو آیا ہم صحیح باشد و اگر فاصلے از قبیل فعل یا اسم فاعل و نظائر آں درمیان معطوف و معطوف علیہ نباشد در فعل صیغۂ جمع ضرور است مانند زید اور عمرو آئے اور نورن اور ظہورن آئیں یا آئیاں و در زید آیا اور عمرو، عمرو معطوف است و زید معطوف علیہ ایں مثال فاعل بود مثال مفعول زید اور عمرو کو دس اشرفیاں دو۔ یا زید اور عمرو کو دس اشرفیاں اور دس روپئے دو۔ زید اور عمرو مفعول اول اور دس اشرفیاں اور دس روپے مفعول ثانی۔ و در معطوف و معطوف علیہ فاعل فعل متبع معطوف باشد مثالی آن زید کے دس روپے اور پانچ اشرفیاں جاتی رہیں یا پانچ اشرفیاں اور دس روپے جاتے رہے اور پانچ رنڈیاں اور چار مرد آئے یا چار مرد اور پانچ رنڈیاں آئیں۔ مثال متعلق بحرف درینجا جمع معطوف علیہ و رائے جمع معطوف آید تین خانگیاں اور دو کسبیوں سے آج ملاقات ہوئی۔ و ایں قاعدہ در مفعول ہم جاری است مثال تین رنڈیاں اور چار مردوں کو آج زید نے اشرفیاں دیں۔ و نزد بعضی موافقت شرط است مانند تین خانگیوں اور چار کسبیوں سے آج ملاقات ہوئی لیکن عدم موافقت فصیح تر است مثال مفعول تین خانگیوں اور چار کسبیوں کو آج دیکھا و ایں از اول نیکوتر بود و در معطوف علیہ صیغۂ جمع را ذکر نکردن ہم جائز بود مانند تین خانگی چار کسبیوں سے

آج ملاقات ہوئی یا تین کسبی اور چار خانگیوں کو آج دیکھا۔ باقی قاعدۂ فاعل مذکر و مؤنث و مفعول با علامت و بے علامت برہمیں قاعدہ قیاس باید کرد۔ و در دو لفظ ہندی و یکی ہندی و دیگر فارسی واو عاطفۂ فارسی آوردن خوب نیست مثل جھاڑو و ٹوکرا یا جاروب و ٹوکرا۔

دیگر عطف بیان و آں علم شے بعد چیزے باشد کہ مثل علم بود از قبیل کنیت و غیر آں مثل ابو الحسن و ابو القاسم محمد در عربی و پدر مرزا محسن در فارسی اور مینڈو کا باپ نور خاں در ہندی۔ و فرق درمیان بدل و عطف بیان بسیار نازک است زیرا کہ ہر دو یکے معلوم می شود مثلاً میں رستم کی ناک مروڑ ڈالنے والا حسن بیگ ہوں یا میں حسن بیگ کا بیٹا محمد بیگ ہوں عطف بیان باشد۔ اور زید بھائی تیرا آیا، یا بھائی تیرا زید آیا یا تیرے بھائی زید نے عمرو کو مارا بدل بود۔ میانہ این عبارات بعد تامل باید دانست کہ تفاوت چیست۔ بالجملہ آنچہ اہل طریق بیان است بگمان راقم داعی این است کہ در عطف بیان قید علمیت واجب باشد مثل ابو الحسن علی و در بدل چنیں نباشد چرا کہ تیرا بھائی زید آیا اور زید بھائی تیرا آیا ہر دو برابر است۔ در عبارت اول زید بدل و تیرا بھائی مبدل منہ بود و در عبارت دوم زید مبدل منہ و بھائی تیرا بدل باشد۔ لیکن ایں قدر تفاوت موجب تشفی طالب نمی شود چرا کہ دریں عبارت کہ میں رستم کی ناک مروڑنے والا حسن بیگ ہوں اگر حسن بیگ را کہ عطف بیان افتادہ است بدل بگویم نیز جا دارد۔

و علامت تمیز کتنا و کتنے و کے دکھئی و عدد باشد و کتنی با یاء معروف مفرد مونث و جمع نیز کتنیاں نیز جمع آں بود۔ و کتنا بیشتر برائے سوال از بزرگی و خردی و ثقل و خفت چیز باشد مانند یہ ڈھیر کتنا ہے یا یہ ٹکڑا کتنا ہے و گاہے متضمن سوال نبود مثال تو بھی کتنا بیچیا ہے۔ و کتنے با یاء مجہول بیشتر برائے سوال از عدد باشد مانند

کتنے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے وگاہے چنیں نہ بود مثال تم لوگ بھی کتنے بے مروت ہو۔ وبا یک کس ہم درمقام تعظیم روا بود۔ وکے با کاف مفتوح ویا ہمیشہ برائے سوال بود مانند کے آدمی تمھارے ساتھ گئے تھے۔ وکئی ہمیشہ مبرّا از سوال باشد مثال آں، کئی آدمی اُن کے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں۔ ودرعدد واحد زن ومرد مساوی باشد مانند ایک رنڈی وایک مرد ودرزیادہ از آں برائے زن صیغۂ جمع درکار است وبرائے مرد صیغۂ مفرد مانند دو رنڈیاں اور دو مرد اور تین رنڈیاں اور تین مرد۔ وآنچہ بعضی گویند کہ مرد لفظ فارسی است واز جملۂ آں الفاظ است کہ مفرد وجمع آں یک حکم دارد مانند لڈو وہاتھی وانار وسیب دریں صورت فرق در مرد وزن ہماں باقی ماند، والّا باید کہ ہر لفظے کہ بمعنی زن بیاید سوائے واحد، جمع آں مذکور کنند وبمعنی مرد بخلاف آں مفرد وچنیں نیست۔ زیرا کہ مردوا ہم بمعنی مرد است ودو مردوا وتین مردوا گفتن درست نباشد بلکہ دو مردوے وتین مردوے صحت دارد۔ جواب شاں بضعف این است کہ مراد از لفظے است کہ در مرد ان فصیح مروج باشد نہ آنکہ مخصوص بہ زناں۔ پس موافق قاعدۂ کہ ذکر کردہ آمد لفظ مرداں بمعنی زن در ہندی رنڈی وعورت وکسبی وخانگی وکنچنی وڈومنی ورام جنی ونیک بخت وغیر آں باشد۔ وبمعنی مرد مرد وآدمی وشخص۔ و واؤ ونون غنہ بعد واؤ در آخر اعداد سوائے واحد برائے حصر آید مانند تینوں روپے زید کو دیے یا چاروں تربوز عمرو نے کھائے۔ ودر صدہا وہزارہا واؤ ونون دلالت بر زیادت عدد نماید مثل سیکڑوں اشرفیاں عمرو کو بخشیں اور ہزاروں روپے زید سے لیے ولاکھ کرور وزیادہ از آں نیز در حکم صد وہزار باشد۔

ومُعرب آں بود کہ آخر آں متغیر شود از جہتے مانند جمع چیزہائے بجیس وبیحرکت بشرطیکہ حرف آخر شاں الف باشد در حالت فاعلیت ومفعولیت واضافت و

و تعلق با بعضی حروف یا مفرد چیزے بجنس و حرکت در وقت فاعل مفعول و مضاف
و متعلق با حرف شدن در فعل متعدی بہماں شرط کہ جمع مذکور شد۔ و مبتدا شدن
نیز در جمع ہمیں قاعدہ را میخواہد مثل پیڑا کہ چوں جمع آں را فاعل آرند الف با
یاء مجہول مبدل شود مانند پانچ پیڑے میرے ہاتھ سے گرے۔ و اگر مفعول
آرند و علامت مفعولیت ہم ذکر کردہ شود بجائے الف مفرد واؤ و نون جمع
آید مثال آں، آج سات پیڑوں کو میں نے کھایا و بغیر علامت در مفعول
ہم ہماں یاء مجہول بجائے الف کافی است مثال اینکہ چار پیڑے آج میں نے
کھائے۔ و در اضافت و تعلق حروف ہم واؤ و نون بجائے الف صحیح باشد
والا غلط مثال پیڑوں کا مزا کچھ اور ہے اور پیڑوں سے ہرگز جلیبیاں بہتر نہیں
مثال مبتدا، و پیڑے ٹوکری میں اور ہیں یا تین پیڑے ٹوکری میں اور باقی ہیں
مثال مفرد۔ ہرگاہ آنرا فاعل فعل متعدی ساختہ نے را کہ علامت تعدیہ ست بعد
آں بلا فاصلہ آرند الف با یا مبدل گردد مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب
کیا۔ و در فعل لازم الف بحال خود ماند مثال آں، ایک پیڑا ٹوکری سے گر پڑا۔
و در حالت مفعولیت ہم یاء مجہول بجائے الف آید۔ مثال آں، ایک پیڑے کو
میں نہیں کھاتا چار پانچ ہوں تو کھاؤں۔ و اگر علامت مذکور نکنند الف بحال خود
ماند مانند اینکہ، ایک پیڑا میں نہیں کھاتا۔ مثال مضاف ایک پیڑے کا ٹکڑا میں
نہیں کھاتا۔ مثال متعلق با حرف ایک پیڑے سے اپنا پیٹ کب بھرتا ہے۔ دیگر
کا علامت اضافت است در مذکر بیان آں در بحث اضافت گزشت۔ دیگر
یا و نون غنہ و الف و نون غنہ جمع کہ در حالت فاعل و مبتدا شدن دال بر فاعلیت
و مبتدا شدن باشد مانند گاجریں جلیبیں اور گاجریں ٹوکری میں ہیں اور مولیاں
بازار میں آئیں اور مولیاں کڑوی ہیں۔ در وقت مفعول و مضاف و متعلق شدن با حرف

الف و نون و یا و نون با علامت مفعول واو و نون مستعمل گردد چوں گاجروں
کو مول لاؤ اور مولیوں کو بیچ ڈالو۔ و بے علامت مفعول بحال خود مانند مثالِ آں
گاجریں مول لاؤ اور مولیاں بیچ ڈالو۔ دوم حالِ دیگر ہمیشہ واو و نون مذکور شود
مانند گاجروں کا مول اور مولیوں کا مزا اور گاجروں سے پیٹ دکھتا ہے اور
مولیوں سے طبیعت سیر ہوگئی۔ دیگر مضاف ایں ہم چوں چیز مفرد بہمیں حرکت باشد
مثال زید کا بیٹا گھوڑے سے گر پڑا ایں فعل لازم بود درینجا ہیچ عمل نکرد۔ مثال
فعل متعدی زید کے بیٹے نے آج گھوڑا دوڑایا اور زید کے بیٹے نے عمرو کے بھانجے
کو مار ڈالا اور زید کے بیٹے سے مجھے نفرت ہے۔ و بحذف علامت مفعول درحالت
مفعولیت متغیر نشود مثال، زید نے عمرو کا بیٹا مار ڈالا۔
و مبنی آنست کہ اصلا دراں تغیر راہ نیابد مانندِ فکِ کسرہ در مضاف و مضاف الیہ
فارسی در وقت مضاف شدن مضاف الیہ بزبان اُردو مثل ہندوستان کا
والی اور زید کا غلام کہ قلبِ آں غلام زید کا اور والی ہندوستان کا باشد کسرۂ
آخر غلام و والی باین خیال کہ در اصل غلام زید و والی ہندوستان بکسرۂ میم و یا
بوده اند غلط است۔ دیگر تقدیم صفت بر موصوف مانند بُرا آدمی اور بھلا آدمی
کہ الف آں در حالتِ مفعولیت و جمع و غیر آں یاءِ مجہول گردد یا واو مثالِ آں
بُرے آدمیوں سے خدا پناہ میں رکھے اور بُرے آدمیوں کو خدا غارت کرے
یا بُرے آدمیوں نے گھر خراب کیے ہیں یا بُروں سے ڈریے یا بُرے سب زمانے
میں کامیاب ہوتے ہیں یا کامیاب ہیں۔ غرض ما از عدم تغیر عدم تقدم موصوف
بر صفت است۔ دیگر الفاظیکہ جمع و مفردِ آں یکی باشد چوں لڈو و کدو و شلغم و ہاتھی
و غیر آں۔ دیگر حاصل بالمصدرے کہ بہ پن سازند چوں شہدپن و لڑکپن و دیوانپن
و بچپن کہ اصل آں شہداپن و لڑکاپن و دیوانہ پن یا دیواناپن و بچہ پن یا بچاپن باشد

یعنی ماقبل حروف محذوف باید کہ مبنی بر سکون بود۔ دیگر اعلام مرکّب یعنی نامہاے مرکب کہ آخرِ کلمۂ اول آنہا دائماً مبنی بر سکون باشد چوں احمد علی و حیدر علی و محمد حسین و احمد حسین و محمد جعفر و مرتضیٰ حسن۔ دیگر مبدل منہ مانند مرزا کلّو بیگ و غیرآں و میر منّو و غیرِ آں و شیخ ککّھو و غیرآں مرزا و میر و شیخ و ہرچہ ازیں قبیل بود مانند امام در امام جعفر صادق و دیگر ائمہ علیہم السّلام و شاہ در شاہ کلّو و دیگر فقرا و بابا در بابا فغانی و دیگراں و لالا در لالا بہاری لعل و غیرآں و مسٹر در مسٹر کرپارام و غیرآں و پنڈت در پنڈت منسارام و غیرآں و کاکا در کاکا سندرداس و غیرآں و نواب در نواب نظام الملک و غیرآں ہمہ مبنی بر سکون در آخر بود۔ دریں صورت خواجہ نقش بند بہمزۂ مکسور و مرزاے کلّو بیگ بکسرۂ یا و میر منّو بکسرۂ را و شیخ ککّھو بکسرۂ خا و امام جعفر بکسرۂ میم و شاہ کلّو بکسرۂ ہا و باباے فغانی بایاءِ مکسور غلط محض باشد۔ ہمچنیں حال الفاظ باقی۔ بالجملہ مبنی را نحویاں ہشت قسم شمردہ اند۔ ازانجملہ یکے مرکب است کہ امثلۂ آں ذکر کردہ شد۔

دیگر مضمرات یعنی ضمیرہا۔ و آں در عربی ہفتاد و در ہندی سی و پنج بود۔ پنج منفصل براے فاعل آید وہ یا وُو براے مفردِ مذکر غائب و مونثِ آں و تثنیہ و جمعِ ہر دُو و نیز نزدِ بعضی وے براے تثنیہ و جمع ہر دُو بایاءِ مجہول باشد۔ اما فصحا ایں قول را قبول ندارند و زبانِ مُلّاہا میے کہتی پندارند۔ و براے حاضر مذکر مفرد و مؤنث آں۔ تُو۔ افصح و زبان قدیمانِ اُردو تیں بود۔ و تُم براے تثنیہ و جمع و ہر دُو۔ و براے متکلم مفرد و مذکر و مؤنث میں۔ و براے تثنیہ و جمع ہر دو ہم۔ و شش دیگر منفصل براے مفعول تجھے میں ماروں گا براے مفرد و مذکر و مؤنث حاضر۔ تمھیں میں ماروں گا براے تثنیہ و جمع ہر دُو۔ مجھے تُو مارے گا براے متکلم مفرد مذکر و مؤنث۔ ہمیں تُو مارے گا براے تثنیہ و جمع ہر دو۔ اُسے تُو مارے گا براے مفرد غائب مذکر باشد یا مؤنث۔

اُنھیں تُو مارے گا تثنیہ وجمع وہر دُو۔ وشش متصل برائے فاعل باشد مانند کیا اُس نے اور اُنّے با نون مشدد نیز صحیح باشد ایں مثال مفرد مذکر و مؤنث غائب است۔ اور کیا اُنھوں نے جمع وتثنیہ وہر دُو۔ اور کیا تُو نے اور کیا تم نے، اوّل برائے مفرد مذکر و مؤنث حاضر دوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ اور کیا میں نے اور کیا ہم نے اور میں کیا یا کیا میں بجائے میں نے کیا اور کیا میں نے لفظ غیر فصیحان شہر باشد، اوّل برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث دوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ وشش دیگر متصل برائے مفعول آید وایں ہماں شش ضمیر است کہ منفصل برائے مفعول آید۔ ومجھکو بجائے مجھے وہمکو بجائے ہمیں واُسکو بجائے اُسے واُنکو بجائے اُنھیں وتجھکو بجائے تجھے وتمکو بجائے تمھیں نیز روا باشد۔ وبمنزلہ مارا مجھے اور مارا ہمیں اور مارا اُسے اور مارا اُنھیں اور مارا تجھے اور مارا تمھیں۔ وشش دیگر متصل متعلق حرف باشد مانند اس سے برائے مفرد غائب مذکر و مؤنث اور اُن سے جمع وتثنیہ آں تجھسے اور تم سے اول برائے مفرد حاضر مذکر و مؤنث ودوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ اور مجھ سے اور ہم سے اول مفرد متکلم مذکر و مؤنث، دوم برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ وشش دیگر از متصل برائے اضافت آید مانند غلام میرا برائے مفرد متکلم مذکر و مؤنث۔ اور غلام ہمارا برائے تثنیہ وجمع ہر دُو۔ اور غلام تیرا اور غلام تمھارا اور غلام اُس کا اور غلام اُنکا۔ مجموع ضمیرہا نزد فصیحان بحساب سی وپنج باشد ونزد غیر فصیحان سی وشش، چرا کہ ایں جماعت برائے فاعل ضمیر منفصل غائب در مثنیٰ ومجموع وے بکسر واو و یاء مجہول ثابت کنند وبحساب دیگر سی ونزد غیر فصیحان وبست ونہ پیش فصیحان در صورتیکہ ضمیر متصل مفعول را در شمار نیارند وہماں ضمیر منفصل مفعول را کافی دانند وتیں داخل حساب نمی تواند شد، بدو جہت یکی اینکہ زبان فصیحان نیست دیگر از برائے اینکہ دُو لفظ مترادف حکم یک لفظ دارند۔ وضمائر با واسطے ولیے وخاطر

باوجود تبدیلِ الف بایاءِ مجہول و معروف داخلِ ضمیرہاے اضافت بود، مثال تیرے واسطے اور تیرے لیے بایاءِ مجہول اور تیری خاطر بایاءِ معروف اور تمھارے واسطے اور تمھارے لیے بایاءِ مجہول اور تمھاری خاطر بایاءِ معروف اور اُسکے واسطے اور اُسکے لیے بایاءِ مجہول اور اُسکی خاطر بایاءِ معروف اور اُنکے واسطے اور اُنکے لیے بایاءِ مجہول اور اُنکی خاطر بایاءِ معروف اور میرے واسطے اور میرے لیے بایاءِ مجہول اور میری خاطر بایاءِ معروف اور ہمارے واسطے اور ہمارے لیے بایاءِ مجہول اور ہماری خاطر بایاءِ معروف - اور اُنھوں کے واسطے بجاے اُنکے واسطے و ہمچنیں اُنھوں کے لیے اور اُنھوں کی خاطر نیز زبانِ غیر فصیحانِ اُردو باشد - و اُسکنے بمعنی نزدیک ہم مثلِ واسطے و لیے در عمل باشد مانند میرے کنے بایاءِ مجہول در ضمیر متکلم - و واسطے و لیے در اُردو و فارسی مضاف شمردہ شود و در عربی حروف جر کنندۂ لفظ باشد - و اُنھیں سے در اصل اُن ہی سے باشد لیکن حالا استعمالِ نقل نیکوتر از اصل باشد - و میرا و تیرا کہ میرے و تیرے شدہ است داخل متغیرات نمی تواند شد زیرا کہ متغیر آں باشد کہ از سبب متغیرے تغیرے دراں راہ یافتہ شود و ایں از روز اول چنیں مقرر گشتہ ہیچ چیز دراں موثر نیست مانند نے کہ پیڑا را پیڑے می سازد در حالت مفرد بودن نہ جمع مثل ایک پیڑے نے میرا معدہ خراب کیا ہے - یا کو کہ در حالت مفعولیت بعد مفعول می آید مثال آں میں ایک پیڑے کو بھی کھا نہیں سکتا ہوں - یا سے بمعنی از مثال آں ایک پیڑے سے ہمارا پیٹ کب بھرتا ہے - یا کا کہ براے اضافت است مثال آں ایک پیڑے کا بھی بچانا تو مجھے دوبھر ہے - و دیگر اسماءِ اشارہ، و آں براے مبتدا اگر جمع نباشد (یہ) و (وے) مقرر است براے جمع یہ لوگ وے لوگ - مثال آں یہ بُرا ہے یا اچھا ہے براے مفرد مذکر - یہ بُری ہے یا اچھی ہے براے مفرد مؤنث - مثال جمع مذکر یہ لوگ سب اچھے ہیں - براے

جمع مؤنث ہماں مفرد باشد مثل یہ سب اچھے ہیں۔ و برائے فاعل فعل لازم نیز (یہ) و (یے) و یہ لوگ و یے لوگ مثال آں یہ مُوا یا یے جیا یا یہ موئی یا یے اچھی ہوئی و یہ لوگ سب مر گئے اور یہ سب مر گئیں۔ ایں جا ھم برائے مؤنث ہمہ مفرد مقرر است و گاہے یہ ہم بجائے یہ لوگ آرند مانند یہ سب مر گئے۔ و برائے فاعل متعدی و چیز متعلق با حرف اگر مفرد است اُس موضوع است و ہمچنیں برائے مفعول ہمیں اُس۔ مثال فاعل اُس نے مجھے بہت ستایا ہے مثالِ مفعول اور اُسکو میں بہت چاہتا ہوں، مثال متعلق با حرف اور اُس سے مجھے کچھ غرض نہیں۔ و اگر جمع است برائے فاعل اُنھوں نے و برائے مفعول اُنھوں کو و اُنکو و ایں افصح بود ازاں۔ و اُنھوں سے و اُن سے برائے متعلق با حرف و اُن سے فصیح تر از اُنھوں سے باشد۔ مثالِ آں اُنھوں نے ہمیں بہت عاجز کیا ہے اور اُنکو خوب سا میں بھی خراب کروں گا۔ اور اُن سے خدا پناہ میں رکھے۔ و اُس نے کہ درمیان داس مفرد مذکور باشد در روزمرۂ فصیحاں با اُنے مبدل شود۔ و دریں سطور اخیرہ کہ مبنی برائے افادۂ فاعل و مفعول و متعلق با حرف بود مؤنث و مذکر یک حکم دارد۔

دیگر موصولات و آں جزوے بود از جملہ بمنزلۂ مبتدا نہ مبتدا زیرا کہ مبتدا جزو اصلی بود و موصول جزو غیر اصلی راجع بجانب جزو اصلی۔ و آں برائے مذکر مفرد جونسا و جو و برائے جمع مذکر جونسے و جو و برائے مفرد مؤنث جونسی (بایاء معروف) و جو و جمع آں جونسیاں و جو و فصیحاں در جمع ہم جونسی آرند، و جونسیاں از استعمالِ فصیحانِ محتاط بیرون است بلکہ بجائے آں جو بر زباں دارند لیکن خلاف اُردو نیست۔ اور جس نے اور جنے اور جنھوں نے اور جسکو اور جنکو اور جس سے اور جن سے مذکر و مؤنث اینجا ہم یکساں است۔ و بعضی زناں وزن سیرتاں ہمہ جا بجائے جیم کاف آرند و ایں صحت ندارد گو آں جماعت ہم داخل در اہل اُردو باشند۔ و ایں ہمہ کہ گفتہ شد

برائے ذوی العقول موضوع است، بر غیر ذوی العقول اطلاق آں روا نبود۔ و بجائے جس، جس کسی ہم صحت دارد، مثال آں ہم قائل اُس رئیس کے ہیں جو نسا رعیت پرور ہے اور ہم قائل اُس سردار کے ہیں جو رعیت پرور ہے۔ این مثال برائے مفرد مذکر مبتدا است۔ مثال مؤنث مفرد مبتدا، ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو نسی مفلس شوہر کی چاہنے والی ہے اور ہم قائل اُس بیوی کے ہیں جو مفلوک شوہر کی چاہنے والی ہے۔ مثال جمع مذکر مبتدا ہم قائل اُن لوگوں کے ہیں جو نسے مفلس آشنا پر فدا ہیں یا جو مفلس آشنا پر فدا ہیں۔ مثالِ جمع مؤنث مبتدا ہیں قائل اُن بیویوں کا ہوں جو نسی یا جو نسیاں یا جو اپنی فقیر شوہر کی بادشاہ سے زیادہ چاہنے والی ہوں۔ مثال برائے مؤنث فاعل فعل لازم نہ متعدی، زیرا کہ فعل لازم بمنزلۂ خبر است مانند اینکہ میں قائل اُس رنڈی کا ہوں جو کل فیض آباد سے آئی ہے یا دلّی کو گئی ہے۔ مثال مذکر، میں قائل اُس گویّے کا ہوں جو کل قدم شریف میں آیا تھا۔ اگر کسی گوید کہ حصر این خصوصیت در فعل لازم چہ ضرور فعل متعدی ہم بمنزلۂ خبر میتواں شد مثال آں میں قائل اُس کلاونت کا ہوں جو مظفر خاں کے سامنے میٹھا کل گاتا تھا دُھرپت کو، جوابش این است کہ عمل فعل متعدی در صیغۂ ماضی کہ مثال مارا و لایا باشد قوی تر است از آں صیغۂ ماضی کہ از قبیل لاتا تھا یا لاتا باشد و حال و مستقبل خود داخل حساب نیست چنانچہ تحقیق آں در جزیرۂ صرف گزشت و مراد ما نیز از فعل متعدی صیغۂ ماضی بانے باشد۔ بالجملہ جسنے برائے فاعل مذکر و مؤنث مفرد است و جِنے ہم بجائے جسنے صحیح باشد و جنھوں نے برائے تثنیہ و جمع آید مثالِ مذکر، قربان اُن دوستوں کے ہو جیے جنھوں نے دوستوں کے واسطے جان دی ہو، مثال مؤنث نیز ہمین است۔ و جسکو و جنکو برائے مفعولیت خواہ مذکر باشد خواہ مؤنث، اول برائے مفرد دوم برائے تثنیہ و جمع۔ مثال آں، آج خلعت دیا جناب عالی نے

جس کو کل میاں آفریں اور میاں تحسین حضور میں لائے تھے اور آج میاں تحسین اور میاں آفریں حضور میں لائے اُن دونوں غریبوں کو کہ جنکو پرسوں جناب عالی نے برج پر سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ دو شخص نئے اس شہر میں نظر آئے ہیں۔ مثال مؤنث آج دس ہزار روپے کا جواہر حضور سے اُس رنڈی کو ملا جس کو پرسوں سونے کے کڑے عنایت ہوئے تھے اور آج حکم حضور سے میر منڈھا کو یوں پہنچا کہ چار گھڑی دن رہے اُن رنڈیوں کو لیکر آؤ جنکو وارث علی مراد آباد سے ساتھ لے کر آیا تھا۔ وجسے و جنسے متعلق با حروف بود، مذکر و مؤنث اینجا ہم برابر است، مثال مفرد مؤنث، وہ رنڈی آج حضور میں خوب گائی جس سے پرسوں کلّو خوب لڑی تھی۔ مثال جمع مؤنث دو رنڈیاں آج حضور میں میر منڈھا کی نالش لائی تھیں جن سے قلندر و منیا کو لاگ ہے مثال مفرد مذکر آج وہ گویّا حضور میں آیا ہے جس سے شکر مکھن ہمیشہ سر حساب تھے۔ جمع مذکر، آج دو گویّے حضور میں حاضر ہیں کہ جن سے میر بولا قوال کے بیٹے دلّی میں کبھی مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ در ہمیں مقامہا یعنی فاعل و مفعول و متعلق با حرف بجاے جس جس کسی درست آید و جن کنھی با ہا در نون غائب شدہ و یاء معروف ہم بجاے جس کسی می آید لیکن منحصر در فاعل بود۔ مثال آں جن کنھی نے ہمیں دو روپے دیے ہمنے اُسے دس روپے دیے و زبان فصیحان اُردو نیز نباشد۔ الفاظ مذکورہ در اُردو مقابل الذی و التی و اللذان و اللذین و اللاتی و اللتان و اللتین و اللاتی در عربی است۔ دیگر جو کوئی و جو صاحب جو لوگ ایں براے فاعل آید۔ بہتر انیست کہ در فعل ضمیر مذکر باشد در حالت تذکیر و تانیث و مفرد و جمع، مثال مفرد، جو کوئی ہمارے پاس آوے گا ہم بھی اُسکے پاس جائیں گے خواہ چنگیز خاں خواہ بنّو ڈومنی ہو۔ اور جو ہمارے پاس آوے گا نیز چنیں باشد۔ اور جو لوگ یا جو صاحب ہمارے پاس بیٹھیں گے ہم بھی اُنکے پاس بیٹھیں گے خواہ ہفت ہزاری امیر اور ساہوکار ہو خواہ مُنّا اور مہتاب

واگر در فعل ضمیر مؤنث آوردن ضرور افتد در مؤنث تصریح اسم مؤنث بعد جو کوئی وجو
باید کرد لیکن جواز جو کوئی بہتر باشد، مثال، جو عورت ہمیں چاہے گی ہم بھی اوسے
چاہیں گے اور جو ہمیں چاہے گی ہم بھی اسے چاہیں گے از بلاغت دور است۔ و در
جمع جو عورتیں باید گفت این ہم برائے ذوی العقول است۔ و در ہم مفعولیت و تعلق با
حرف جس و جس کسی اینجا ہم مناسب است مثال مفعول مفرد مذکر بود خواہ مؤنث
جسکو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی ہمیں کہے گا یا جس کسی کو ہم کچھ بیجا کہیں گے وہ بھی
ہمیں بیجا کہے گا۔ مثال مفرد متعلق با حرف خواہ مذکر خواہ مؤنث جس سے یا جس
کسی سے ہم بیزار ہیں وہ بھی ہم سے بیزار ہے۔ مثال مفعول جمع مذکر بود یا مؤنث،
جنھوں کو ہم ذلیل جانیں گے وہ بھی ہمیں ذلیل جانیں گے اور جن لوگوں کو اور
جن صاحبوں کو ہم بجائے جنھوں کو درست باشد۔ مثال متعلق با حرف جمع مذکر
باشد یا مؤنث، جنھوں سے ہم الفت رکھتے ہیں وہ بھی ہم سے الفت رکھتے ہیں
وبعضی دریں چند لفظ ہ را حذف نمایند یعنی جنوں و اُنوں و جنیں و اُنیں و ہمیں
و تمارا و ہات و سات و ہونٹ۔ لیکن چار لفظ اول را اینجا بیان نشان دہند
و پنج لفظ آخر را از دو خاص پندارند و بعضی شعرا نیز پیروی شان اختیار کردہ اند و بعضی
اُنھوں را نیز داخل این الفاظ کردہ اند۔ چند کس را مسلم دانند چند کس حذف
کنند و سبھوں ہم مثل اُنھوں خواہ با ہا خواہ بغیر ہا۔ و بغیر ہا اگرچہ در اہل اردو نزد
بعضی درست نہ بود لیکن از اُنھوں افصح و دلچسپ باشد۔ و در عربی مقابل این
الفاظ در جمیع حالات مَن موصولہ بود و فرق در اَلّذِی و مَن آنست کہ اَلّذِی
موصوفے ماقبل خود میخواہد بخلاف مَن کہ خود موصوف یا ما بعد گردیدہ مبتدا می شود۔ و
زناخی و دوگانا جان را دریں مقام از تبدیل جیم در جو کوئی و جو با سین گریز نباشد
مثال سو کوئی چاہے ہمیں کہہ لے ہم کچھ کہتے نہیں یا سو بات تم نے کہی سو ہیں نے

سُنی یا سو چاہے سو یہاں کا مالک ہو۔ دیگر جو کچھ و جو قائم مقام ہرچہ و آنچہ در فارسی و ما در عربی، مثال آں، جو کچھ تم چاہو سو فرماؤ یا جو تم چاہتے ہو سو کرتے ہو، ایں از برائے ذوی العقول است۔ اینجا ہم بجائے جو کچھ سو کچھ و بجائے جو سو زبان تر نا خیمہا باشد۔ دیگر کوئی سا برائے مفرد مذکر و کوئی سی برائے مفرد مؤنث، ہر دو غیر ذوی العقول۔ دونوں گھوڑوں میں سے کوئی سا پسند کرو سو لو یا دونوں شیشوں میں سے کوئی سی پسند کرو سو لو۔ و بجائے سو دریں مقام تو ہم مناسب با ما قبل بود۔

دیگر کنایات و آں برائے عدد کتنے و کئی و کئے باشد و تفصیل آں گزشت۔ و کتنے را بعضی بتشدید کِتّے گویند۔ و کئی و کئے فارغ از مفرد و جمع بود بلکہ ہمیشہ دال بر جمع بود۔ و کتنے فرع کتنا است ازیں سبب کہ کتنے برائے جمع آید و جمع فرع مفرد باشد پس کتنا اصل کتنے بود و کتنی ہم بایاء معروف ازیں جہت کہ تانیث فرع تذکیر است ہم فرع آں باشد۔ و کس قدر ہم با کتنے بایاء مجہول و با کتنی بایاء معروف و با کتنا مرادف باشد۔

دیگر اسماء و افعال و آں عبارت از لفظی چند است کہ در اصل اسم اند و معنی فعل ازاں پیدا گردد مانند ہاں جی بمعنی زود شو مثلاً زید را پیش عمرو بستہ آورده اند و عمرو بنوکران خود میگوید کہ ہاں جی یعنی زود شوید بزنید او را تا خبر جرار واداشتہ آید۔ و دیگر بیٹا یا بھائی میرا یعنی کار خود بکن۔ بیشتر گاڑی باناں گاؤ را و قتیکہ باندہ می شود و در رفتن راہ سُستی میکند بھائی میرا گویند بجائے ایں عبارت کہ چرا کار خود را نمیکنی یعنی در راہ رفتن کہ کار تست سُستی مکن۔ و بیٹا بیٹا آواز نوکران خدمت گزار اسپ باشد کہ وقت شوخی بیٹا بیٹا گفتہ صدا دہند و مراد ازاں شوخی مکن گیرند۔ و نزد بعضی اینہا داخل اسماء افعال نہ بود بلکہ قاعدہ حذف یا تقدیر را دریں مقام معتبر دانند،

گویند از بیٹا بیٹا شوخی ممکن محذوف است یا دراں مقدر است۔ ہمچنیں در بھائی میرا کا بہ
خود ممکن مقدر یا محذوف از اں باشد و در ہانجی زود شوید مقدر یا محذوف از اں۔ و اسمائے
افعال مثل ہائے از زبان مرد باشد و اوہ از زبان زن باشد بمعنی باش ایں اختلاط
ممکن۔ و مانند آئیں وہیں خواہ مرد گوید خواہ زن بمعنی خاموش شو ایں چہ اختلاط است
یا بس آیں چہ حرکت است۔ و بھلا بمعنی خواہم فہمید۔ و بہت خوب ہم ہمیں معنی
و کہاں بمعنی اینجا میا۔ و ہوں نیز بمعنی خاموش شو۔
و دیگر اصوات مانند قو برائے بودنہ تا از بیخبری بیروں آید۔ و کوّے کی جو رو برائے
گویا کردن کوئل ایں صداہائے اطفال برائے آگاہ کردن کوئل است۔ و
ایں ایں صداہائے اطفال برائے آگاہ کردن پدر و مادر از حال خود۔ و میں میں یا
و بری بری و دھت دھت کہ صدائے فیلباناں باشد از ہمیں قبیل است۔
و دیگر ظروف و آں عبارت از لفظی است کہ دراں گنجایش چیزے باشد۔ و از ظروف
آنچہ مبنی است چند لفظ بود یکی از انہا آگے بود دیگر پیچھے مثال آں میں نے آگے ہی
کہدیا تھا یا میں نے اس بات کے آگے یا اس بات سے آگے کہ دیا تھا۔ میں نے
پیچھے سمجھا یعنی اس بات کے پیچھے سمجھا یا اس بات سے پیچھے سمجھا۔ آگے و پیچھے در
وقتے ظرف کردہ شوند کہ گنجایش معنی اضافت دراں ممکن باشد چنانکہ گفتہ اند۔
و جب و جوں و جوہیں و جبھی و جسوقت و جس گھڑی ہمہ ظروف بود۔
و اسمائے تعظیم کمی آنکہ با جان در القاب نسا مرکب بودنہ در اعلام زیرا کہ بیگمی جان آئی
گویند و اگر کسی بہ تعظیم آئیں ہم بگوید مراعات از طرف اوست و الّا بیگمی جان آئی
روزمرۂ فصحائے اُلاذو است بخلاف امّا جان و انا جان و باجی جان و خالا جان
و چچی جان و ممانی جان و پھپھی جان کہ انہا را بہ تعظیم آئیں گفتن فصیح تر است از انکہ
آئی گفتہ شود۔ دیگر ہر چہ بعد بی و بی بی بود چوں بی بنو آئیں و بی بی گنا آئیں۔

وجان وجی درمذکر ہم فائدۂ تعظیم می بخشد مانند باواجان وچچاجان وعموجان و خالوجان وپھپھاجان وبھائی جان وباواجی واخون جی واُستادجی ومیاں جی۔ باواجان آیا درست نیست باواجان آئے پسندیدہ تر بود۔ ودیگر الفاظ ہم مانند باواجان باشد۔ وصاحب درمذکر ومؤنث ہردو مفید تعظیم افتد مانند باواصاحب وبھائی صاحب واماصاحب وخالاصاحب وپھپھی صاحب وبیگم صاحب وخانم صاحب باواصاحب آئے باید گفت باواصاحب آیا نباید گفت وبیگم صاحب آئی خوب نباشد بیگم صاحب آئیں روزمرۂ اُردو باشد۔ ومیاں وقبلہ وسائیں لقب فقرا واجی مشترک درزن ومرد۔ میاں آئے صحیح ومیاں آیا غلط۔ ہم چنیں قبلہ وسائیں واجی۔ مثل اجی اُٹھو نہ اجی اُٹھ القاب تحقیر۔ ہرچہ درمذکر ومؤنث بغیر جان وجی آید مانند میرا باوا آیا وزید کا باپ آیا نہ آئے اور عمرو کی ماں آئی نہ آئیں اور فلانے کی بہن آئی نہ آئیں۔ لالہ وچچا وبھیا وبھائی مشترک مثل لالا آیا ولالا آئے ہردو یکساں است وباقی مثل لالا ومیر ومرزا جمع القاب مثل شیخ ونواب ومولوی وملا ومیاں (از دو لقب نہ بمعنی پدر مصطلح بعضے بیرونیاں درشہر کہ پیشتر گزشت) ومیراں ومہاراج ورائے وغیر آں تعظیم رانمیخواہند، مانند شیخ ولی محمد آئے نہ آیا اور نواب احترام الدولہ آئے نہ آیا بخلاف ولی محمد آیا نہ آئے اور احترام الدولہ آیا نہ آئے اور مولوی مُبین آئے نہ آیا اور میراں سید بڑے آئے نہ آیا اور مہاراج آئے نہ آیا اور رائے لگانی مل آئے نہ آیا و میر گھسیٹا ومیر مستیا را بہ تعظیم میر گھسیٹے ومیر مستیے گفتن عادت دہقاں باشد نہ شہریاں۔

شہر دوم در ذکر فعل

وآں بر چند گونہ است یکی آنکہ فاعل را خواہد و مفعول بہ را نخواہد۔ دیگر آنکہ ہر دو را خواہد
مانند آیا زید اور مارا زید نے عمرو کو۔ اول را لازم و ثانی را متعدی نام نہند۔ و ناقص
آنکہ فاعل ہو ستہ مبتدا باشد و خبر او اسم فاعل یا مفعول یا شبیہ آں مثل صفت مشبہ و غیر
آں و مانند اسم جامد بہ ندرت۔ ذکر افعال تامہ در ینجا از جہت بیان کثرت امثلہ پیش
ازیں تحصیل حاصل است۔ آمدم بر سر افعال ناقصہ کہ چند لفظی است در اردو مانند تھا
اور ہوا اور ہو گیا اور بنا اور واقع ہوا اور ٹھہرا اور مقرر ہوا اور ٹھہر گیا اور بن گیا اور
مقرر ہو گیا اور نکلا اور نکل پڑا۔ مثال آں تھا زید بیٹھا، ہُوا زید ذلیل، ہو گیا زید تباہ،
بنا زید سانگ ہولی کا۔ واقع ہوا زید مسخرا۔ ٹھہرا زید لڑکوں کا کھلونا۔ مقرر ہوا زید
یاروں کا بھڑوا۔ ٹھہر گیا زید گانے سے ڈومڑا۔ بن گیا زید بھانڈ۔ مقرر ہو گیا زید
بھانمٹا۔ نکلا زید شُہدا۔ نکل پڑا زید لُچا۔ مثال اسم جامد ہُوا زید عمرو۔ ولیں امثلہ بطور
ترجمۂ عبارت عربی بعینہا در ہندی بود والا افعال ناقصہ در ہندی بعد مبتدا و خبر باشد۔
مثال زید بیٹھا ہوا تھا۔ اور زید ذلیل ہوا۔ اور زید تباہ ہو گیا۔ اور زید ہولی کا سانگ بنا
اور زید مسخرا واقع ہوا۔ اور زید لڑکوں کا کھلونا ٹھہرا۔ اور زید یاروں کا بھڑوا مقرر ہُوا
اور زید گانے سے ڈومڑا ٹھہر گیا اور زید بھانڈ بن گیا۔ اور زید بھانمٹا مقرر ہوا۔ اور
زید شُہدا نکلا۔ اور زید لُچا نکل پڑا۔ و سوائے ایں نیز افعال ناقصہ درست میتواند شد
بمراعاتِ ایجاز ہمیں قدر برائے مثال کافی است۔ از اصطلاحِ نحویان عرب مجبورام
والا نزدِ راقم آثم ہیچمداں فعل متعدی و آنچہ بحال محتاج باشد نیز ناقص است ازیں سبب
کہ جملہ افعال متعدی بغیر ذکر مفعول بہ و جملہ محتاج بذکر حال بیذکر حال بتمامی نمیرسد و تام

آں بود کہ جملۂ آں محتاج ہیچ چیز نباشد مانند آیا زید کہ در فعل لازم است بدیہی است کہ مارا زید نے ناقص است تا وقتیکہ عمرو کو نگویم۔ اور اُٹھا زید روتا ہوا یا دیکھا میں نے زید کو ہنستا ہوا، اول بغیر ذکر روتا ہوا و ثانی بغیر ہنستا ہوا کہ حال است جملہ ناتمام است و جملہ بزبان ہندی بات و در عربی کلام است۔ دیگر افعالِ مقاربت و آں برائے اُمید وغیر آں آید، مثل ایسا ہووے اور یوں ہووے اور اس طرح ہووے اور دیکھیے اور خدا جانے اور کون جانے اور کون جانتا ہے۔ شرط است کہ میانہ جملہ فعلیہ کہ بعد ازیں افعال مذکور شود و ایں افعال حرفِ کافِ بیانی آرند مثال، ایسا ہووے کہ زید آج آوے۔ اور یوں ہووے کہ عمرو کل گھر جاوے۔ اور اس طرح ہووے کہ بکر کو تپ دِق ہو جاوے۔ اور دیکھیے کہ آج فیض آباد سے بہلیں آتی ہیں یا نہیں۔ اور اور خدا جانے کہ آج فیض آباد سے چھکڑے روئی کے آتے ہیں یا نہیں۔ اور کون جانے کہ فیض آباد سے روئی کے چھکڑے کل آویں گے یا نہیں اور کون جانتا ہے او کیا جانیے کہ میوہ ولایت کا دلی میں آچکا یا نہیں۔ و بعضی بیرونیاں بجاے کیا جانیئے جانے فقط یا یاء مجہول استعمال کنند۔ و حرفِ نفی کہ بعد حرف تردید یعنی یا باشد بنا بر مراعات روزمرۂ اُردو است و الّا اہتمام براے ثبوتِ نسبت بود و آں بدون حرفِ تردید و حرف نفی حاصل است۔ دیگر افعال مدح و ذم مانند بڑھا و گھُلا و کھلا و ہوا و ٹوٹا و پھٹا و لُٹا و چھکا و دھوا و چمکا و بگڑا و کھلا۔ پوشیدہ نماند کہ ایں الفاظ صیغہاے ماضی است بعضی در مقام مدح آید و بعضی براے ذم۔ اما آنچہ براے مدح بود شش لفظ است کہ بڑھا و گھُلا و کھلا و کِھلا و ہوا و چمکا باشد۔ مانند بڑھا آدمی ہے زید اور گھُلا آدمی ہے زید۔ اور کھلا مکان ہے صحرا۔ اور دھوا کپڑا ہے بدن زید کا۔ اور چمکا ستارا ہے مکھڑا گنا کا۔ اور کِھلا پھول ہے دہانا بنو کا۔ و اما ہر چہ براے ذم باشد نیز شش لفظ بود کہ موا و ٹوٹا و پھٹا و لُٹا و چھکا و بگڑا است۔ مثال آں موئی جوں ہے زید۔

ٹوٹا حُقہ ہے سر زید کا - پھٹا دُودھ ہے بدن عمرو کا - لُٹا مغل ہے زید - چھکا اُونٹ ہے زید - بگڑا
ہاتھی ہے زید - و دیگر الفاظ ورائے الفاظ مذکورہ برائے مدح و ذم بسیار است مانند بھلا پھولا
برائے مدح - و سوجا پھولا برائے ذم - مثل بھلا پھولا درخت زید ہے اور سوجا پھولا بیل عمرو
ہے وعلیٰ ہذاالقیاس - وبعضی ایں قول را قبول ندارند و گویند کہ ایں قسم الفاظ کہ شبیہ بصیغہائے
ماضی باشد الفاظ مدح و ذم نمی تواند شد زیرا کہ در اصل صفت مشبہہ است و صفت مشبہہ را فعل
نمیخوانند بلکہ قسمی است از اسم و اینگونہ لفظہا در ہر مادّہ بعد حذف ہوا کہ با فعل ماضی علامت
صفت مشبہہ است بہم میتواند رسید - زیرا کہ چمکا بمعنی چمکا ہُوا و بڑھا بمعنی بڑھا ہوا ہمچنیں
گھلا بمعنی گھلا ہُوا باشد و باقی را قیاس کن بر ہمیں - پس الفاظ مدح و ذم عبارت است
از چند لفظ شمردہ شدہ نہ اینکہ شمار آں از احاطۂ بیاں بیروں باشد مثل صیغہائے
صفت مشبہہ شبیہ بفعل ماضی - بالجملہ افعال مدح و ذم نزد ایں فرقہ زیادہ از چہار نباشد
دُو برائے مدح و آں اچھا و بھلا و دُو برائے ذم و آں بُرا و بھونڈا بود - مانند اچھا آدمی
ہے زید اور بھلا آدمی ہے زید اور بُرا آدمی ہے زید - اور بھونڈا آدمی ہے زید - ہرچہ بایں معنی
آید و شبیہ بایں الفاظ در آخر بود و نیز داخلِ ایں الفاظ است مانند کھوٹا آدمی ہے
زید - رائے ایں فرقہ از فرقۂ اولیٰ نزد یکتر بصواب است زیرا کہ چنیں الفاظ غیر متناہی
نمی باشد بلکہ اقل - چنانچہ در نحو عربی بیش از چہار مذکور نیست یعنی نِعْمَ و حَبَّذَا و بِئْسَ و
سَاءَ و شاید کہ در لغت یا کتابِ دیگر سوائے ایں ہم باشد لیکن باز ہم برابر صیغہائے
ماضی حاصل شدہ از صفت مشبہہ نخواہد بود - لیکن فرقۂ اول معترض بریں الفاظ مثبتِ
دعوای خود ہستند و گویند کہ صفت مشبہہ بغیر ہُوا ثابت نمی شود مثل چمکا ہوا و چمکا بغیر ہُوا
صیغۂ ماضی است و در فعل قاعدۂ حذف بیان کردن دریں مقام ضرور نیست و کثرتِ
ایں الفاظ را در اُردو مقابلِ قلتِ آں در عربی کردن ہم بحث بیجا ئیست و اچھا و بھلا
و بُرا و بھونڈا را کہ اسمائے موضوعہ برای مدح و ذم است افعال قرار دادن

تکلف محض است۔ بھلا کے بمعنی صیغۂ ماضی آمدہ است وکدام اُردو داں دریں مقام استعمال می نماید واچھا و بُرا و بھونڈا نیز ہمیں حال دارد بخلاف چمکا و کھلا کہ ہر دو صیغۂ ماضی باشد۔ مثال آج اور ہی ستارا چمکا اور آج نیا پھول کھلا۔ اگرچہ بظاہر بادی النظر بنائے ایں اعتراض مستحکم است لیکن نزد اہل تحقیق ہیچ است زیراکہ نِعم و حبذا و بئس و ساء ہم جداگانہ از اسم مخصوص بالمدح والذم استعمال نمی پذیرد مثل نعم الرجل زید، نِعم فعل رجل فاعل زید مخصوص بالمدح وہمچنیں باقی وعدم استعمال آں بغیر اسم مخصوص بالمدح والذم آنرا از قید ماضی بودن بر نمی آرد۔ وہرگاہ در عربی نعم وحبذا وبئس وساء راکہ ہرگز شبیہ بصیغۂ ماضی و مستعمل ہم مثل آں نیست فعل ماضی قبول کردہ باشم، بھلا و اچھا و بُرا و بھونڈا چہ قصور دارد کہ آنرا در اُردو صیغہ ماضی نگفتہ باشم چہ الف کہ در آخر ایں لفظ ہست علامت صیغۂ ماضی است بلکہ ایں الفاظ برائے ماضی شدن مستحق تر از الفاظِ عربیہ مذکورہ است ازیں سبب کہ در عربی حرف اول صیغۂ ماضی معروف ابواب ثلاثی مجرد ہمیشہ مفتوح می شد و در نِعم خلاف آں آمدہ ہرچند اصلش نَعِم بفتحۂ نون وکسرۂ عین بود لیکن حکم بر آنچہ مشہور و مستعمل است می تواں کرد، و در اُردو ایں قیدہا نیست و میتواند کہ حرفِ اولِ ماضی مفتوح باشد یا مضموم یا مکسور پس برابر وزن ہُوا صیغۂ ماضی بغیر نقل است و نعم بہ نقل، وترجیح لفظِ اصیل بر لفظ غیر اصیل کہ بنقل حاصل شدہ باشد ظاہر وہویدا است۔

دیگر افعال قلوب وایں افعال دو اسمٰا دو مفعول را میخواہد مثل جانا میں نے زید کو فاضل اور پہچانا میں نے زید کو غنی یا عاقل۔ اور سمجھا میں نے زید کو احمق۔ اور دریافت کیا میں نے زید کو چھچھورا۔ اور معلوم کیا میں نے زید کو بچیا، اور پایا میں نے زید کو ناآشنا۔ دیگر ہرچہ بایں معنی باشد۔

شہر سوم در تفصیل حروف کہ ربط کلام در اکثر مواضع بدون آں ممکن نبود

بر طالباں واضح باد کہ حرف در اصل ہماں حروف مذکور است کہ در دُردانۂ اول ذکر یافت و در اصطلاح نحو دانان عبارت است از انچہ ربط کلام بآں درست شود گو بعضی گفتگوہا ازاں مستثنیٰ باشد مثل زید آیا یا عمرو گیا، اما بیشتر احتیاج افتد گوینده را بآں از انجملہ است یکی سے باسین و یاء مجہول بمعنی از در فارسی و مِن و عن در عربی۔ مثال آں ہم سے آپ کیوں خفا ہیں۔ ایں لفظ فصیحان است و غیر فصیحان بچند قسم دیگر استعمال نمایند۔ ہندواں سین بافتحۂ سین و سکون یا و نون غنہ گویند و سین بکسرۂ حرف اول و سکون ثانی و نون غنہ نیز مستعمل آں فرقہ و بعضی مسلمانان بود۔ و سوں باسین بروزن چوں با نون غنہ زبان اولادِ ساداتِ بارہہ و غیر شاں باشد، و سیتی بکسر سین و تاء مکسور و یاء معروف۔ و سیتی نیز بزیادت یاء مجہول بعد سین لفظ قدیمانِ اُردو بود۔ دیگر میں بامیم مکسور و یاء مجہول و نون غنہ بمعنی در در فارسی و فی در عربی زبانِ فصیحاں۔ مَیں بافتحۂ میم و سکون یا و نون غنہ لفظ ہندواں باشد بہمیں معنی۔ و مُوں بامیم مضموم و واوِ مجہول و نون غنہ زبان قدیمانِ شہر بود۔ و پر بدو معنی باشد، یکی بمعنی بر در فارسی و علیٰ در عربی، مثال آں مَیں گھوڑے پر خوب چڑھتا ہوں۔ و بعضی فصیحان الف و واو معروف ہم بران زیادہ کنند و اوپر خوانند و بعضی کہ واو در الف غائب کردہ بروزن ہنر در تلفظ در آرند، یا در مصرعہ موزوں نمایند، خونِ فصاحت بر گردنِ شان ثابت باشد۔ دیگر بمعنی لیکن آید مثالِ آں، میں آپ کے گھر چلتا ہوں پر ایک شرط سے کہ تکلف پیش نہ آوے

و ٹُل باسیم مضموم نیز ہمیں معنی دارد - و تک بافتحہ تا و سکون کاف برای انتہا آید - و تلک بزیادت لام ہم بہمیں معنی آید، ایں ہر دو لفظ بر زبان فصیحاں جاری است - و غیر فصیحان اُردو لگ ہم بالام و گاف مستعمل جائز ند بلکہ بعضی تلگ بضمہ تا و فتحۂ لام و گاف بر زبان دارند - دیگر حروف ایجاب مانند ہاں و کیوں و ہوں و کیا ہے و نہیں کیوں و کیوں نہیں اور کس واسطے نہیں اور ٹھیک اور ہاں جی اور جی اور جی صاحب اور جی ہاں از یں الفاظ مذکورہ ہاں برائے جواب ندا باشد اگر ندا کنندہ مساوی با منادی باشد در عمر و مرتبہ و ہوں نیز - و کیوں و کیا ہے نیز جواب منادی بشرطیکہ کم رتبہ باشد - و نہیں کیوں و کیوں نہیں قائم مقام بلے باشد در عربی مثلاً اگر کسی با کسی گوید کہ من مگر دوستدار و غمخوار شما نیستم باید کہ آں کس در جواب وگوید کہ کیوں نہیں یا نہیں کیوں یعنی ہستی - بشرطیکہ جائے او و در دل ایں کس باشد - اور کسو اسطے نہیں اور نہیں کس واسطے اور کس لیے نہیں اور نہیں کس لیے اور کیونکر نہیں و عکس آں اور کس طرح نہیں و عکس آں اور کس طرح سے نہیں و عکس آں - و دیگر ہرچہ مرادف اینہا بود یا حاصل آں چنیں باشد مانند یہ کیا بات ہے ہمہ مانند نہیں کیوں برائے ردّ و نفی از کلام طرف ثانی باشد - و کس واسطے ہم بغیر نہیں کہ حرف نفی است نائب مناب کس واسطے نہیں بود - ٹھیک با تاء ہندی با ہائی شدہ و یاء معروف و کاف برائے تصدیق دیگرے موضوع است مثال آں جو نجیب زادہ ہوگا وہ ماں باپ کا ادب کرے گا کلام قائل، جواب السامع ٹھیک یعنی راست میگوئی - و ہاں جی جواب ندا کنندہ عالی قدر تر از منادی - و ہاں جی ہاں و ہاں بتکرار و ہوں بتکرار و آں و اُوں ہمہ با نون غنہ بمعنی آرے و بلے آید - و ہاں فقط و ہوں فقط و ہاں جی فقط نیز با ہمیں معنی آرند - جی و جی صاحب نیز جواب ندا کنندہ والا قدر تر از سامع است و کمتر بجائے بلے و آرے نیز آید - و جی ہاں با تکلف برائے تصدیق بجیبوی تمام - دیگر بیچ بمعنی در کہ برای ظرفیت باشد لیکن فصحا

کے یعنی کاف و یاء مجہول در اول او ذکر کنند مثل، چمن کے بیچ اگرچہ چمن بیچ ہم
زبان شہر است لیکن فصیح تر ہمین است۔ و چمن میں از ہمہ نیکو تر بود۔ و بعضے
ساکنان شہر چمن کے بیچ میں ہم گویند و ایں بسیار قبیح بود۔ و گھر بیچ میں ہم زبانِ
ہندوان دہلی بود۔ و کاہے کو و کیوں و کس سبب سے و کس جہت سے و کس واسطے و کس لیے
بمعنی چوں و چرا باشد۔ کیوں و کس واسطے فصیح تر۔ و کاہیکو و دیگر الفاظ ہم سوائے
آں فصیح بود۔ و چوں با واؤ مجہول و نون غنہ بایں معنی زبانِ اکبر آبادیان ہندو
و بعضی پاجیان آں شہر باشد۔ و سا حرف تشبیہ بود مثالِ آں، چنار سا بڑا درخت
ہندوستان میں کوئی نہیں۔ برائے مفرد سا و برائے مجموع سے با سین و یاء مجہول
مثال آں چنار سے درخت ہندوستان میں ہزاروں ہیں۔ و سی با یاء معروف
برائے مؤنث مثال آں، گنا سی پری اندر کے اکھاڑے میں ایک بھی نہیں۔ و
برائے جمعِ مؤنث ہم سی فصیح تر باشد و سیاں ہم آرند، مثال، بنّو یا مغلوسی یا بنّو
یا مغلو سیاں پریاں اندر کے اکھاڑے میں کسی نے دیکھی ہیں۔ و سا ہم الف آخر
غیر ذوی العقول را با یاء مجہول مبدل گردانند مثال آں، خربوزے سا لذیذ میوہ میر
نزدیک دوسرا نہیں۔ خربوزہ موافق قاعدہ ہندی خربوزا باشد چوں حرف تشبیہ
باآں ملتحق گردید الف با یاء مجہول بدل شد۔ و جائے کہ الف را بحال خود نگاہ دارند
در آنجا عینیتِ مشبہ و مشبہ بہ مرکوز خاطر گوئندہ می باشد مثال آں، وہ بوٹا سا قد کیا جانے
کہ قیامت برپا کرے گا، یعنی وہ قد کہ ایک بوٹا ہے کیا جانے کہ کیا قیامت برپا کریگا۔
قد مشبہ یعنی مشابہ کردہ شدہ و بوٹا مشبہ بہ یعنی مشابہ کردہ شدہ۔ و آں بحث مشبہ و
مشبہ بہ در فن بیان مفصل خواہد آمد اینجا ہمیں خیال باید کرد کہ رخسارۂ یار را کہ شاعراں
بمہر و ماہ و گل و آئینہ و مصحف برابر می شمارند رخسارہ مشبہ و ماہ و دیگر چیزہا مشبہ بہ باشد
و ہم قاعدہ است کہ مشبہ بہ بچند درجہ نیکو تر از مشبہ جویند در چنیں مقام عینیتِ مشبہ و مشبہ بہ

باعثِ علوِ مرتبۂ مشبہ باشد ازیں سبب نزد ولبیغان اُردو عملِ حرفِ تشبیہ کہ الف آخر لفظ را بایاء
مجہول مبدل گردانند لغو گردیدہ و فائدۂ لغو شدن عملش دلالت نکردن سا بود کہ حرف تشبیہ
است برانکہ میانہ ہر دو لفظ تشبیہ واقع گشتہ بلکہ یکی علین دیگرے دانستہ میشود۔ وجیسا
برائے مفرد مذکر و جیسے برائے جمع مذکر و جیسی بایاء معروف مفرد مؤنث و جمع آں نیز
وجیسیاں برائے جمع مونث فقط مثل سا حرف تشبیہ باشد۔ مانند اینکہ، تیرے قد جیسا
ایک بوٹا باغ میں نہیں، باقی را ہم قیاس بریں باید کرد۔ واسیا بمعنی چنیں وویسا
بمعنی چناں وکیسا بمعنی چہ طور وکیونکر بمعنی چگونہ باشد۔ واہل مغل پورہ اسیا را ایں سا
وایں جیسا گویند وایں ہم فصیح وصحیح نزد اُردو داناں بود۔ وویسا را اوسا فرمایند
وایں لفظ پنجاب باشد نہ زبانِ اُردو۔ وگویا وکاش وشاید واگر حرف تشبیہ
وتمنی وترجی وشرط در فارسی باشد۔ سوائے اگر کہ آنرا اگاہے اگر استعمال کنند وگاہے
جو مقابل آں آرند مثالِ آں، جو تم ہمیں دوست رکھو گے تو ہم بھی تمہیں دوست
رکھیں گے۔ وتو باتا و واو مجہول علامت جزا باشد۔ واگر تم ہمیں دوست رکھو گے
نیز دریں مقام بہ تلفظ درآرند۔ باقی حروفِ مذکورہ مقابل خود حرفے در اُردو ندارند
بنوعیکہ در عبارتِ فارسی بمصرف میرسند در ہندی ہم جزو عبارات شوند۔ مگر بجائے
شاید چاہئے رسیدۂ اہل دار الخلافہ است مثالِ آں، بڑے بھائی بھی چاہیے کہ
شام تک آویں۔ لیکن اکثر صاحبان ہمیں لفظ شاید دریں مقام بر زباں دارند۔
وگویا وکاش در اُردو ہم گویا وکاش ہستند۔ وکہے توا در توکہے ترجمۂ تو گوئی وگوئی تو
ایجاد میر محمد تقی میر است لفظ اُردو نیست در شعر بتقلید وتبع میر تواں بست در روزمرہ
خیر۔ وجوں باجیم و واو مجہول ونون غنہ حرف تشبیہ بود بمعنی گویا می تواند شد لیکن
استعمال آں در مقام گویا نزد صاحبان اُردو ثابت نیست بلکہ بمعنی تشبیہ ہم حرفِ
شاہ جہاں آباد نبودہ است۔ ریختہ گویاں بزور اُردو ساختہ اند لیکن اعدے

بریں حرف گفتگو ندارد، می تواں گفت کہ اُردو است۔ ونزد بعضی جیسے بمعنی گویا بود
مثال آں، فلانا ایسا آتا ہے جیسے شیر۔ لیکن صاحب فہماں ایں راہم حرفے از
حروف تشبیہ پندارند ہر چند گویا ہم از قبیل است لیکن مواقع استعمال جدا جدا است
جائیکہ چوں در فارسی مستعمل خواہد شد گویا استعمال نخواہد یافت وہر چہ مرادف
چوں خواہد بود قائم مقام چوں است مثلاً، دریں مقام کہ فلانے چوں شیر ژیاں
می غرد میتواں گفت کہ فلانے بسان شیر ژیاں و برنگ شیر ژیاں و مثل شیر ژیاں
و شیر ژیاں آسا و شیر ژیاں وار می غرد۔ بخلاف آنکہ فلانے گویا شیر ژیاں می غرد
یا فلانے پنداری شیر ژیاں می غرد و در مقام گویا مانند ایں عبارت کہ از پردہ
برانداختن فلانی خانہ تاریک جگر سوختگاں روشن می شود گویا روئش شمع فروزان
است، حرف تشبیہ بیجا است اگر بجاے گویا چوں داخل عبارت کردہ آید بایں
طریق کہ رویش چوں شمع فروزاں است تالیف عبارت برہم میخورد، زیرا کہ در دیگر
لفظ چوں شمع فروزان است۔ فقرہ دیگر با حرف کاف بیانی در شروع متمم خود را
میخواہد و در لفظ گویا با قبل رابطہ دارد، پس ازینجا یافتہ می شود کہ موقع استعمال
گویا مقام تشبیہ نباشد۔ و بعضی فصیحاں در مقام گویا کوئی جانے بر زبان دارند،
و بعضی کوئی دیکھے مثال آں، آپ تو ہم سے اس قدر اکڑتے ہیں کہ جس کا ٹھکانا نہیں
کوئی جانے ہم تمھارے زرخرید غلام ہیں یا کوئی کہے ہم تمھارے زرخرید غلام ہیں
دریں عبارت بجاے کوئی جانے حرف تشبیہ مفسد عبارت است مثال تم بھی مجھ سے
اتنا اکڑتے ہو کہ جس کا کچھ حساب نہیں نیں تمھارے باپ کا غلام جیسا یا غلام سا ہوں
و بعضی جاہلاں در زبان اُردو جانو و جانیے بجاے کوئی جانے آرند۔ مختصر آنکہ کوئی
جانے لفظ فصیحان شہر است و بر زبان اہل اُردو جاری۔ لیکن چوں ترجمہ آں
در فارسی کسی پندارد باشد بعضی ہندوستان زایاں منحرف ندانستہ ہائیں گویا و ہو بہو

وبعینہ را داخل گفتگو ساختند گویا برائے مشابہت بیان آید مثل اینکہ، زید ایسا غصہ سے
چلا آتا ہے گویا کہ شیر چلا آتا ہے یعنی بسیار مانا بشیر است در سر و کلہ و دست و بازو و
گردن و شانہ و زور و شجاعت، لیکن آدمی است شیر نیست، و ہوبہو دلالت بر عین
یکدیگر بودن دو چیز می نماید مثال آں، زید بھی ہوبہو شیر ہے یعنی آدمی نیست شیر است
نہ مانند شیر و بعینہ مترادف با ہوبہو باشد۔ و بعضی ازاں طرف جواب مہند کہ ترکیب
در لفظ معتبر نیست چہ اگر جزو لفظ دلالت بر جزو معنی کند و آں معنی ترکیبی منتقل بہ یک
معنی نشود ہر آئینہ ترکیب را در لفظ و معنی اعتبار است و ہرگاہ چنیں نباشد بلکہ معنی ترکیبی
بہیئت اجتماعی قائم مقام یک معنی شدہ باشد آں وقت ترکیب لفظی و معنوی ہر دو از
پایۂ اعتبار ساقط خواہد بود مثل، کوئی جانے بمعنی گویا۔ و اگر ترکیب لفظی با وصف
ایں علت باز نزد فصیحان و بلیغان صاحب اعتبار است لفظ ہوبہو کہ مرکب از دو اسم
یعنی دو ضمیر منفصل غائب است داخل حرف نمی تواند شد و ہمچنیں بعینہ۔ تمام شد بحث
طرفین حالا من میگویم کہ ہوبہو و بعینہ بموقع خود استعمال می پزیرند مترادف گویا نیستند
و ہر دو لفظ لفظ کسانے باشد کہ خود معرفت با عربی داشتہ باشند یا در صحبت علما آمد و
رفتِ شاں اتفاق افتد و الا در اُردو ہوبہو و ہو بہ ہو بجائے ہُو بَہُو بر زبانہا جاری است
و گویا لفظ اکثر فصیحانِ اُردو بود و کوئی جانے کمتر کسانے بجائے گویا آرند لیکن آنہا
نیز فصیحان اُردو ہستند۔ و جانو و جانیے ہم زبان غیر فصیحان است۔ و بجائے کاش
لفظی در اُردو مسموع نگشتہ مگر در بندیل کھنڈ گجات دریں مقام مستعمل شود لیکن مارا
بالغتِ بندیل کھنڈ چہ علاقہ، لفظ شاہجہان آبادیانِ خود نیست۔ و بعضی صاحبان
(کیا ہوتا جو) بجائے کاش می آرند۔ بیشتر ہمیں کاش مشہور است مثال، لکھنؤ کی
رنڈیاں جوانوں پر غش کرتی ہیں کیا ہوتا جو ہم بھی جوان ہو جاتے، یعنی کاش ہم
بھی جوان ہو جاتے۔

کون و کس و کن و کنھوں و کونسا ہر پنج لفظ برائے استفہام باشد۔ اما کون با حرف رابطہ کہ ہے باشد برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود و باہیں کہ حرف رابطہ برائے جمع است مفید سوال از جمع ذوی العقول باشد مثال مفرد، یہ عزیز کون ہے اور یہ دونوں یا تینوں صاحب کون ہیں اور یہ خربوزہ کون ہے غلط باشد۔ وچوں فاعل فعلِ لازم گردد ہے و ہیں بعد فعل آرند مثال کون آیا ہے اور کون آئے ہیں و در مضارع حال ہیں حالت است مثال کون آتا ہے اور کون آتے ہیں و در مستقبل گا باگاف والف و گے باگاف ویاءِ مجہول آخر فعل آید بجائے ہے و ہیں مانند کون آویگا اور کون آویں گے۔ و ہرگاہ سوال از فاعلِ فعلِ متعدی باشد گنجائش ایں حرف در حال و مستقبل بخلاف ماضی بود مثال حال، اس لڑکے کو کون مارتا ہے یا اس لڑکے کو کون مارتے ہیں یا کون لوگ مارتے ہیں۔ مثال مستقبل اس لڑکے کو کون مارے گا اور اس لڑکے کو کون ماریں گے یا کون لوگ ماریں گے۔ کون لوگ در جمع از کون فصیح تر است۔ و در ماضی اس لڑکے کو کون مارا ہے غلط باشد اور کون نے مارا ہے نیز ہمچناں غلطی۔ لفظ اول ازیں جہت ثابت است کہ در فعل متعدی ماضی نے علامت فاعل است کہ بلا فاصلہ بعد فاعل آرند مانند، زید نے مارا عمرو کو، پس کون مارا ہے بغیر نے غلط بود و غلط بودنِ کون نے مارا ہے از سبب عدم استعمال محاورہ دانانِ اُردو، زیرا کہ دریں مقام کس نے مارا ہے گویند۔ اگر کسی سوال بلفظ کون از چیز غیر ذوی العقول نماید صحیح نباشد مثال آں، یہ کتاب کون کتاب ہے اینگونہ استعمال الفاظ در دہاقینِ اُردو آموز بسیار رواج دارد۔ و کس ہم برائے سوال از ذوی العقول مفرد بود اما اگر سوال از فاعل کنند منحصر در فعلِ ماضی متعدی باشد مثال، اس لڑکے کو کس نے مارا ہے، عدم استعمال آں با فعلِ لازم ظاہر است کہ کس آیا ہے اور کس آتا ہے اور کس آویگا زبان کسی نیست۔ و در فعل متعدی یا حال

ومستقبل ہم واضح تر کہ کس مارتا ہے اور کس مارے گا و کس نے مارتا ہے و کس نے ماریگا
نیز از زبانِ کسی نشنیدہ ایم۔ واگر سوال از مفعول کنند ہر سہ فعل درست آید زیراکہ فاعل
شخص دیگر است مانند زید نے کس کو مارا اور زید کس کو مارتا ہے اور زید کس کو ماریگا
وسوال از مضاف الیہ ہم بلفظ کِس درست باشد مثال، زید کس کا بیٹا ہے۔ وسوال
بحرف ہم در فعل ماضی ومضارع صحت دارد مثال زید کس سے لڑا ہے اور زید کس سے
لڑتا ہے اور زید کس سے لڑے گا۔ در الفاظ مذکورہ حال مؤنث ہم مثل مذکر باشد
یعنی جائیکہ مذکر آمدہ است اگر مؤنث را بامراعات صیغۂ آں بیارند نیز صحیح باشد کِس
اگر مجرد است بر غیر ذوی العقول صادق نیاید واگر لفظی دیگر بآں ملحق سازند از خصوصیتی
کہ باذوی العقول دارد برمی آید مثال، کس لکڑی سے میں اس لڑکے کو ماروں
اور کس چیز سے میں اسے ڈراؤں اور کس مصیبت سے میں نے اسے پرورش کیا ہے
اور کس ڈھب سے میں نے اس وحشی کو رام کیا ہے۔ وکِن بکسر کاف ونون ساکن
در وقت سوال از فاعل فعل متعدی ماضی بمعنی کس بود مثال، عمرو کو کن نے مارا ہے
یعنی کس نے مارا ہے، وور حال سوال از مفعول واضافت وعلاقہ لفظ با حرف
برائے جمع آید مثال آں، جناب عالی نے آج کن کو خلعت دیے یعنی کن لوگوں کو۔
اور کوئی کیا جانے یہ کن کا باعث ہے کہ ہم یہ تیری باتیں سُنتے ہیں اور دم نہیں مارتے
یعنی کن صاحبوں یا کن لوگوں یا کن شخصوں کا باعث ہے۔ اور کن سے شکوہ کیجیے
زمانے کا سجدا کہ جو اپنے دوست جانی ہیں وہ بھی ان دنوں ہمارے لہو کے پیاسے ہیں۔
کن ہم مشترک بود در ذوی العقول وغیر ذوی العقول بخلاف کس کہ مختص بہ
ذوی العقول است الا باضم ضمیمہ بر غیر ذوی العقول نیز صادق می آید در ذوی العقول
چنانکہ گفتہ شد و در غیر ذوی العقول بشرطِ تکرار مثال آں، کن کن چیزوں سے
دنیا میں رہ کے پرہیز کیجیے، اور تیری کن کن باتوں کا گلا لے بیٹھیے۔ وکنھوں

مخصوص بجمع ذوی العقول بود مثال فاعل، مغلوں کی جو آپ ہجو کرتے ہیں یہ
فرمائیے ہندوستان کو انکے سوا کنھوں نے سر کیا ہے، شیخوں نے تلوار ماری ہے
یا اور قوم نے۔ مثال حرف، جو تم مغلوں سے توقع کسی بات کی نہیں رکھتے ہو
تو کنھوں سے رکھتے ہو۔ در اصل ایں لفظ پنجابی است اکثر فصیحان اردو از ان
اجتناب دارند و دریں مقام کن و کس استعمال نمایند مثال فاعل مغلوں کی جو آپ
اس قدر ہجو کرتے ہیں یہ فرمائیے کہ ہندوستان کو انکے سوا کن نے سر کیا ہے، یا
کس نے سر کیا ہے نیز درست باشد۔ دیگر کون سا این لفظ خصوصیت بغیر
ذوی العقول دارد و ہر گاہ لفظ دیگر با آن پیوندد مشترک گردد در ذوی العقول
و غیر ذوی العقول مثال، کونسا شخص یا آدمی ہے کہ آپ کی ذات سے کامیاب نہیں
یا کونسی چیز روے زمین پر ہے کہ نواب یمین الدولہ کی سرکار عالی میں موجود نہیں
حق تعالی ہمیشہ تا قیام قیامت اس گھر کی دولت کو روز افزوں رکھے۔ و بغیر پیوند
لفظ دیگر بر ذوی العقول صادق نیاید بخلاف غیر ذوی العقول مثال، یہ کونسا ہے،
بمعنے یہ کون آدمی ہے ہرگز صحت ندارد بلکہ بمعنی یہ کونسا مینڈھا ہے یا کونسا عرق تصاو
ہے۔ و ہمچنیں آنچہ غیر ذوی العقول باشد ہمہ درست آید۔ و ہے حرف رابط باشد
و جمع آں ہیں خواہ مذکر خواہ مؤنث ایں لفظ لفظِ فصیحاں باشد۔ و ہیگا نیز بہمیں
معنی لفظ ارذو است و غیر فصیحاں استعمال نمایند و دریں لفظ مذکر و مونث باہم
تفاوت دارند پس ہیگا برائے مفرد مذکر و ہیگی برائے مفرد مونث و ہینگے بیاء مجہول
برائے جمع مذکر و ہینگی بیاء معروف برائے جمع مؤنث و بعضی ہینگیاں نیز فرمایند
و ایں زبان صاحبان مغل پورہ باشد۔ و کوئی بمعنی ہیچکس و ہیچ چیز ہر دو آید مثال
گھر میں کوئی نہیں بمعنی کسی در خانہ نیست یا ٹوکری میں تو کوئی نہیں بمعنی ہیچ خربزہ
در سبد نیست۔ و برائے قید کردن اسم جنس بوحدت نیز آید مانند اینکہ کوئی خربوزہ یا

کوئی تربوزہ ہمیں بھی دو، وبمعنی ہرگز ہم آید مثال، میں کوئی نہ جاؤنگا یعنی من ہرگز نخواہم رفت لیکن زبان فصیحان نیست۔

وحرف عطف ہم بسیار باشد مثل آور بروزن غور وگا ہے واو درالف غائب شود مثال

مصرع۔ تم اور ہم بھی یارجانی ہیں دونوں

وحذف ایں حرف نیز درست است مثال

بیت

سیر کو کوٹھی کی بی بی پور روانہ ہوگئیں

داؤڑی سُندری الٰہی بخش رتھ میں بیٹھ کر

یعنی داؤڑی اور سندری اور الٰہی بخش درینجا حذف حرف عطف بنا بر ضرورتِ شعری خیال باید کرد درنثر ہم جواز دارد مثال، گنا بنو مغلو چیلا چاروں حضور میں مجرا کرنے گئیں ہیں یعنی گنا اور بنو اور مغلو اور چیلا۔ وکیا کہ حرف استفہام ومخصوص بہ غیر ذوی العقول است ہم برائے عطف بجائے اور آید مثال گنا کیا مغلو کیا بنو کیا چیلا کیا حُسینی کیا الفو سب حضور میں گئیں ہیں۔ وہُوا برائے مفرد مذکر وہوے برای جمع مذکر وہوئی برائے مفرد مؤنث وہوئیں برائے جمع مؤنث نیز قائم مقام آور بود۔ مثال مفرد مونث، گنا ہوئی بنو ہوئی چیلا ہوئی مغلو ہوئی یہ سب رنڈیاں حضور میں ہیں یعنی گنا اور بنو اور چیلا اور مغلو۔ مثال جمع مونث، ڈومنیاں ہوئیں کنچنیاں ہوئیں رام جنیاں ہوئیں سب آپس میں ایک ہیں گھونگھرو کی باندھنے والیاں وہ بھی یہ بھی۔ یعنی ڈومنیاں اور کنچنیاں اور رام جنیاں۔ مذکر را نیز بر مؤنث قیاس باید کرد۔ دیگر یا برائے تردید مثل اینکہ، یہاں تم بیٹھو یا میں بیٹھوں، بایں معنی کہ اگر شما بہ نشینید من بروم واگر من بہ نشینم شما بروید، رفتن ہر دو صلاح نیست وہم چنیں نشستن ہر دو۔ وکاف مکسور بغیر ہا ہم مفید ایں معنی گردد مثال تم کل آؤ گے کہ پرسوں، اور یہاں تم بیٹھو کہ میں بیٹھوں۔

ونہیں تو ہم بہ ہمیں معنی آید مثال فلانا میر جعفر کا بیٹا نہیں تو میر بدیع الزماں
کا بیٹا ہے یعنی پسر میر جعفر است یا پسر میر بدیع الزماں۔ کیا نیز بہمیں معنی مثال
آج سواری میں دونوں کا جانا صلاح نہیں مکان اکیلا رہ جائے گا کیا میں جاؤں
کیا تم جاؤ۔ ایں ہم لفظ کسائے است کہ جہاں را کہاں و جیا را کیا و جب را
کب و جو را سو گویند۔ باعتقاد من یا برائے استفہام و غیر استفہام ہر دو مناسب
است۔ مثال استفہامی آج صبح تم دریا گئے تھے یا کسی آشنا کی ملاقات کو۔ مثال
غیر استفہام آج زید سے دو ہزار روپے نقد لیتا ہوں یا سبزہ گھوڑا۔ و کہ برائے
استفہام خوشنما است مثال آں تم آج دریا جاؤ گے کہ اور جگہ۔ ونہیں تو دائما غیر استفہامی
باشد۔ دیگر پھر بمعنی بعد ازاں مثال آپکی شادی میں یہ فرمائیے کہ کونسا طائفہ اچھا
نہیں آیا گنا آئی پھر بنو آئی پھر کلو آئی پھر مانی والی نوران آئی پھر عاشوراں
غلام علی والی آئی۔ دیگر اسکے پیچھے مثال آں پہلی شبراتن والی گنا آچی اسکے پیچھے محبوبن
دیگر نہیں کل حضور ہیں تو گنا آئی تھی بنو نہیں۔ دیگر بلکہ برائے ترقی مثال گنا شام کو
چاندنی دیکھنے جاوے گی بلکہ شبراتن بھی۔ دیگر یہاں تک مثال آں کل کے جلسہ میں شہر
کے سب لوگ آئے تھے یہاں تک کہ اعلیحضرت بھی۔ دیگر لیکن برائے استثناء مثال
چورنڈی تھی شہر میں سو کل کربلا گئی تھی لیکن گنا۔ مراد از معطوف و معطوف علیہ انست
کہ ہر دو در فعل و خبر شریک یکدیگر باشند۔

وچند حرف برائے ندا آید سابق تفصیل آں بفعل آمدہ دریں مقام باز نوشتہ می شود زیرا کہ
ذکر حروف در بحث حروف اولیٰ باشد۔ بالجملہ یکے او دیگر ابے دیگر اوبے دیگر اوجی
دیگر اجی دیگر ارے یا یاء مجہول برائے مذکر وارہی یا یاء معروف برائے مؤنث ودر
دیگر حروف ندا کہ مذکور است سوائے ابے واوبے کہ خصوصیت با مذکر دارد ہمہ مشترک
است در مذکر و مؤنث۔ دیگر اے ایں ہم مشترک است۔ دیگر اے بی برای مؤنث۔

دیگر او میاں برائے مذکر۔ دیگر ہوت دیگر او ہو ایں ہردو نیز مشترک است مانند بھیّا ہوت و ما دھو ہوت و بنو یا گُنّا او ہو و بخشو او ہو۔

وہم چنیں چند حرف برائے تحسین بود مثل آہا و اہاہا و بل بے و بلہ رے واہ واہ و ہُہی بے و کچھ نہ پوچھو۔ مانند آہا یا آہاہا کس وضع سے چلی آتی ہے۔ یا ہُہی بے کافر ذرا اِدھر تو دیکھ۔ یا او ہو جی ذرا اِدھر تو دیکھیے۔ یا بل بے تیری سج مار ڈالا کافر نے۔ یا بلہ رے تیری آمد ہم تو وہیں تمام ہوگئے۔ یا کل گنا کو دیکھا ہے کہ کچھ نہ پوچھو۔

و چند حرف دیگر برائے مذمت باشد مثل چخے و چھیا و دُور پار و در گور و اے ہے و صدقے کیا تھا و نوج ہوا از زبانِ زناں۔ اور تبرا ہے اور لعنت ہے اور بناہ بخدا اور کتے کا گوہ لفظ مردان شہر۔

شہر چہارم در بیان فوائد ضروری

بر طالبان مخفی مباد کہ بعضی الفاظ عربی و فارسی کہ مرکب از سہ حرف است و حرف اوسط شاں ساکن در اُردو بحرکت آں حرف استعمال یافتہ اند مانند شرم و گرم باکاف مفتوح و کبر باکاف مکسور و نرم با نون مفتوح و صبر و علم و ظلم و عقل و قبر و جبر و شکل و فکر و اجر و فخر و صلح۔ پیدا است کہ الفاظ مذکورہ کہ ہمہ بر وزن برف است یا صرف یا شکر در اُردو متحرک الاوسط بہ تلفظ در آرند سوائے روزمرّہ بعضی قابلیت دستگاہاں کہ با استعمال سروکار نداشتہ قدم براہ تحقیق میزنند و ہمچنیں بعضی حروف متحرک را ساکن سازند مانند بشریت بسکون شین۔ کیست کہ از فتحۂ شین در بشریت آگاہ نیست حاجت بہ بیان ندارد۔ و محل و نظر را کہ حرف اوسطِ شاں مفتوح است وقت جمع ساکن الاوسط خوانند مثل نظروں میں اور محلوں میں محلوں و نظروں بروزن قبروں کہ در مفعول شدن و متعلق شدن با حرفے از حروف جمع قبر است می آید۔ ایں موقوف بر استعمال است و الا نظر و محل بر وزن قبر نیست زیرا کہ حرف وسطی آنہا در اصل متحرک است و حرف وسطی قبر ساکن۔ و بعضے اُردو داناں محل را کہ بروزن اشر است بر وزن مہد ادا کنند و خطر را کہ بمعنی بیم است خطر گویند بسکون طا و بجائے گزراں کہ با ذال مفتوح دارد گذراں بر وزن برہان بہ تلفظ در آرند و حرف متحرک ثانی لفظ را در حالت ترخیم نیز ساکن کنند مانند حسنو با سکون سین۔ سین حسنو کہ اصلش حسن علیخاں یا حسن بیگ یا حسن علی فقط بودہ متحرک میماند لیکن در اُردو بر ظاہر کنندۂ فتحہ در سین منخندند۔ خلاصہ کلام اینکہ آدمِ دانا سوائے ساکن ساختن حرفِ ثانی منادی بعد ترخیم دیگر چیزہا را قاعدۂ کلیہ نپندارد

و بر ہر چہ مذکور شد اعتراض ہم نکنند، واجب آن است کہ تابع سماعت باشد۔ دیگر آنکہ
حذف و تقدیر را ہم در کلام ہر زبان کہ باشد دخل بسیار است، مانند جھوٹے کی
با یاء معروف در آخر در جواب شخصے کہ کلامش ربطے با صدق نداشتہ باشد ایسی تیسی
بعد لفظ جھوٹھے کی محذوف است و نزد بعضی دشنام محذوف شدہ۔ دیگر سرگذشت
بمعنی از سرگذشتہ۔ دیگر یا علی بمعنی یا علی آئیو۔ و گاہے تکرار دلالت بر اضطراب
نماید مثل یا علی علی یعنی زود بہ فریاد من برس۔ دیگر فلانا نوکروں کا دشمن ہے
یعنی اپنے نوکروں کا دشمن ہے۔ دیگر خبردار بمعنی خبردار کہاں جاتا ہے۔ دیگر
بیٹھ بمعنی بیٹھ تو چپکا رہ۔ ایں قدر برائے مثال کافی است و الّا محذوفات در کلام
اُردو بسیار گنجایش دارد خود بخود بر دانا ظاہر می گردد۔

آمدم بر سر مقدرات۔ ہائے ہائے دلی، درینجا ہے تو کیوں چھوٹی مقدر است
دیگر گنا کی مسی، درینجا یاد ہے یا بھول گئے مقدر باشد۔ ایں لفظ در وقتے استعمال
پذیرد کہ دو کس ہم شہری یا آشنائی ہم کہ ہر دو روز مسّی گنا در مجلس حاضر شدہ باشند
و در شہر دیگر بعد چند روز در مجلسے بہ تقریب تماشاے رقص وارد شوند و بعد محظوظ شدن
مجلسیان از رقص و سرود یکے از آں ہر دو کس بہ دیگرے برائے ترفع خود در مجمع بگوید کہ
بھئی گنا کی مسی یعنی گنا کی مسی یاد ہے یا بھول گئے۔ غرضش ازیں سخن آں باشد
کہ اہل مجلس بدانند کہ ایں مرد زیادہ ازیں مجمع صحبتہا دیدہ است کہ آنرا یاد میکند،
مثل ما مردم نیست کہ در تمام عمر ہمیں یک صحبت را دیدہ ایم۔ دیگر تھوک ہے، درینجا
تیرے ظرف تنگ ہیں مقدر است نزد اشخاص صاحب حیا۔ و اراذل و اجلاف
و شرفاے تربیت ناشدہ بیجا الفاظ بان نام آن ظرف را بگیرند۔ دیگر بس جی بس،
دریں مقام تمھاری بھی حقیقت معلوم ہوئی یا تم کو بھی دیکھ لیا یا بہت بیجا نہ بکو یا
خدا کے واسطے چپکے رہو مقدر باشد۔ دیگر آئے جی آئے درینجا ہولی کے بھڑوے

مقدر باشد۔ دیگر کتنا یا کس قدر بعدِ تمام شدن کلام غیر در مدح یا مذمت کسی در اینجا تصدیقِ قول او چنانکہ باید مقدر کردہ اند۔ مثلاً کسی بگوید کہ زید مردِ مفتری و کذاب، است و دیگر گوید کتنا یا کس قدر مفتری ہے کہ نظیر اپنا نہیں رکھتا یا عبارتے سوا اے این متضمن ہمیں معنی بعد کس قدر یا کتنا در ذہن باشد۔ وتفاوت میانہ حذف و تقدیر این است کہ قاعدۂ حذف در لفظِ معیّن جاری شود و تقدیر بحسب اقتضاے مقام باشد۔ مثلاً لفظ سرگذشت بمعنی ماجرا در فارسی مشہور است و اہل اُردو ہم ہمیں معنی آرندو بمعنی از سرگذشتہ نیز مستعمل ہمیں صاحباں باشد زیراکہ در فارسی از لفظ از سر گذشتہ از را محذوف کردہ سرگذشتہ را بجاے از سرگذشتہ رواج دادند و دہلویاں از سرگذشتہ ہا را نیز برداشتند پس سرگذشتہ با ہاے ہوز فارسی باشد و سرگذشت بغیر ہا بہ معنی ہندی۔ دریں الفاظ قاعدۂ حذف نزد صاحب فہماں یافتہ می شود مثالِ تقدیر، کل مارا جاے گا زید اور باندھا جاے گا زید، دریں مقام بعد مارا جائیگا و باندھا جائیگا دیکھ لیجیو مقدر است۔

شہر اول از چہار شہر دلپذیر جزیرۂ ششم

کہ متضمن تحقیق غوامض فن بیان است

در تعریف تشبیہ

باید دانست کہ ہر لفظی را کہ خلاف وضع واضع شہرت میکنند منقول میخوانند بشرطیکہ معنی اصلی آں در استعمال ترک نمودہ باشند مانند ٹوپی والا بمعنی مغل۔ ظاہر است کہ ہر جا کہ کلہ پوش است آنرا ٹوپی والا گفتن صحت دارد لیکن سوائے مردم ولایت سید باشد یا مغل یا افغان دیگرے را ٹوپی والا نمی گویند۔ و منقول دو گونہ است عرفی و شرعی۔ و عرفی نیز دو گونہ بود یا در عرف عام مستعمل شود مثل ٹوپی والا یا در عرف خاص چوں کافور ہو جاؤ بمعنی بروید مخصوص بہ بعض اہل اردو۔ و شرعی مانند تعزیہ بمعنی تابوت امام و اگر گاہے بمعنی اصلی و گاہے بمعنی نو استعمال کنند از دو حال بیروں نیست۔ اگر بمعنی اصلی استعمال نمایند حقیقت گویند۔ و اگر بمعنی نو بر زبان آرند آنرا مجاز نامند چوں قارورہ بمعنی بول کہ در اصل بمعنی شیشہ بود۔ و مجاز سہ قسم است ماٰیؤل الیہ مثل مولوی گفتن طالب علم نظر بزمان مستقبل زیرا کہ بعد فراغ از تحصیل علوم مولوی گفتہ خواہد شد۔ مرسل و آں بر چند نوع باشد مثل پروانہ بمعنی عاشق۔ و آنچہ متضمن تشبیہ بود آنرا استعارہ خوانند۔ و ہر چہ دراں معنی نو از معنی اصلی گرفتہ وقت استعمال لفظ بمعنی اول دلیلی قوی بر وجود معنی دوم داشتہ باشد آنرا کنایہ گویند۔ دریں صورت در فن بیان ذکر سہ چیز ضرور افتاد یعنی مجاز و کنایہ و استعارہ و ہمیں ہر سہ چیز اصول ایں فن باشد۔ چوں استعارہ مجاز یا تشبیہ است آگاہی از تشبیہ ہم بر جویاے کمال واجب بود از ایں جہت تشبیہ را بر سہ اصل چہارم شمردہ اند و از مسلمات ایں

فن است کہ معنی لازم و تضمینی را سوائے معنی موضوع لہٗ استعمال نمایند مانند اینکہ شیر
آتا ہے یعنی مرد شجاع آتا ہے چوں لازم شیر شجاعت است و شجاع را نیز شجاعت لازم
از لفظ شیر شجاعت کہ لازم اوست مراد گویندۂ ایں عبارت باشد و ہم چنیں از پروانہ
عشق کہ لازم آں بود و باد وسائط چوں خاکروبوں کا پوچھنے والا بجائے سخنے صاحب مروت و
مہماں نواز زیرا کہ برداشتن براز ملزوم ریدن بسیار وجود خورندگاں و اجتماع مردم کثیر
برائے خوردن و ملزوم آں خورانیدن میزبان آنہارا بمہربانی چوں در کنایہ وقت ذکرِ
معنی لازم ملاحظہ معنی ملزوم اصلی نیز می باشد و در مجاز چنیں نیست چراکہ از ذکر پروانہ
بمعنی عاشق معنی اصلی پروانہ مقصود نیست پس کنایہ را نوعے از مجاز تواں شمرد و
مجاز را جنس۔ و دریں صورت مجاز جزو کنایہ است مانند حیوان کہ جزو انسان است
و جزو بر کُل مقدم می باشد پس ذکر کنایہ بعد از مجاز اولیٰ بود و ہم چنیں استعارہ مرکب از
مجاز و تشبیہ است درینجا نیز ہماں قاعدہ جاری می تواں کرد۔ یعنی ذکر استعارہ بعد
از ذکر مجاز استحسان دارد۔ و تقدیم استعارہ بر کنایہ از سبب تقدیم جزو آں بر کنایہ
باشد اگر کسی بگوید کہ کنایہ ہم قسمی از مجاز است مثل استعارہ۔ پس سبب تقدیم ایں بر آں
چگونہ باعث استحسان است۔ گوئیم کہ در کنایہ معنی مجاز باقی نہ می ماند۔ استعارہ صنفی از
از مجاز باشد و کنایہ مبائن آں۔ باآنکہ در اصل نوعے از مجاز است ثبوت نوعیت نظر
بمعنی عام مجاز است کہ در خارج وجود ندارد۔ و مغائرت آں با جنس بملاحظہ مجازات مقید
است مانند نوعیتِ انسان بملاحظۂ حیوان کہ وجود ظاہر خارجی ندارد۔ و مغائرت آں
با حیوان مقید چوں فرس و اسد۔ بالجملہ از روے قاعدۂ مجاز بر استعارہ و استعارہ بر کنایہ
مقدم می بایست۔ لیکن اصحاب بلاغت ذکر استعارہ پیش از مجاز نیکوتر دانستہ اند۔
منشاء استحسان اینکہ بحث استعارہ از سبب اجزائے تشبیہ زیادہ از بحث مجاز است۔

از خواندن و دریافتن۔

آں بحث مجاز آسان می شود بخلاف بحث مجاز کہ از دریافتن آں راہ باستعارہ آسان نمی تواں برد۔ واستعارہ را بعد تشبیہ مذکور کردہ اند۔ اینجا وجہ تقدیم تقدیم جزبر کل وہم زیادہ بودن بحث تشبیہ از بحث استعارہ است۔ پس گفتہ می آید کہ اول اصول چہارگانۂ فن بیان کہ مدار آں بر دلالت تضمنی و التزامی است وہر دو را عقلی نیز گویند تشبیہ بود۔ وآں عبارت است از یکی کردن دو چیز کہ از ہم جدا باشند در یک امر کہ میانہ ہر دو مشترک باشد۔ وآں اشتراک باید کہ در ہر دو برابر نبود در یکے و در یکے زیادہ۔ تا کم را باں زیادہ برابر گفتہ قدرش بیفزائیم۔ وآں مشترک در حقیقت باشد یا صفت۔ اگر دو چیز در حقیقت مشترک است باید کہ در صفت جدا باشد۔ واگر در صفت مشترک است باید کہ حقیقت ہر دو جدا جدا بود۔ واگر در حقیقت و صفت ہر دو غیر یکدیگر باشند یا در ہر دو امر مساہم و مساوی۔ در ہر دو صورت تشبیہ باطل شود۔ مثال اشتراک در حقیقت خر مانند فیل است و فیل مانند خر۔ یعنی در حقیقت ہر دو حیوان اند و در صفت فیل فیل است و خر خر۔ مثال اشتراک در صفت زید چوں اسپ صد کردہ راہ میرود یعنی در صفت راہ رفتن زید و اسپ ہر دو برابر اند و در حقیقت خاص جدا جدا۔ یعنی زید حیوان ناطق است و اسپ حیوانِ صاہل۔ در تشبیہ اول حقیقتِ عام مقصود گویندہ است و در تشبیہ ثانی حقیقت خاص۔ مثال دیگر از تشبیہ اول یعنی اشتراک در حقیقت و مغائرت در صفت ہر جاہل مثل بوعلی سینا است یعنی در حقیقت کہ انسانیت ہر دو یکے ہستند و در صفت جدا جدا۔ جاہل جاہل است و حکیم حکیم۔ مثال دیگر از تشبیہ ثانی بوعلی سینا در تیزی نظر چوں کرگس است۔ یعنی بوعلی سینا و کرگس ہر دو در صفت کہ تیزی نظر است برابر اند و در حقیقت خاص جدا جدا۔ و در اردو ہم آدم بد خلق را کٹ کھنا کتا نام نہند باعتبارِ صفت۔ گویند کہ فلانا گدھا ہے یا شیر ہے یا پری ہے یا کتا ہے یا گینڈا ہے جا بجا صفت جدا جدا معتبر باشد گدھا باعتبار حماقت و شیر باعتبار شجاعت و پری باعتبار وجاہت

وکتا باعتبار بد خلقی و گینڈا باعتبار فربہی - مثال اشتراک در ہر دو - زید کا گھوڑا جو
کمیت ہے اور سو کوس جاتا ہے وہ ایسا ہے جیسا عمرو کا کمیت گھوڑا کہ سو کوس راہ
جاتا ہے - درینصورت کہ ہر دو اسپ درحقیقت و صفت لون و راہ رفتن یکی ہستند فائدہ
تشبیہ معلوم نمی شود - زیرا کہ در تشبیہ ترقی چیز کم قدر در کار می باشد چہ در تشبیہ خر با
فیل و تشبیہ جاہل با بو علی - فائدہ این است کہ خر را آزار ندہند و جاہل را حقیر
نشناسند - و در تشبیہ بو علی با کرگس بیان قوت حسن بصر شیخ است و در تشبیہ شجاع
با شیر و احمق با خر بیان شجاعت و حماقت ہر دو منظور است - مثال تباین در ہر
دو چیز، بو علی سینا مانند چنار کے درخت کے طبع جدید اور ذہن سلیم رکھتا ہے - دریں
صورت ہم تشبیہ ثابت نمی شود زیرا کہ تشبیہ بغیر اشتراک در دو چیز کہ از او جہ شبہ
ناسند بہ ثبوت نمی رسد مانند تشبیہ بیضۂ مرغ با رشتۂ زنار -

موجز اینکہ ارکان تشبیہ پنج است مشبہ و مشبہ بہ و وجہ شبہ و حرف تشبیہ و غرض تشبیہ
مشبہ آنکہ آنرا بچیزے کہ زیادہ از و در صفت باشد مشابہ سازند و صفت اعم از مدح
و ذم بود - و مشبہ بہ آنکہ در صفت از مشبہ زیادہ باشد و قدر مشبہ را بیفزاید - و وجہ
شبہ آنکہ گفتہ آمد - و حرف تشبیہ آنکہ دلالت بر تشبیہ نماید - و غرض تشبیہ آنکہ تشبیہ
چیزے بچیزے برائے آں باشد مثال آں فلانے کا چہرہ روشنی میں مانند آفتاب کے
ہے - چہرہ مشبہ آفتاب مشبہ بہ روشنی وجہ شبہ و مانند حرف تشبیہ - ترقی معشوق غرض
تشبیہ - و در اردو تشبیہ ملالینا و مشبہ را ملنا ہوا و وجہ شبہ را میل نامند و برائے مشبہ بہ
و حرف تشبیہ نامے در اردو نیست و غرض تشبیہ خود چیزے نیست کہ نامے برائے آں
مقرر کردہ می شد اینجا ہم ہمیں می تواں گفت - و حروف تشبیہ در ہندی بسیار است
مانند ہم در استعمال اردو است و در استعمال فصحا نظیر و عدیل و مقابل و مشابہ لفظ
مقابل و برابر و جیسا و جوں در ریختہ گویان و ازیں قبیل - و تشبیہے کہ دراں وجہ شبہ

مذکور شود مفصل نامند مانند ایں عبارت کہ فلانا شجاعت میں شیر جیسا ہے۔ والامجمل مثل اینکہ فلانا شیر جیسا ہے ایں از اول بہتر بود۔ وتشبیہ با حرف تشبیہ موکد نامیدہ شود بنوعے کہ گفتہ شد۔ وبغیر آں مرسل ومرسل بلیغ تر از موکد باشد مثل فلانا شیر ہے ومشبہ ومشبہ بہ عقلی بود یا حسی۔ مثال حسّی در تشبیہ چہرہ با آفتاب گزشت۔ ومثال عقلی چوں تشبیہ علم بحیات است وتشبیہ جہل بمرگ۔ جہل وعلم ہر دو امر عقلی است۔ حسی نیست۔ واگر مشبہ ومشبہ بہ ہر دو حسّی باشند وجہ شبہ اعم ازان است کہ حسی باشد یا عقلی۔ مثال وجہ شبہ حسی در مثال مشبہ ومشبہ بہ حسّی بیان کردہ شد زیرا کہ وجہ شبہ در تشبیہ چہرہ با آفتاب روشنی است وآں حسّی بود۔ مثال وجہ شبہ عقلی در مشبہ ومشبہ بہ حسّی۔ مولوی فخرالدین صاحب میرے نزدیک ایسے تھے جیسے مسلمان کے نزدیک قرآن شریف۔ مولوی فخرالدین صاحب وقرآن شریف ہر دو محسوس است ووجہ شبہ در ہر دو ہدایت آدمی وآں امرے است عقلی۔ واگر مشبہ ومشبہ بہ عقلی باشند بضرورت وجہ شبہ عقلی باشد نہ حسّی چوں لقائے نام در تشبیہ علم بزندگانی وفقدان نام در تشبیہ جہل بمرگ۔ وگاہے مشبہ عقلی باشد ومشبہ بہ وجہ شبہ حسّی وگاہے برعکس مانند تشبیہ خلق کریم بعطر یا تشبیہ روح بہ گل یا بالعکس آں یعنی مشبہ حسّی باشد ومشبہ بہ ووجہ شبہ عقلی چوں تشبیہ آتش بذہن وقاد۔ واگر در تشبیہ دو مشبہ ومشبہ بہ باشد آں تشبیہ را تشبیہ تسویہ نامند۔ و اگر دو مشبہ بہ یک مشبہ باشد تشبیہ جمع۔ واگر ہیأت اجتماعی مشبہ وہیأت دیگر بہمیں صفت مشبہ بہ بود تشبیہ مرکب یا تشبیہ تمثیل خوانند۔ ونوعی است از تشبیہ موسوم بہ تشبیہ تفضیل یعنی بیان کردن فضل مشبہ بمشبہ بہ۔ مثال تشبیہ تسویہ تیرے بال اور میرا حال دونوں اندھیری رات ہیں۔ مثال تشبیہ جمع۔ آج کی اندھیری رات ایسی سیاہ ہے جیسے میرا دن اور تیری چوٹی۔ مثال تشبیہ تمثیل لہو بھری تلوار میں جوہر ایسے نمایاں ہیں جیسے کالی گھٹا میں بجلی کے چمکنے سے تارے نظر آویں۔

مثال تشبیہ تفضیل چاند تو تو ہے لیکن چاند نے یہ کج کلاہی کہاں پائی۔ یا قد تیرا
مانند سرو کے مسلم لیکن سرو میں یہ قبا پوشی کہاں۔

شہر دوم در بیان استعارہ

استعارہ در لغت طلب چیزے بعاریت باشد و در عرف بلیغاں مراد از مجاز یا تشبیہ
باشد یعنی مجازاً مشبہ بہ را ذکر کنند و در حقیقت ذکر مشبہ مرکوز خاطر باشد یا آنچہ
مناسب با مشبہ بہ باشد از روے حقیقت در مشبہ ثابت کنند از روے مجاز یا ہرچہ
مناسب با مشبہ باشد در اصل یا مشبہ بہ مذکور سازند وگاہے بجاے مشبہ بہ ضد آں تعریض
یا بغض استعمال نمایند از روے مجاز۔ اما سہ قسم اول ایں را اتفاقیہ و قسم چہارم
راعنادیہ نامند مثال قسم اول کالا ناگ آتا ہے یعنی آدم موذی می آید یا
میری ہرنی کو لاؤ یعنی محبوبہ مرا بیارید یا چاند رتھ میں جاتا ہے یعنی محبوبہ کہ چوں ماہ
است در رتھ میرود۔ مثال قسم دوم موت کے پنجے سے کوئی بھی جیتا بچا ہے یعنی
از مرگ کہ مانند شیر است چگونہ جان می تواں برد۔ مثال قسم سوم تیرے سرمہ میں
رنگے کنول اور تیری انگیا کے بھونرے کسی کے ایمان کو باقی نہیں رکھتے ظاہر است
کہ سرمہ را با کنول علاقہ نیست الا با چشم محبوب و شامانکچہ را با بھونرا چہ تعلق مگر با
سر پستان کافرِ بے پیر۔ مثال قسم چہارم شیر آتا ہے وقتیکہ غرض ازاں شخص نامرد
باشد۔ دریں مقام تعریض واقع شدہ لومڑی آتی ہے بجاے اینکہ مرد شجاع می آید
از روے بغض و عداوت بود۔ و مشبہ را دریں بحث مستعار لہ و مشبہ را استعارہ منہ ولفظ
را استعار خوانند مانند نرگس کہ ایں لفظ را استعاد و چشم معشوق را کہ مشبہ است مستعار لہ
و گلِ نرگس را کہ مشبہ بہ است مستعار منہ گویند۔ مشبہ را مستعار لہ ازاں گفتند کہ استعارہ لفظ

برائے آنست یعنی لفظ نرگس از گل نرگس برائے چشم محبوب مستعار گرفتہ شد و مشبہ بہ مستعار منہ برائے آنست کہ از اں ایں لفظ را گرفتہ اند۔

شہر سیوم در تفصیل مجاز

مجاز یا مایئول الیہ بود یا مرسل معنی مایئول الیہ ہر چہ بآں انجامد باشد خواہ نظر بہ زمانۂ گزشتہ بود خواہ بہ زمانۂ آیندہ مانند ایں مردہ مدانم کے مرد یا ایں کشتہ را کہ کشتہ است۔ مردن مردن مُردہ یا کشتہ شدن کشتہ نظر بہ زمان گزشتہ باشد کہ زمان حیات ہر دو بودہ است۔ و مردہ را در حال زندگی مردہ گفتن مردن او ثابت کردن نظر بزمان مستقبل بود کہ کارش بآں انجامد۔ ہم چنیں حالِ گشتہ و مولوی گفتن طفلے کہ طلب علم نماید نظر بہ زمانِ آیندہ باشد یعنی روزے مولوی خواہد شد۔ و طبیب زادہ را طبیب گفتن نظر بہ زمانِ ماضی بود بخیال انکہ پدرش طبیب بود یا بہ نظر زمانۂ مستقبل کہ روزے بعد تحصیل علم بمنصب پدر خواہد رسید۔ و مرسل معنی گزشتہ شدہ باشد و ازیں جہت نامیدہ شد کہ علاقۂ تشبیہ را دراں ترک نمودہ اند و ایں مجاز را اقسام بود گاہے سبب را بجائے مسبب ذکر کنند و گاہے مسبب را بجائے سبب گویند مثال آں۔ جس ندی نالے کو جنگل میں دیکھا سب میں مینھ نظر آیا یعنی آب کہ سبب باران است اور تمام دن آج باجرا برسا کیا۔ یعنی باران نرم کہ سبب پیدا شدن غلہ باشد۔ و ظرف بجائے مظروف و مظروف بجائے ظرف مثال آں گلاب کو طاق میں رکھدو یعنی شیشۂ گلاب را بر طاق گزارند اور قارورہ انکا بہت سرخ ہے یعنی بول کہ در قارورہ میگیرند بسیار سرخ است۔ و خاص بجائے عام و عام بجائے خاص مثال آں فلانا آدمی بخوبر پروانہ ہے

یعنی عاشق است پروانا خاص است و عاشق عام۔ اور کپڑا میرا اھبگ گیا یعنی انگرکھہ میرا بھیگ گیا کپڑا عام است و انگرکھہ خاص۔ وجُز بجاے کُل وکُل بجاے جُز مثال آن حقّہ لاؤ بجاے قلیان منیچہ و چلم با تمباکو و آتش۔ پیدا است کہ حُقّہ جزو این ہیات اجتماعی است اور گھر ہمارا گرپڑا بجاے اینکہ دیوارِ خانہ ما اُفتاد دیوار تمام خانہ نیست بلکہ جزوِ خانہ است۔

شہر چہارم در حُسن و قبح کنایہ

بدانکہ حسن و قبح در ہر چیز می باشد تشبیہ و استعارہ و مجاز ہم ہر قدر کہ بود اگر نادر و غیر متبذل باشد بہتر است۔ ہم چنیں کنایۂ سریع الفہم متبذل بکار نمی آید مانند ہیٹ کا ہلکا بمعنی شخص از ننگاہ ندارندہ یا بے مُہار اونٹ یعنی یاوہ گو و ریدہ دہان۔ اگر چنیں گفتہ آید ہر آئینہ ابلغ باشد فلانا حلال خوروں کا روپے دینے والا ہے یعنی سخی ہے۔

شہر اول از جزیرۂ ہفتم در علم بدیع

کہ دراں دو شہر دلچسپ و یک باغ جاں نواز در نظرِ نظارگیان حُسنِ عروسانِ بہارِ معنی و مضامین جلوۂ ظہور میدہد در بدایع لفظی از انجملہ است۔

جناس کہ آنرا تجنیس ہم نامند یعنی بودن دو لفظ شبیہ ہم۔ و آں چند گونہ بود۔ اول تجنیس تام یعنی شبیہ بودن دو لفظ در حروف و حرکات بغیر ترکیب چون کل بفتحہ کاف و سکون لام بمعنی دیروز و فردا و قرار و آرام۔ و مونڈھا بمعنی چیزیکہ بران

بران نشتید و بمعنی شانہ یعنی کتف۔ دوم تجنیس ناقص و ایں شبیہ بودن در دو لفظ در حروف فقط باشد و در حرکات مخالف ہم۔ چوں بَیر بمعنی دشمنی و بیر بمعنی کنار۔ سیوم تجنیس مکرر و آں جدا کردن جزوے از لفظ مقابل لفظی است کہ بعد ازاں بلا فاصلہ مذکور شود مثال آں۔ بیت

ہم سے کیوں رکھتا نہیں ہے وہ بُتِ خودکام کام
جس نے اپنا کر دیا ہر ایک پر انعام عام

چہارم تجنیس مرکب یعنی ترکیب دو کلمہ با کلمہ و جزو کلمہ لفظی مقابل کلمہ پیدا شود و آں مقرون بود و مفروق۔ مقرون آنکہ در تلفظ و کتابت ہر دو مثل ہم باشد۔ و مفروق آنکہ در کتابت مخالفِ آں بود مثال ہر دو بیت

تجھ کو نہ کبھی دیکھ مجھے ترس آیا
بھر عمر نظارے کے لیے ترسایا
تقصیر سوائے عشق کے کیا مجھ سے ہوئی
ڈر تک تو خدا سے کافرا ترسایا

پنجم تجنیس خط چوں مشکیں و مسکیں و خط و حظ و زر و زد و پاک و باک۔ ششم تجنیس زائد و آں عبارت است از زیادہ بودن حرفی در لفظی مقابل لفظی کہ در تلفظ و کتابت مثل آں باشد و ایں حرف زائد خواہ در اول لفظ بود خواہ در وسط خواہ در آخر۔ مانند چاہ بمعنی کنواں در فارسی و چاہا بمعنی مہر و رزید و پال و خیال و کار و کنار۔ ہفتم تجنیس مطرف و آں مختلف بودن حرف اخیر در دو لفظ شبیہ ہم باشد چوں آزاد و آزار و آفاق و آفات۔

دیگر ترصیع۔ ایں صنعت چناں بود کہ فقرۂ بنویسند یا مصرعے موزوں نمایند و مقابل آں فقرہ یا مصرع فقرۂ یا مصرعے بایں طریق آرند کہ لفظ اول ایں فقرہ سجع لفظِ

اول فقرہ اول و لفظ ثانی سجع لفظ ثانی ہم چنین سیوم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم تا جائیکہ تمام
شود۔ و نیز لفظ اول این مصرع قافیہ لفظ اول مصرع ثانی و دوم قافیہ دوم و سیوم
قافیہ سیوم تا تمام شدن مصرع مثال فقرہ پونڈا پھیکا اتنا بُرا کہ جسکی برائی بیان سے
باہر ہے۔ پونڈا اکڑوا ایسا بھلا کہ اسکی بھلائی گمان سے بڑھکر ہے۔ مثال مصرع۔

نکھرا اترا ظہورِ خدائے کریم ہے
گو جا بجا وفورِ بلائے عظیم ہے

دیگر ترصیع با تجنیس مثال آن مقصود بیگ و مقصود بیگ دو۔ دیگر معرب
و این مراد از عبارتے بود کہ مشتمل بر حرکتے بود از حرکات ثلاثہ کہ زبر و زیر و پیش باشد
یعنی اگر متضمن فتحہ باشد ضمہ و کسرہ دران نیارند و اگر ضمہ وارد کسرہ و فتحہ نمی باید و
اگر اول قید کسرہ کنند باید کہ از فتحہ و ضمہ پاک باشد۔
دیگر اشتقاق و این آوردن لفظی چند است کہ مشتق از یک مصدر باشند مثال
جس جانے والے کو دلی جانا ہو جاتے جاتے چاہیے کہ ہم سے رخصت ہو کے جاوے
اس طرح کے جانے میں اُس کا کیا جاتا ہے۔
دیگر مسجع و آن سہ نوع است متوازی و مطرف و موازنہ۔ متوازی آنکہ دو لفظ در
حروف و حرکت از روے عدد برابر باشند مثل یکدیگر مانند وقار و حصار و کنار و کبار۔
و مطرف آنکہ جزو ہر دو مساوی باشد چون اطوار و حصار درینجا دار و صار باہم سجع
واقع شدہ در بعضی بحور اطوار و حصار آخر بیت بجاے قافیہ می آید و در بعضی اوزان نہ۔
و موازنہ آن بود کہ وزن دو لفظ دران مساوی باشد و موافقت روی دران شرط
نبود مانند گل و پر و دل و دور و سر و خم مثال موازنہ تیرا باپ عجب بشر ہے جس کا مان
سدا رہا ہے۔ دو قسم اول عام است در نظم و نثر ہر دو می آید و قسم آخر خصوصیت
بانثر دارد۔

دیگر رد العجز علی الصدر یعنی آن از روے لغت باز گردانیدن سُرین بسینہ باشد و در عرف بلیغاں مراد از ذکر لفظی بود در آخر مصرع دوم کہ در اول مصرع اول ذکر کردہ باشند خواہ بر وضع تجنیس خواہ ورائے آں مثال تجنیس شعر

مانگ اپنی سنوارتی ہے آج
جس نے کل دل لیا تھا ہم سے مانگ

مثال ورائے تجنیس۔ شعر

آدمی کا مارنا اچھا نہیں
مظہرِ ذاتِ خدا ہے آدمی

واقسام آں در فارسی بسیار است از انجملہ است لفظ اول مصرع دوم در آخر مصرع دوم آوردن و ایں ہم تجنیس و غیر تجنیس باشد مثال تجنیس شعر

جس نے کل ٹپکا کھلایا تھا ہمیں
پال میں آنبوں کے ڈالی آج پال

مثال غیر تجنیس شعر

خدا جو کچھ کہ میسر کرے وہ کھا لیجیے
پُلاؤ گر نہ میسر ہو کون کھائے پُلاؤ

وقسمی است از ہمیں لفظ آخر مصرع اول در اول مصرع ثانی و لفظ آخر مصرع ثانی در اول مصرع سیوم و لفظ آخر مصرع سوم در اول مصرع چہارم آوردن و آنرا معادُ نامند۔ مثال آں رباعی

آتا نہیں کیوں مرا وہ آسایشِ جاں
جاں جس پہ فدا کرتے ہیں سب اور ایماں
ایماں ہے مرا محبت اُسکی دائم

دائم اسکو بھی مجھپہ ہے لطف نہاں

دیگر مقلوب و آں مراد از لفظ عبارت و مصرع و بیت بازگونہ باشد و آں بر چند قسم است۔ مقلوب کُل چوں جور و روح۔ و مقلوب بعض چوں رشک و شکر و عربی وربیع و علم و لمع۔ و مقلوب مجنح بروزن مفعل صیغہ مفعول است و معنی آں بازو دار بود و در اصطلاح بودن لفظ در آخر مصرع۔ مقلوب لفظی کہ در اول مصرع باشد۔ و مقلوب مستوی مراد از بودن عبارت و مصرع و بیت مقلوب بر صورت اول۔

مثال مقلوب کُل مصرع

بات کی باقی نہیں ہے مجھ میں تاب

و قسمی است از مقلوب کُل کہ چہار مصرع بایں صفت گویند کہ لفظ اول مصرع ثانی مقلوب لفظ آخر مصرع اول باشد و لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم و لفظ اول مصرع چہارم مقلوب لفظ آخر مصرع سیوم و لفظ اول مصرع اول مقلوب لفظ آخر مصرع چہارم باشد۔ مثال آں۔ رباعی

رُت یہ پیدا ہمیشہ ہووے نور
رب کی قدرت سے ہوتے ہیں اسب در
رد جو کوئی یہ بات کرے اُس کا تن
نت کھیچے قمچیاں لگا خون سے تر

مثال مقلوب بعض مصرع

خرف ہوگئے ہیں میاں فخر کیوں

مثال مقلوب مجنح مصرع

تھان دو ململ کے لایا برج ناتھ

مثال مقلوب مستوی او بی ریتی تیری بوا۔ ریتی نام کسبی فرض باید کرد و در فارسی

مثالها بسیار است - امیر خسرو بیت

شکر بتر از وے وزارت بر کش
شو ہمرہ بلبل بلب ہر مہوش

ہر مصرع مقلوب مستوی است راقم گوید مصرع

من ازال یہ عمل علم عرب نازانم

راقم حقیر رقعہ دریں صنعت نوشتہ است بطریق ارمغاں برائے طالباں ایراداں مینماید

رقعہ

دارا دربا نم بی ذرادادیدن لب شکرنگاں آبنوش قودوق نعیم حبیب فرشاہاں پناہ جہاں گلہاے اجرر ابودرہ بسیر از مرج مدام غم درم ماہ ساں ازیم قیر نام لیل ہنود ازمم طرب ارب راہمہ دردرسم خطبہ ات ای ارک رایات اہ بطخم سردردہمہ ارب را برطرم مزادومن بلبل نا فریق میزان اسہام مردم غماد مجرم زار سیہ دبار رجاے اہل گناہ جہاں پناہ اشرف بی جمیع نقود وقشون یا نام گبرگش لمبندی دادا زیب منابر واراد۔

دیگر مربع وایں صنعت مراد از چند سطر و بیت است کہ در طول و عرض خواندہ شدن آں یکساں باشد مثال آں

کہو کچھ	اجی تم	خموشی	کہاں تک
اجی تم	سنو تو	چھبیلی	بھیانک
خموشی	چھبیلی	بتاؤ	یہ کیا ہے
کہاں تک	بھیانک	یہ کیا ہے	یکایک

دیگر لزوم مالایلزم یعنی لازم گرفتن چیز غیر لازم بر خود چوں قافیہ موسسہ مانند عاقل

قافیۂ کامل زیرا کہ دل ہم قافیۂ عاقل می تواند شد۔
دیگر لزوم این صنعت چنان است کہ شاعر دو چیز یا سہ چیز یا زیادہ در شعرے جمع کند
و در ہر شعر ذکر آں لازم گیرد تا آخر قصیدہ مثل شتر حجرہ کا بیتی و لک لک و مگس خسرو
دہلوی این در ہر بیت لک لک و مگس بیان نمودہ و او در ہر بیت شتر حجرہ را ذکر کردہ
مثال در ہندی نظم

ناگنی کو جس طرح سے مور جاتا ہے نگل
میں بھی کھا کر غم کو تیرے روز رہتا ہوں اٹل
ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
دو پہاڑوں میں چھپے ہیں ڈر کے گونسے نکل

در نسخۂ دیگر باین نہج است۔ نظم

ناگنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہے مور
جس طرح ہو مور سے اس ناگنی کو تو بچا
ناگنی جا نبر کہاں ہو مور سے تدبیر بن
مور جس کا ہو چلے وہاں ناگنی کا زور کیا

دیگر مسجع و آں مراد از چار پارہ کردن بیت سوائے مطلع باین طریق است کہ سہ پارۂ
اول باہم قافیہ داشتہ پارۂ آخریں بقافیۂ اصلی رجوع نماید مثال آں۔ شعر

کل آنکھ میری لڑ گئی اُس کافرِ عیار سے
ہے آج نوبت سر ٹیکنے کی در و دیوار سے
اُس شوخ سے جا کر کہو لے بد مزاج تند خو
بے رحم تو اتنا نہ ہو ٹک شرم کر داوار سے

وبعضی قدماے فارسی در غزل مسجع رجوع بقافیۂ اصلی نکردہ ہماں مسجع را کافی

شمردہ اند مثال آں - سعدی

اے ماہ عالم سوزِ من از من چرا رنجیدۂ
وے شمع شب افروزِ من از من چرا رنجیدۂ
اے قبلۂ من روے تو وے کعبۂ من کوے تو
صد ہیچو من ہندوے تو از من چرا رنجیدۂ

مثال آں در ہندی میر حسن صاحب مثنوی سحر البیان مرثیہ گفتہ کہ مطلعش این است۔ مرثیہ

تم تو سر دینے رن میں سدھارے فاطمہؑ کے پیارے حسیناؑ
آج آفت ہے گھر پہ تمھارے فاطمہؑ کے پیارے حسیناؑ

ابیات باقی قافیہ ندارد و سجع ہر بیت قافیہ است۔

دیگر تلمیع تلمیع مراد از جمع کردن زبانہاے متعدد است در یک بیت دو زبان جمع شوند و در خمس پنج زبان مثال آں

جھپکی سی ہمیں دُور سے دکھلا دے خدارا
اے نور خدا در نظر از روے تو مارا

دیگر متلون مراد از ایراد بیت در دو وزن یا زیادہ باشد مثال دُو بحرین

تجھ سیتی میں کیا کہوں اے بے وفا
گزری جو کچھ گزری جو تھا ہو چکا

تا بست و چہار وزن فقیر ہم جمع می تواند کرد۔ و قسمی است از متلون محذوف و منقوص محذوف عبارت از بیتے باشد کہ اگر لفظ اول آں بردارند موزونیت برجا ماند و در وزن دیگر شود مثال آں نظم

مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا

اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل
کچھ بھی انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

بعد از حذف نمودن لفظ اول از ہر مصرع وزن رباعی باقی میماند۔

رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا
تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
کیا فائدہ گر تو نے کیا مجھکو قتل
انصاف کر اے سرو رواں بہر خدا

و منقوص مراد از بیتے است کہ اگر از آخر آں لفظی برداشتہ شود وزن دیگر پیدا شود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے چپ رہ
معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے چپ رہ
کس واسطے اس قدر بتولے بس بس
تو آوے گا ہاے میر دیرے چپ رہ

از دور کردن چپ رہ وزن رباعی وزن لیلی مجنوں نظامی میشود۔

بیرحم جلا نہ جی کو میرے	معلوم ہیں مجھکو مکر تیرے
کس واسطے اسقدر بتولے	تو آویگا ہاے میرے دیرے

دیگر ذو قافیتین و ذو القوافی یعنی ذو قافیہ در یک بیت یا زیادہ آرند و مرصع نیز داخل ذو القوافی میتواند شد مثال ذو قافیتین۔ شعر

غیر کے آنے میں گھر تیرے ہے نقصان تیرا
میں ترے واسطے کہتا ہوں کہا مان مرا

دیگر موشح توشیح عبارت است از گفتن چند بیت بایں طریق کہ اگر حرفے از اول ہر مصرع یا کلمۂ از اول یا اوسط یا آخر بگیرند و آں را باہم جمع نمایند نامے یا مصرعے

در وزن دیگر ہم رسد و اگر ابیات زیادہ باشند بتیہا بدست آید مثال آں بیت

جس نے دم میں کیے ہزاروں خوں
مارے لاکھوں غریب پڑھ کے فسوں
یادیں اُسکے سب گئے ہیں بھول
آب وناں کا تھا جس قدر معمول
ہو تو آگاہ نام سے اُس کے
چاروں مصرع کے حرف اول لے

و از ہمیں قبیل است معقد و مشجر یعنی مصاریع ابیات را چناں نویسند کہ بشکل گرہ یا درخت معلوم شود عزیزے کتابے دریں صنعت نوشتہ بود در ظاہر ہمیں یک کتاب بود و در ہر سطر چند جا برنگے سوائے رنگہاے دیگر لفظی نوشتہ بود بطریقی کہ اگر آں الفاظ محاذیہ را از سطر اول تا سطر آخر کتاب در طول جمع میکردند نسخۂ دیگر مختصر و موجز متضمن علمی یا مطلبی بہم می رسید و از یک کتاب شش کتاب دیگر برمی آید۔ راقم الحروف ہم بایماے میر انشاء اللہ خاں صاحب عبارتے نوشتہ بود کہ از آں عبارت دوازدہ عبارت دیگر برمی آید مثال نثر

پروردگار کا شکر کیا چاہیے کہ ہم سے نالایق بندوں کو ایسے کھانے کھلاتا ہے
یہ اُس کی عام عنایت ہے اور خاص لطف جن جن لوگوں کے واسطے ہے اُنھیں
پر ہے یہاں کچھ جاے گفتگو نہیں ہے جو کوئی دیوانہ ہو اور فہم نہ رکھتا ہو تو زٹل
سمجھے یا الحاد کا غلبہ طبع پر کسی کے ہووے سو ایسا اور کون ہے سوا واہی کے۔

در سطر اول باء فارسی پروردگار و کاف کا کہ علامت اضافت است و باء بندوں کو و الف ایسی برنگہاے مختلفہ باید نوشت و در سطر ثانی یاء یہ و میم عام و نون جن دوم و لام لوگوں کے و در سطر سیوم الف انھیں و یاء یہاں و دال دیوانہ و

فاء فہم و در سطر چہارم ذاء زٹل والف الحاد و یاء ہووے و واو اور جد اجدا
نوشتن بطریق سطر اول پُرضرور است تا دریافت آں بر دیگراں آسان شود و
و در سطر پنجم ہمیں واو و واہی بسرخی یا بسبزی یا زردی باید نوشت یا بہر رنگ
دیگر کہ خواشتہ باشد۔ ازیں عبارت بگرفتن ایں حروف نام چہار محبوبہ بر می آید
پیازو۔ کمیا۔ بندی۔ الفو۔ و بعضی تمام کلمہ را میگیرند تا مبتدا و خبرے درست
نمودہ آید مثال آں۔

پیازو والے کو آج کمیا کے یار نے بندی کے گھر ناحق نا حق الفو کے سامنے مارا۔
گھر میں سندری تھی سو دوشالے کی گاتی باندھے جوڑی بجا رہی تھی خوب جب غل ہوا تو اُٹھ
گئی اور کوٹھے پر جا کر لیٹ رہی اور جو نوچیاں تھیں ہا ہو کرنے لگیں اور سرفراز و تو رو ئی۔

اگر در سطر اول لفظ پیازو و واو والے و کمیا و بندی و الفو نگیں نوشتہ شود و در سطر
ثانی گھر سو و گاتی و خوب و در سطر سوم گئی و رہی و وہی و روئی بہ ہمیں طرق چہار
عبارت متضمن مبتدا و خبر بیروں آید یعنی [پیازو گھر گئی اور کمیا سو رہی اور بندی
گاتی ہے اور الفو خوب روئی]
دیگر نظم النثر گویند کہ ایں صنعت ایجاد امیر خسرو دہلی است شرحش اینکہ بیتے چند گویند
کہ در نثر ہم خواندہ شود لیکن الفاظ شُستہ و شگفتہ آوردن شرط است والا بغیر ایں قید
ہر منظوم را منثور می تواں خواند زیرا کہ ترک یرہی کسرۂ اضافت و صفت و تلفظ بواو
وہاء مختفی ہر نظم را نثر می نماید و دیگر ضروریاتِ شعر ہم نباید آورد۔ مثل تقدیم بعضی الفاظ
بر بعضی کہ در نظم بضرورت جواز دارد و حذف بعضی روابط کہ در نظم حذف میتواں کرد
و در نثر حذف آں قبیح نماید مثال

بنام جہاندارِ جاں آفریں | حکیمی سخن بر زباں آفریں
خداوند بخشندۂ دستگیر | کریم خطا بخش و پوزش پذیر

بغیر پُری کسرۂ اضافت و صفت نثر است مثال نثر در ہندی

اے پری ہوں میں ترا بندہ دل و جاں سے سدا
کیا ہوں میں مجھ سے غلام درِ دولت ہیں بہت
مہر تاباں و مہ چاردہ دونوں اور چرخ
تیرے مشتاقِ رُخِ فتنہ و قامت ہیں بہت

ایں ہر دو بیت را نثر میتواں ساخت لیکن لفظ (میں) کہ در مصرع اول بر وزن یکحرف متحرک خوانده می شود۔ باید کہ در نثر بر وزن جی خوانده شود۔ و بندہ با علان ہائے مختفی تا بالف بدل شود و واو (دل و جان) اور گرد و ہوں نیز بر وزن مَیں باید و میم در (غلام) چنیں مکسور است کہ در تقطیع بعد میم یا نوشتہ می شود۔ و ایں در نثر عیب کلّی است و (ہیں) نیز بجائے یکحرف متحرک است و در نثر بر وزن (جی) می باید و تقدیم آں بر (بہت) ہم بضرورت نظم است در نثر عبارت را قبیح می سازد۔ و بجائے مہر تاباں در نثر مہر تابان با علان نون و بجائے واو عطف (اور) و پُری کسرۂ ہائے (مہ) متروک و بجائے چرخ آسماں و بجائے (تیرے) کہ بر وزن فاع در مصرع است تیرے بر وزن فعلن می باید و بجائے واو عطف کہ درمیان رُخ فتنہ و قامت است اور می باید۔ و حال ہیں دریں مصرع ہمچوں حال میں در مصرع دوم بیت اول باشد۔ پس ایں قسم نثر را کہ از نظم حاصل شود در نظم النثر معتبر نگیرند۔ بلکہ نظم النثر آنست کہ باندک تفاوت نظم نثر شود۔ و بعضی پُری کسرۂ و چند چیز دیگر روا داشتہ اند لیکن تقدیم و تاخیر را روا نمی دارند مثال آں۔

ہ اجی صاحب سنو تو تم نے کل کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل گئے اپنے کلام سے صاحب
ایسی الفت بھی کچھ نہیں وا جب ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے پر تمھارے تو
دیکھے ڈھنگ نئے واہ جی واہ آپ کے قربان ہو جیے کیا ہی ننھی اور ناداں بنگئے ہو

خدا سے ٹک تو ڈرو یاد تو کیجیے قراروں کو ✤

مثنوی

اجی صاحب سنو تو تم نے کل | کیا کہا تھا اور آج کس لیے ٹل
گئے اپنے کلام سے صاحب | ایسی الفت بھی کچھ نہیں واجب
ہم تو سر دینے تک بھی حاضر تھے | پر تمہارے تو دیکھے ڈھنگ نئے
واہ جی واہ آپ کے قربان | ہو جیے کیا ہی نٹھے اور نادان
بنگئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو | یاد تو کیجیے قراروں کو

دیگر حذف این مراد از نظمی یا نثرے بود کہ دراں حرفے از حروف تہجی نیارند مانند خطبۂ کہ از امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام خالی از الف نقل کنند مثال در ہندی خالی از نون:-

جس کا جی چاہے ہمارے پاس آئے گھر ہے اُس کا اور جو کوئی آتا آتا یکبارگی رہ جاوے تو ہم کو کیا غرض ۔ اگر یہ چاہے کہ ہم سا بے لیاقت بھی کبھی کبھی آیا کرے تو یہ بات بہت مشکل ہے اسواسطے کہ عاصی پُر از معاصی ایسا عہد کر بیٹھا ہے کہ اس گوشہ ہی کے بیچ اسی طرح جما رہے کہ اگر ہزار بار دورۂ کامل فلک ہشتم کا کہ جسکو خلق خدا کی کُرسی کہتی ہے سر پر گزر جائے تو بھی اس جگہ سے اُٹھکر جو بہت جائے تو اس دوسرے حُجرے تک جاوے سو بھی دیکھا چاہیے یہ بھی اسوقت کا ایک زٹل قافیہ ہے:-

دیگر حاجب یعنی واقع شدن ردیف میانۂ دو قافیہ مثال آں

شعر

کل جو اُٹھ کر مرے پہلو سے گیا دلبر گھر
گلہ اُٹھ جانے سے میرا ہی رہا دلبر پر

شعر مشتمل بر حاجب را محجوب نامند و نزد بعضے مردف نیز گویند۔

دیگر مقطع یعنی حرفے با حرف دیگر در کتابت پیوند پذیر نباشد مثال آں۔

رام رے رام رے اورے اورے رام دوڑے دوڑے آو ذرا ان دا ۔

دیگر موصل یعنی حرفے از حروف بغیر پیوند با حرف دیگر نباشد و ایں بر چند قسم است موصل دو حرفی و سہ حرفی و چار حرفی و زیادہ نیز مثال دو حرفی۔

چوٹی کو کا جی کی لڑکی کی گویا کالی ناگن ہے پر جب جی چاہے ہے تب کاٹے ہے جو جو خوبی حق نے کو کا صاحب کی لڑکی کو دی ہے شاید نوشابہ کو دی ہو تو دی ہو ؎

مثال سہ حرفی

منا چند کیا چلا گیا چچا میر بقا بہت فکر مند پیر نگر گئے میر ظفر علی مغل بیگ کنے نیا پیش قبض لیے چلے گئے ؎

مثال چار حرفی۔

جیسی قطبی بیگم تیسی بخشی بیگم جیسی نجفو تیسی کیا کیا کہتی ہیگی نجفو ہمسے بہتر نجفو کہتی ہیگی چمنی ہمسے بہتر۔ محبت عجب نقشہ ہیگا قطبی بیگم کہتی ہیگی بیٹا بخشی بیگم بخشی بیگم کہتی ہیگی بیٹا قطبی بیگم ؎

مثال پنج حرفی

مینجا بہیلی کہیگی جھگلو کنجنی ہمیشہ جلیگی ؎

تمام مصرع نیز موصل موصل آید لیکن تکلف محض است مثال آں ڈھاڑی کا لڑکا کہنے لگا (تننتنتنتننا) و ایں را موصل کا سنان المنشار ہم میتواں گفت یعنی موصل شبیہ بدندان آرہ۔

دیگر تعطیل و ایں عبارت از تحریر سبیتے چند یا سطرے چند کہ خالی از نقطہ بود مثال آں ؎

آسارام ولارام کا سالا علم رمل کا علم کھڑا کر کر رمال کامل ہوا اگر سرکار والا کا ارادہ ہو کہ ملک عدا کا مالک ہمارا رام ہو اُسکو کہو کہ علم رمل کا در کھول کر کہہ کہ ملک عدو کا مسلط ہمارا ملوک کم حوصلہ ہوگا کہ عدو اس ملک کا مالک ہو ہمارا ہمسر ہوگا۔

کلام مشتمل بر تعطیل را مہمل نیز گویند۔
دیگر منقوط عبارت متضمن حروف نقطہ دار باشد مثال آں۔

"بی بی زینب نے تین شب پنجے چنے"

دیگر رقطا یعنی یکحرف خالی از نقطہ و حرف دیگر منقوط تا آخر مصرع یا فقرہ یا قصیدہ یا رقعہ مثال آں۔

"قرب حضرت سید جعفر خلف حضرت میر نعیم باعث رفعت ہے"

دیگر خیفا و آں بودن عبارتے بر وجہے باشد کہ یک کلمہ خالی از نقطہ باشد و کلمہ دیگر تمامش منقوط تا آخر عبارت مثال آں

"او زینب آ چنے کھا بی بی مہر و چیت گاؤ"

دیگر تضمین المزدوج و ایں مراد از آوردن دو لفظ مسجع باشد چوں نیزہ و ریزہ مثال آں بولا کا کولا ہلتا چلتا ہے۔
دیگر ترافق و آں گفتن چار مصرع بایں طریق باشد کہ ہر مصرع را کہ خواستہ باشند مصرع اول سازند و ہم چنیں ثانی و ثالث و رابع مثال آں۔ شعر

مفتوں ہوں میں اس شرم و حیا کا دل سے
عاشق ہوں میں اس ناز و ادا کا دل سے
شیدا ہوں میں اس زلف دوتا کا دل سے
کشتہ ہوں میں اس طرز وفا کا دل سے

دیگر جامع الحروف و ایں صنعت چناں باشد کہ حروف تہجی ہمہ دراں گنجایش پذیرد در بیتے یا در فقرۂ مثال آں شعر۔

ایں جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب
لذت صد خط مریض عشق تو برد از خطت

دیگر عکس ایں صنعت گاہے در دو لفظ باشد و گاہے در دو فقرہ و گاہے در یک بیت بتصنیف آں مثال آں دو لفظ

مارے افلاس کے سونے کا گتا اور کہار کا سونا دونوں بک گئے۔

مثال دو فقرہ

تمھاری سیرت تمھاری صورت سے بہتر ہے اور تمھاری صورت تمھاری سیرت سے بہتر ہے

مثال نظم

یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہاں پائی
یوسف نے کہاں پائی یہ خوبی و زیبائی

وازیں صنعت بیت بچند وزن درست می آید مثال آں مصرع۔

پیا زو ہمیں دے گی بلا کر نئی گالی
وزن دیگر مصرع دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
" دیگی ہمیں پیا زو گالی نئی بلا کر
" دیگی پیا زو ہمیں گالی بلا کر نئی
" ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

ازیں تقدیم و تاخیر دو وزن در بحر بسیط پیدا شدہ یکی سالم کہ اول مذکور شد دیگر اینکہ زحاف دارد مثال آں مصرع

ہمیں پیا زو دیگی نئی بلا کر گالی

دیگر مدوّر ایں صنعت چناں باشد کہ شاعر مصرعے بگوید باین طریق کہ چوں ارکان آنرا در دائرہ بنویسند از ہر رکن کہ خواستہ باشند شروع نمایند و از یک مصرع چندیں صورت بہم رسد و معنی بحال خود ماند از تقدیم و تاخیر چہار رکن مذکورہ بیت کہ نوشتہ می آید زیادہ از چار صورت متصور است۔ مرد باخبر را حاجت بتفصیل آں نیست خود بخود

دریافت آں میتواند نمود گر چہار صورت برای مبتدیاں نوشتہ می شود۔ مصرع

ہمارا پیارا سبھوں میں بھلا ہے
پیارا ہمارا سبھوں میں بھلا ہے
سبھوں میں بھلا ہے ہمارا پیارا
بھلا ہے سبھوں میں پیارا ہمارا
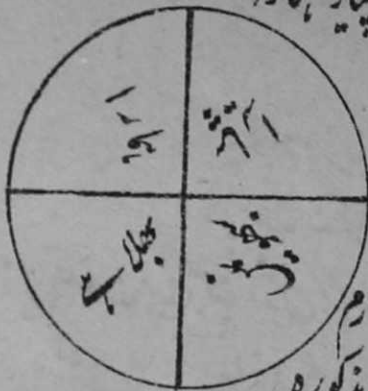
صورتش در دائرہ بدیں نہج است۔

ہمارا | پیارا
بھلا ہے | سبھوں میں

دیگر مثلث این صنعت آنست کہ شاعر
مصرع رباعی باین طریق گوید کہ بعضی الفاظ
آں ہر سہ مصرع را کہ باہم جمع کنند مصرعِ چہارم
پیدا شود۔ لیکن قاعدہ این است کہ الفاظ مذکورہ
بسرخی می نویسند مثال آں۔ رباعی

تجھ سا نہیں پیارا کوئی اے رشک قمر
محبوب کوئی نہ ہوگا تجھ سے بہتر
اے دلبر نازنیں تجھے کہتے ہیں سب
تجھ سا نہیں محبوب کوئی اے دلبر

دیگر مشاکلت این صنعت مراد از استعمال لفظی بود کہ مخالف مقام و موافق
خواہش گوینده باشد مثال آں۔ مثنوی

کسی کے گھر گیا مہمان مفلوک | تن اُس کا ضعف سے تھا غیرت دوک
کہا یہ میزباں نے دیکھ اُسکو | غذا جو چاہتا ہو دل بتا دو
کہ پکوا دیں بورچی کو بلا کر | کھلا دیں آپ کو کھانا بٹھا کر
کہا اُس نے پکاوا ایک کُرتا | اور اُسکے ساتھ کوئی موٹا دوپٹا

کُرتہ ودوپٹہ باپختہ شدن ہیچ علاقہ ندارد لیکن دلالت میکند بر فرطِ خواہشِ
مہمان بیچارہ چوں لباس نداشتہ است وسوال صریح را عیب پنداشت
ادائے مطلب دریں لباس کرد۔

شہر سوم در بیان بدایع معنوی

یکی از انہا تضاد است یعنی استعمال نمودن ضد لفظی کہ مذکور کنند مثال آن۔
جو تھوڑا ہنسے گا سو بہت سا رووے گا۔ ظاہر است کہ بسیار ضد اندک و گریہ ضد
خندہ است۔
دیگر طباق کہ آنرا مراعات نظیر ہم گویند و آں استعمال لفظ موافق لفظ مذکور باشد
مثال آں ؎

فلانا ہندو بچا جو نیا نیا مسلمان ہوا ہے کل جو کسی نے اُسکے سامنے گنگا کا ذکر
کیا اور بزرگی اُسکی پوچھی تو مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا نزدیک تھا کہ چہرہ سے
اُسکے پسینے کے نالے بہنے لگیں یا اگر ہو سکے تو چلّو بھر پانی میں ڈوب مرے ؎

پانی و بھر وغیرہ ہمہ را علاقہ با دریا ست۔
دیگر ایہام طباق و تضاد یعنی آوردن لفظی کہ صاحب دو معنی باشد یکی قریب و
دیگر بعید جمعے در ہند مشہور بہ جگت باز اند و ضلع بولنے والا نیز گویند و ایہا در اداکردن
صنایع زیادہ از شعرا ہستند ہیچ کلام شاں خالی از تجنیس و مراعات نظیر و ایہام نباشد
در فارسی لقب ایں قوم بذلہ سنج و لطیفہ گو و در عربی بلیغ باشد۔ کسانیکہ عالم علم
بیان و بدیع اند در حسب انہا حکم اہکم دارند۔ زیراکہ دانندۂ ایں فن بعقد تمام و
وصرف ہمت عبارتے درست می تواند نمود۔ و ایں فرقہ را بے سعی و تلاش ایں
چیزہا بر زباں باشد۔ بعد خرابی حضرت دہلی در نزہت بنیاد لکھنؤ چند کس ازیں
جماعت صاحب نام و نشاں بودہ اند۔ و دریں زمانِ سعادت نشاں کہ از سبب
اعتدالِ ہوا روح نفسانی سکنۂ ایں بلدہ را قوت روز افزوں از مبدأ فیاض عنایت

شدہ ہر طفل نابالغ بر بالغ کلاہان زبانِ سابق میچربد ۔ و سوائے ضلع مناسبت دریا
دو چیز مخالف یکدیگر بہ یک لفظ بیان کنند و آنرا نسبت نام نہند مثلاً اگر کسی بپرسد کہ
کنوے اور آتشبازی میں کیا نسبت ہے باید گفت کہ چرخی ۔ یا بپرسد کہ بندوق اور
مہاجن اور فرنگی میں کیا نسبت باید گفت کہ کوٹھی ۔ یا ایں کہ شمشیر و پلٹن باہم چہ
نسبت دارند باید گفت باڑھ ۔ یا میانہ چوپڑ و دوپٹہ چہ نسبت است باید گفت کہ
گوٹ ۔ مثال ضلع ذکر چیزہائے مناسب با دریا ۔

آپ کا بجرہ کچھ آج کھل گیا ہے ۔ واللہ تمھاری بات پانی بہت مشکل ہے ۔ ہمیں کل
سوتا چھوڑ گئے ۔ ہر چند ضعف نالی کی تو بھی رتھ میں جگہ ندی ۔ ایک باولی رنڈی
کے کہنے سے ہماری چاہ دل سے اٹھا دی ۔ بات کا نہ سننا آپ کے جد و آبا کا طریق
چلا آتا ہے ۔ دو کبوتر کھی اور ایک گھاگھرا مرزا جان کے بیاہ کے دن تانبے کا
چنبل بیچ کر مول لیے تھے سو کوئی آدمی چرائے گیا ایک راوی یوں کہتا ہے کہ سرکار کا غلام
لے گیا ہے پر وہ راوی کچھ رند مشرب سا ہے دن رات اسی سعی میں ہے کہ دو آدمیوں
کو لڑا دیجیے ۔ مراد خاں تو تلا حیات خاں سے کہتا ہے کہ بیٹا اسکی ایک بات نہ مانو اسلیے
بندہ آپ سے بولتا نہیں اگر تحقیق ہو تو پھر سرکار کے غلام کو یہاں جمنا مشکل ہو جاویگا
میں تو بنارس چلا تھا اسواسطے اٹک گیا کہ چور معلوم ہو جاوے اس غلام کو آپ نے
اپنا نزدا ہے اور کوئی تو خاکروب کے برابر بھی نہیں جانتا ہے ۔ سرکار عالی کے تو ایسے
ہی لوگ قوت بازو اور یار وفادار ہیں ۔ دو جوڑہ شال محمد لیث کشمیری دزدیدہ بود اور
اسپر آپ کو یہ گمبھیر سمجھتا ہے کہ اسد اللہ جس وقت کمخاب کی قبا پہن کر گرا گھوڑا کدا تا ہے
اسوقت شان اسکی دیکھا چاہیے ۔ آپ منہ نہ لگائیں تو پھر دھوبی کا کتا نہ گھر کا ہے نہ
گھاٹ کا لیکن خدا جانے اس نے پار سال سے کیا جادو کیا ہے کہ آپ وار وار جاتے ہیں
کیوں نہ پھر پچاس پاٹ کا نیمہ پہنے ۔ جب خاوند کی یہ صورت ہے اور سب باتیں تو درکنار

کل کی بات ہے کہ ایک پیسے پر جھنال دلال کو پچاس مچھیاں دیتا تھا اور
بات بات میں رڈتا تھا محلے والوں نے مرزا روڈ نام رکھا تھا۔ نہ نا تو تو میر منھگا
کے بیٹے میر جھپکا سے پوچھ لو۔ آپ کو کیا مناسب ہے کہ اس لگرے کو اس قدر منھ
لگایا ہے۔ قبلہ بہت گھمنڈ نہ کیجیے گا گھڑی میں گھڑیال ہے۔ انگریز کے جاسوس جابجا
ہیں۔ خدا نہ کرے کہ آپ کی بعضی باتوں کی خبر ہو جائے تو ناکے سے نکلنا دوبھر ہو جائے منھگا
یہ فرمائیے کہ جہاز صاحب کی خدائی نے آپکی جان بچائی یا کچھ روپیہ یا کوئی دوست
کام آیا۔ خدا کے واسطے پنیس پر چڑھ کے نہ خدا کو بھول جائیے۔ یہ باتیں کچھ اور
ہیں اور وہ بات رنڈی کے سامنے کچھ اور ہے کہ ذر اطبلہ جو بُرا بجا تو کہنے لگے بج رہے
طبلے بجا کیوں نہیں۔ ایک غلام آپ کا ہے اور ایک غلام میاں فہیم تھے کہ ایک
پل بقدر چار پل وار بنا کر اپنا نام کر گئے آج تک اس کر وفر اور شیخی پر ڈال ڈالی
منھ سے صاف نہیں نکلتا اُس دن جو دریا خاں کے دو کبوتر پکڑے تو کہنے لگے کہ
کبوتر کے نام ایک پرندوں کا شعور دیکھیے کہ مسلم بوٹی ہرن کی دستر خوان پر دیکھ کر کہتا
ہے کہ قیما ہے ہم بھی ایک بات کہتے ہیں ہم کیا بلا ہیں اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ
اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ برادر اتو در مزرعِ دنیا چہ کشتی تو اس کا جواب کیا دیجیے۔ خدا
کی قدرت کا کیا کیا بیان کریں کہ کل نواڑی کا پھول اتنا بڑا دیکھا کہ بلہ بلہ وہ شیخ
بھی کھڑا تھا جو سوت ہٹی میں رہتا تھا اور آپ اکثر نواڑ آکر بیچا کرتا تھا اور جھنال
لاہی کے تھان اُسکے ہاتھ بیچتا تھا اور چند روز بڑی بھی پانوں میں غریب کے رہی
خدا جو چاہے سو کرے بڑے بڑے بلیوں کے پانوں میں زنجیر پڑتی ہے اور اما نجی
اُنکی رویا کرتی ہیں۔ بھئی مرزا خیر اللہ بیگ تم نہ چپو تم سے بھی ناحق ناحق کو قوال نے
ڈانڈ لیا تھا تم میں کوئی عیب نہیں بلکہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہو خدا نے تمھیں بھی
ایک فہم رسا دیا ہے ٭

دیگر ابہام یعنی ایراد لفظ دلالت کنندہ بر دو معنی باشد مثال آں شعر

عرش پر کیونکر نہ ہو تیرا دماغ   دی گورنر نے تجھے کرسی پہ جا

مثال دیگر شعر

سب سے اونچا بیٹھنا اچھا نہیں   ہاتھ سے مونڈھا ذرا کیجے جدا

دریں مقام ذہن سامعاں اول معنی قریب درمی یابد وآں کرسی مقابل عرش و شانہ مقابل دست است و بعد تامل بمعنی بعید کہ مقصود گوینده است میرسد یعنے کرسی مناسب با گورنر و مونڈھا مناسب بانشستن۔

دیگر تدبیج وایں صنعت مراد از ذکر رنگہا در شعر بطریق کنایہ باشد مثال۔ میر باقر صاحب نے پرسوں جو سرخ پیراہن موت کا پہنا تھا سو اگلی رات میں سبز ہو گیا۔ یعنی میر باقر کہ پری روز شہید شدند ہماں شب داخل بہشت شدند چہ لباس جوانان بہشت سبز است۔

دیگر اظہار مضمر یعنی ظاہر کردن بہ کسیے آنچہ در ضمیر او باشد وکنہش این است کہ چند حرفے در مصرع جمع کنند و چار مصرع دیگر بر وزن رباعی بایں طریق گویند کہ حرفے از حروف جمع شدہ در مصرع اول کہ سوائے ایں رباعی است در یک مصرع یا دو مصرع یا سہ مصرع یا چہار مصرع آں رباعی موجود باشد اگر در مصرع اول فقط باشد حرف اول مصرع مذکور خواہد بود واگر در مصرع دوم یافتہ شود حرف دوم آں واگر اگر در اول و دوم باشد حرف سوم واگر در مصرع سوم یافتہ شود حرف چہارم آں واگر در اول وسیوم باشد حرف پنجم واگر در دوم و سوم باشد حرف ششم واگر در اول و دوم وسیوم باشد حرف ہفتم واگر فقط در چہارم باشد حرف ہشتم واگر در اول و چہارم باشد حرف نہم واگر در دوم وچہارم باشد حرف دہم واگر در اول و دوم وچہارم باشد حرف یازدہم واگر در سیوم وچہارم باشد حرف دوازدہم واگر در اول وسیوم وچہارم باشد حرف سیزدہم

واگر در دوم وسیوم وچہارم باشد حرف چہار دہیم واگر در ہر چہار مصرع باشد حرف پانزدہم درینصورت مجموع حروف مصرع پانزدہ حروف بود بعد گفتن مصرعہائے مذکورہ مصرع اول کہ دراں حروف جمع شدہ است پیش کسے بخوانند وبگویند کہ حرفے کہ ازیں مصرع خواستہ باشند در خاطر نگاہ دارند تا نشان می دہیم کہ فلاں حرف است ہرگاہ طرف ثانی بگوید کہ گرفتم باز مصرع اول رباعی خواندہ پرسند کہ حرف مذکور دریں مصرع ہست یا نیست اگر گوید ہست حرف اول ایں مصرع کہ جامع ایں حروف است نشان دہند ہمچنیں سوال از مصرع دوم وسیوم جدا جدا با اول ودوم وسوم بطریقیکہ گفتہ آید مثال آں مصرع

سخن عشق جز بیار مگو

رباعی

آں[۱] شاہ بتاں نمود با حسن وجمال

چوں گاں[۲] خط وگوے کہ آں نقطۂ خال

شاہ[۴]ہوش دلم چو جلوہ گر شد معشوق

گفتم[۸] کہ مباد ہر گزت بیم زوال

مثال دیگر در ہندی۔ مصرع۔ ہے لب دوست مخزن شکر

رباعی

عاشق[۱] سا مہر وار راز دل زار

سو[۲] طرح کا زیور اور خال رخسار

سب[۴] آؤ کرو غور نشاں دو صاحب

مشتاق[۸] کا عزم جان کر آخر کار

باید دانست کہ اصل قاعدۂ کلیہ دریافت واستخراج ایں چنیں معمہ ظاہرا مصنف را معلوم نبود لہذا ذکر نہ نمود۔ طالع آزما می نویسد کہ بر ہر چہار مصرع رباعی یک عدد فرض کنند مثلاً بر مصرع اول یک بر دوم دو بر سوم چہار و چہارم ہشت پس حرف مضمر در ہر مصرع کہ نشان دہند

مفروضۂ آنرا جمع نمودہ موافق آں از مصرع جامع حروف جواب دہند مثلاً
کسی شین از مصرع ہندی جامع حروف گرفت وآں در مصرع اول رباعی و
سیوم وچہارم آنست وہندسہ ہاے مفروضہ آں سیزدہ است جواب بدہند کہ
حرف مضمر حرف سیزدہم از جامع حروف است وشین ہم چنین است۔
دیگر محتمل الضدین وآں این است کہ بیت یا نثر احتمال دو معنی داشتہ باشد
کہ ہر دو ضد یکدیگر باشند۔ وہجو ملیح ہم قسمی ازاں باشد نہ اینکہ ہرچہ چنیں بود مشتمل
بر ہجو ملیح باشد وہر دو معنی در رتبہ برابر باشند خوب وزشت آں بقرینہ میتواں
یافت ودر بعضی جا قرینہ ہم گم شود وہر دو معنی ازاں مقصود سامعاں بر سبیل
اختلاف باشد مثال آنچہ متضمن مدح وذم بود۔

اک قطرہ ہے سمندر ترے مُنھ کے آگے

یعنی دہن تو آں قدر تنگ واقع شدہ کہ یک قطرۂ آں سمندر معلوم می شود یس
گنجایش معلوم این قدر فراخ کہ سمندر را مثل یک قطرہ در دہن بگیری۔ مثال
آنچہ ہجو زید باشد واگر تامل کنند راہ بہ ہجو عمرو یابند مانند عمر کہتا ہے کہ ہجو زید کی کر
میں کہتا ہوں لعنت خدا کی اسپر۔
دیگر تجاہل العارف یعنی از چیزے کہ بدانند اظہار بیخبری نمایند واین بحرف تردید
حاصل آید وگاہے محذوف ہم گردد مثال شعر

آدمی ہے یا فرشتہ یا پری یا حور ہے
یا کوئی تصویر ہے یہ یا درخت نور ہے

مثال حذف تردید شعر

اُس شوخ کی دریافت ہوئی کچھ نہ حقیقت
انساں ہے فرشتہ ہے پری ہے نہیں معلوم

صاحب مفتاح ایں صنعت را سوق المعلوم مساق غیرہ نامیدہ یعنی رواں کردن معلوم بجاے رواں کردن غیر معلوم۔

دیگر لف و نشر و اصلش اللف والنشر باشد۔ لف بمعنی پیچیدن و نشر بمعنی پراگندہ کردن است و در اصطلاح ذکر چند چیز بطریق اجمال باشد این است لف۔ و بعد ازاں بہ تفصیل آں پردازند این است نشر۔ و این تفصیل گاہے بترتیب بود و گاہے بے ترتیب۔ انچہ باترتیب است آنرا در فارسی لف و نشر مرتب گویند و ہرچہ بے ترتیب باشد نام آں لف و نشر غیر مرتب۔ مثال مرتب فردوسی گوید قطعہ

بروز نبرد آں یلِ ارجمند ... بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
بُرید و درید و شکست و ببست ... یلاں را سر و سینہ و پا و دست

مثال در ہندی قطعہ

کفِ بخشش سے ترے معدن و دریا و بہار
تینوں حاصل کریں اے سرور فرخندہ تبار
لعل معدن کو ملے بحر کو دُر جوش آب
دیکھے ہر لالہ و نسریں سے بہار اپنی کنار

مثال دیگر بیت

آہو و نافہ و نسریں کو سدا بخشے تو
نافۂ و بوے خوش و رنگ ہو جتنا درکار

بعضی ایں را لف و نشر نگویند قطعہ اول را تفسیر جلی و قطعہ دوم را تفسیر خفی نامند و قطعۂ فردوسی ہم ازیں قبیل است۔ مثال براے لف و نشر بیت

سرو گُل شوق میں تیرے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہیں ہم قمری و بلبل کی طرح

این لف و نشر مرتب است مثال غیر مرتب بیت

یاد میں اُس طرۂ و رخسار کے　　ہاتھ سر پہ مارتا ہوں صبح و شام

شام ازروے ترتیب بر صبح مقدم میباید لیکن بضرورت قافیہ موخر گردیدہ۔ مخفی نماند
کہ نزد سکاکی تفسیر را وجودے نیست ہمہ اش لف و نشر است و بعضی انچہ دراں
تشبیہ و مراعات نظیر باشد آنرا لف و نشر خوانند سوائے آں ہر چہ باشد داخل تفسیر سازند۔
دیگر جمع واین جمع نمودن چند چیز است در بیت۔ بیت

دولت و بخشش و علم اور صفاے باطن
کرم اپنے سے تجھے حق نے دیا ہے سب کچھ

دیگر تفریق۔ بیت

ترے آگے میں لوں رستم کا کیا نام　　شنیدہ کے بود مانند دیدہ

درین بیت اظہار فرق درمیان ممدوح و رستم مقصودِ گویندہ است۔
دیگر تقسیم۔ بیت

وہی دیوے گا مجھے صبر و سکوں جس نے دیا
رخ زیبا تجھے اور دیدۂ گریاں مجھکو

مورد قسمت رخ زیبا و دیدہ گریاں است　دیگر الجمع مع التقسیم۔ بیت

تیغ و افسر کا ہی تو مالک عنایت سے تری
تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا

دیگر الجمع مع التفریق۔ بیت

دونوں صاحب فیض ہو آپس میں نیساں اور تو
پر وہ دیتا ہے صدف کو قطرہ تو مجھ کو گہر

دیگر الجمع مع التفریق والتقسیم۔ قطعہ

سب سخی ہیں ابر و دریا اور وہ عالیجناب
پاویں فیض انسے نباتات اور غواص وگدا
پر کرے ہے نالہ دریا ابر رووے وقت فیض
بالبِ خنداں وہ والا فر رہے ہے دائما

دیگر رجوع ایں عبارت است از رو صفتی بسوے صفتی کہ بالاتر ازاں باشد
مثال آں بیت

میرا وہ خرمن نسرین پری سے ہمسر ہے
نہیں نہیں یہ خطا ہے پری سے بہتر ہے

دیگر حُسن التعلیل یعنی بیان کردن سبب بطرز پسندیدہ۔ بیت

میں نے کہا کہ لب پہ مسی تو نے کیوں ملی
بولا مسی نہیں یہ چُھری ہے نگاہ کی

دیگر حسن التکریر مثال آں بیت

تو نے مجھے پیارے بُرا گر کہا کہا ۔ یا مصلحت سے غیر کے مُنہ پر کہا کہا

دیگر القول بالموجب وایں صنعت مراد از بردن لفظ بمعنی دیگر سوائے مراد گوینده است مثال آں۔ شبے در مجلسے زن جوانے از لولیاں نشستہ بر صورت نوجوانے نظر می انداخت شخصے از مجلسیاں گفت کہ بی جی آپ کی تو آنکھ لگ گئی گفت کیا کیجیے صاحب نیند آئی ہے۔ مراد گوینده از آنکھ لگ گئی عاشق شدن بود طرف ثانی براے اخفاء راز از زنان دیگر آنرا بمعنی خواب بردہ جواب مناسب آں داد۔

دیگر المذہب الکلامی وایں عبارت از مدلل نمودن کلام است بر طرز متکلماں واز متکلم در ینجا شاعر مقصود نیست بل ثابت کنندگان مقدمات نقلی بدلائل عقلی۔ مثال

کس طرح ہنسے اُس دہن تنگ سے وہ شوخ
تقسیم پہ جز کے ہیں دلائل سبھی باطل

دیگر المبالغہ و ایں سہ قسم بود یا اینکہ موافق عقل و عادت راست بود و آنرا تبلیغ نامند۔ یا از روے عقل راست و از روے عادت دروغ باشد یا از روے عقل و عادت ہر دو دروغ باشد۔ اول را اغراق و دوم را غلو خوانند مثال تبلیغ

بیت کیا بیاں اُسکی سخا کیجیے کہ سائل کو اگر
کچھ نہ پہنچے ہو طبیبوں کا بہت بازار گرم

یعنی از ہیجان صفراے غضب تپ میکند ایں مبالغہ نزدیک عقل ممتنع نیست و تپ کردن از جہت ترک عادت است زیرا کہ او عادت رد سوال ندارد۔ مثال اغراق

مصرع گدا کو بخشتے تو ملک سکندر

یعنی ملک بقدر ملک سکندر گدارا می بخشی۔ ہر چند ایں قدر سخاوت عادت کسی نیست لیکن از روے عقل محال نمیتو اند شد۔ ازیں جہت کہ ممکن است کہ پادشاہے تمام ملکِ خود را بسائلے بخشیدہ خود ترکِ دنیا نماید۔ مثال غلو در تعریف است۔ بیت

ہاں کہتے ہوے یہ حسبت کرے وہ کہ وہاں
پہنچے دس لاکھ برس میں بھی نہ کان اُسکے تلک

دیگر تاکید المدح بما یشبہ الذم۔ مثال آں بیت

تو سراپا حسن ہے لیکن نہیں ہے آدمی
کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہو کیا ہے تو

دیگر تاکید الذم بما یشبہ المدح۔ مثال آں بیت

بُرا تجھ سا نہیں کوئی زمانے میں مگر کیا ہے
کہ گر صحبت میں کوئی بیٹھے تو وہ تجھسا ہی بنجاوے

لفظ لیکن در بیت اول و لفظ مگر در بیت ثانی دلالت بر مطلب مخالف جملۂ اول منماید
زیرا کہ قاعدۂ لیکن این است کہ درمیان دو جملۂ مخالف بایکدیگر واقع شود چنانچہ در بیت

سیڈھو برابر خوبصورت رنڈی آج لکھنؤ میں دُوسری نہیں۔ لیکن تین بڑے عیب
ہیں اُس میں۔ ایک تو یہ کہ گھر اُسکا ہمارے گھر سے بہت دُور ہے دوسرے یہ
کہ ذرا بھی مروت سے آشنا نہیں تیسرے یہ کہ ہر پاجی سے مختلط ہو جاتی ہے۔

ومگر نیز مثل لیکن باشد و فرق میانۂ ہر دُو نازک است مثال

ہنو چاہیے کہ کل ہمارے پاس آوے مگر ایک بات ہے کہ اگر محبوب بن لچھمی کو بہکا دے
تو پھر نہیں آسکتی۔

دریں ہر دُو بیت کہ مذکور شد ایں ہر دو لفظ یعنی لیکن و مگر سامع را منتظر ہجو ممدوح
و مدح شخص قابل الہجو میاز د۔ لیکن جملۂ کہ بعد از نیہا مذکور شدہ باز جملۂ اول را بہ وجہ
احسن ذہن نشین او میکند۔

دیگر حسن طلب ایں صنعت آنست کہ شاعر از ممدوح انچہ مطلوب است بنوعے
طلب نماید کہ بر طبعش گرانی نکند و سوال او را بدرجۂ قبول رساند مثال قطعہ

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سُرخ
میں یہ کہتا ہوں کہ مفلس پاس اتنا زر کہاں
سُنکے کہتا ہے کہ تم کو شرم بھی آتی نہیں
جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمائیے اے مہرباں
آپ ہیں مداح ایسے کے کہ جسکے ہاتھ سے
بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کاں
کسکو باور ہے کہ تم رکھتے نہیں ہو اشرفیاں
اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیاں

دیگر تعجب این صنعت سامعاں را در عجب می اندازد۔ مثال شعر

فندق پالگی کہنے کہ نہ دیکھا ہوگا
سرو کی بیخ سے پھولا گل اورنگ ابتک

دیگر متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنی بیت یا عبارتے در دو زبان یا چند زبان خواندہ شود مثال دو زبان فارسی۔ او نیز والی ولایت کہ بودہ گوئی پاسبانی بنی آدم بہر دور کردے۔ مثال سہ زبان عربی۔ کی یرتمہ بانہ۔ فارسی کے برنم لیہ۔ ہندی کی پریم نانہ۔

دیگر جامع اللسانین۔ یعنی عبارت در دو زبان وقت تلفظ معلوم شود۔ فارسی۔ یار اجاے تو بہتر۔ ہندی، یار آجاے تو بہتر۔

دیگر معما۔ این صنعت حالا بر اسقی است و طریق دریافت آں در رسائل این فن مذکور است برائے مثال شعرے نوشتہ می شود۔ شعر

کوئی سر لشکر کا آگے لاؤ
کہ ظاہر ہو پری ہندوستاں کی

طابع گوید کہ لشکر را در ہندی گنا گویند و سر آنرا کہ گاف است آگے لاؤ یعنی پیش کنید یعنی رفع دہند گنا شود کہ اسم معماے است۔

دیگر لغز کہ آنرا در فارسی چیستاں و در ہندی پہیلی نامند شرح آں از سبب اشتہار ضرور نیست۔ مثال۔ شعر

کیا ہے وہ شمع کہ جس کا ہے دل خلق لگن
ہر شب اسکی ہو تجلی سے نیا گھر روشن
کبھی ایوان سلاطین کی ہو بزم افروز
کبھی بالیں پہ گداوں کے کرے شب کو روز

یعنی زن کسبی۔

دیگر تلمیح و تملیح ہم درست است و آں موقوف داشتن معنی شعر بر دریافت قصہ باشد
مثال۔ شعر

غیر اپنا اور اپنا غیر ہے دل ہی کے ساتھ
ماں نے بیٹی سے اُٹھایا ہاتھ آخر ہار کر

یعنی گُنّا بپاس خاطر سب براتن کہ حق پرورش او بر گردن داشت در دیوان عدالت
با مادر خود اظہار خشونت کرد و سر رشتۂ طرفداری پرورندہ از دست نداد آخر مادر
دست بردار شد و راضی نامہ در عدالت العالیہ رسانید مضمونش اینکہ دختر خود بالغہ
و عاقلہ است ہر جا کہ دلش خواستہ باشد بماند من مزاحم او نیستم۔
دیگر حشو و آں عبارت از لفظ زیادہ بر مطلوب باشد و آں سہ گونہ است۔ ملیح
و متوسط و قبیح۔ مثال حشو ملیح۔ شعر

زیب و زینت حسن کو کیا چاہیے پنجۂ خور طالبِ خاتم نہیں

زیب و زینت ہر دو مترادف است لا محالہ یکی زیادہ بر مطلوب باشد لیکن از کثرتِ
استعمال ہر دو لفظ باہم خوشنما بود۔ مثال حشو متوسط بیت

تو ہے بحرِ بیکراں میں تشنۂ و تفتیدہ لب
اے جہانِ جود و ہمت پیاس کو میری بجھا

یکے از جود یا ہمت حشو است لیکن نہ باعثِ زینتِ کلام است و نہ موجب قبح۔ مثال
حشو قبیح۔ بیت

اگر تو نے ستم مجھ پر کیا تو کیا ہوا پیارے
جفا معشوق اور محبوب کا سہتے ہیں سب عاشق

لفظ محبوب زائد و قبیح است با لفظ معشوق۔

باغ دل آرا بنا پذیر است بر تقسیم میوۂ اقسام نظم وچشانیدن شاخ شگوفۂ فوائد دیگر

باید دانست کہ نظم بدہ قسم منقسم است ۔ غزل و قصیدہ و فرد و رباعی و مسمط و مثنوی و تشبیب و ترجیع و مستزاد و قطعہ ۔ غزل عبارت است از کلام موزونے کہ بیت اول آن مقفی باشد و آنرا مطلع نامند باقی ابیات بایں صورت باشد کہ میانۂ ہر دو مصرع بیت قافیہ ضرور نیست لیکن مصرع ثانی ہر بیت در آخر رجوع بقافیۂ بیت اول نماید چنانچہ از شعرا ظاہر است ۔ و در بیت آخریں قاعدۂ اہل عجم است کہ شاعر تخلص خود را دران ذکر کند ۔ و آن بیت متمم غزل و موسوم بمقطع باشد و دران ابیات سوائے ذکر شاہد و شراب و شکوۂ الم مفارقت و بیان جفا و خوے بد معشوق زیبا نباشد ۔ و ہر چہ خلاف آنست غزل نبود و تصرفات یاران اعتبار ندارد ۔ و کسانیکہ اشعار غزل برائے اظہار رعب بر ابلہان و ملقب شدن بصاحب طرز جدید معما ساختہ اند کلام آنہا ہمہ غیر فصیح است و دور از پایۂ قبول و شہرت در بلید طبعان ہرگز نزد عقلا معتبر نیست ۔ و شعرائے ریختہ در کلام تتبع شعرائے فارسی میکنند معشوق ایشان امرد است بخلاف بھاکھا کہ آنجا معشوق کا فران نار بستانند ۔ اگر در ریختہ آئی وہ دلربا بجائے آیا وہ دلربا بستہ شود غلط محض است ۔ و اگر کسی مفتون زنے باشد بگوید مختار است لیکن کلام مجانین اتباع را نشاید و ایں طرز مخصوص بگوئندہ است ۔ و ایں ہم گفتہ اند کہ ہر چہ قائل عمداً گوید از غلطی پاک باشد زیراکہ خطا در عبارت و کلام از عدم معرفت یا نسیان حاصل آید ۔ و ارباب ریختہ چہار غزل در یک زمین بگویند و در آخر ہر غزل اشارہ بغزل دیگر نمایند ۔ و زمین غزل مراد از ردیف و قافیۂ آن غزل ست باقید بحر ۔ و اگر آن ردیف و قافیہ در بحر دیگر

هم گنجایش پذیر باشد زمین دیگر گفته شود زمین آن غزل نمیگویند که در بحر دیگر است۔
شعراے فارسی هم غزلها در یک بحر گفته بعضی اشاره در آخر غزل اول بغزل دوم
کرده اند و بعضی بر سبیل ندرت تخلص در مطلع نیز بیان کنند و در همان غزل در مقطع
نیز بکرر آرند۔ و اگر تخلص را باین طریق در مقطع ذکر کنند که بے بمعنی دیگر برده شود
و دال برین نبود که تخلص شاعر است نزد عوام پسندیده و خواص را هر آئینه ازان
گریز باشد ازین سبب که از چنین شعر معلوم نمی شود که قائل آن فلانے است تاوقتیکه
قائلش خود نگوید یا خواننده ظاهر نکند مثل لفظ تمنا که بمعنی خواهش است اگر شاعرے
متخلص باین لفظ گردد باید که این لفظ را در مقطع چنان آرد که دلالت بران کند
که تخلص شاعر است مثال آن بیت۔

وعده هر روز نیا کب تلک اے وعده خلاف
آشتاب اب که تمنا کی تمنا ہے یہی

نه آنکه سامع در مدت العمر تا از دیگرے نپرسد دریافت نه نماید۔ مثال آن بیت

عاشق خسته کی رخصت دم آخر ہے ضرور
ہے اُسے تیرے ہی آنے کی تمنا باقی

این شعر سواے تمنا که از روے فرض تخلص قائل است اگر بسودا هم منسوب نمایند
مانع چیست بخلاف شعر اول۔ و ریخته گویان تصرفے چند دران کرده اند و همان
مطبوع است۔ از انجمله مطلعے در زمین غزلے که میگویند دنباله مقطع سازند و بعضی در
زمین دیگر نیز۔ و این چیزها قباحت ندارد۔ و ابیات غزل از پنج کمتر نمی شود و جانب
دیگر بیشتر هفت و نه و یازده است لیکن تا چهل بیت هم در کلام متاخران فارسی گو
یافته می شود و درین امر اعتراض نمیرسد آدم خوب بگوید بد نگوید مختار است۔
قصیده بیتے چند است متضمن مدح ممدوح و این بیشتر است و کمتر مشتمل بر حال ابناے

روزگار باشد و آں بر دو گونہ بود یا ابتدا بمدح کنند یا چیزے دیگر در چند بیت پیش از مدح گفتہ شود و من بعد بر سر مدح آیند و آنرا گریز نامند و ابیات مذکورہ را بحسب شہرت تمہید خوانند لیکن اہل تحقیق تشبیب گویند مطلقاً۔ خواہ آں ابیات متضمن ذکر شراب و شاہد و ایام جوانی باشد خواہ شامل بود احوال دیگر را۔ و بعضی فرق کردہ اند زیرا کہ تشبیب نزد آنہا ہماں است کہ دراں ایام شباب و صحبت معشوق و کیفیت شراب ذکر کنند۔ و ہرچہ غیر آں گفتہ شود آنرا تشبیب نہ نامند و در قصیدہ ہم مانند غزل مطلع ضرور است و باقی ابیات در مصاریع آخرین چوں غزل رجوع بقافیۂ مطلع نمایند و جائز است کہ در قصیدہ دو مطلع و سہ مطلع و زیادہ ازیں ہم در مدح ممدوح باشد و ایں حسن قصیدہ است۔ و فرد عبارت است از یک بیت بے قافیہ متضمن مثلے یا ورائے آں و وجہ تسمیہ خالی بودنش از قافیہ و عدم وقوع در غزلے یا قصیدۂ باشد۔ پس ثابت شد کہ ابیات غزل و قصیدہ را در حال واحد بودن آں فرد نگویند اگر چنیں می بود کہ ہر ہر بیت بے قافیہ اطلاق فرد روا می داشتند قسمی جداگانہ چرا می بود و فرد گفتن بیشتر طریق قدما بود و اکثر ابیات غزل میرزا صاحب تبریزی علیہ الرحمہ منشبہ بہ فرد است۔ و رباعی مراد از چہار مصرعے است در وزنے کہ بیشتر در عروض مذکور شدہ و از بسکہ مشہور است شرح آں تطویل بہ لاطائل است۔ و مسمط سوائے معنی لغوی کہ مفعول تسمیط است و آں گوہر برشتہ کشیدن باشد عبارت است از جمع شدن چند مصرع متحد القوافی در اصطلاح شعرا بایں صورت کہ اول مصاریع مذکورہ بیک قافیہ موزوں نمودہ مجموع را اول نامند باز چند مصرع دیگر متحد القوافی در قافیۂ دیگر گفتہ در مصرع آخر موافق شمار بند اول رجوع بقافیۂ اولیں نمایند۔ و مسمط بر ہفت قسم است۔ مربع و مخمس و مسدس و مسبع و مثمن و متسع و معشر۔ مربع عبارت است از کلامے کہ اول چہار مصرع متحد القوافی گفتہ آنرا بند اول نام نہند من بعد سہ مصرع متحد القوافی بہ تبدیل قافیہ

گفتہ مصرع رابع را ہماں قافیۂ اول دراں راجع ساختہ بہ بند دوم موسوم سازند
ہمچنیں بند سوم و چہارم و پنجم تا ہر قدر کہ اتفاق افتد۔ در ہولا اکثر موزونانِ ہند
کہ قوت شعر در طبیعت ندارند و برائے شہرت و ممدوح شدن در جاہلان و جذبِ
منافع از امرائے سخیف الرائے شروع بمرثیہ گوئی کنند بمراعات مربع مرکوز
خاطر دارند۔ و در مخمس پنج مصرعے بہمیں طریق گفتہ شود۔ و حال مصرعۂ آخر بندہائے
مخمس بعینہ حال مصرعۂ آخر مربع در قافیہ باشد۔ و بعضی مصرع آخر بند اول را
مصرع آخر ہر بند سازند و مسدس عبارت است از شش مصرع بہمیں طریق و مسبع از ہفت مصرع و مثمن از ہشت
مصرع و متسع از نو مصرع و معشر از دہ مصرع۔ و ریختہ گویاں مسدس چیزِ دیگر
سوائے ایں قرار دادہ اند و آں ایں است کہ چہار مصرع بہ یک قافیہ گفتہ دو
مصرع دیگر در قافیۂ دیگر بگویند و باں چہار مصرع اول ملحق گردانند و بند اول نام
نہند من بعد باز چہار مصرع در قافیہ دیگر گفتہ دو مصرع در قافیۂ دیگر باں ملحق
نمایند و بند دوم خوانند ہمچنیں بند سوم و چہارم۔ و از مسبع تا معشر در قدما رائج بود
حالا کسی نمیگوید۔ و حال مسبع و نظائر آں بقیاس مخمس و مسدس فارسی محتاجِ
بیاں نیست و فرق میانۂ اینہا و ہر چہ مذکور شد باعتبار عدد مصاریع است۔ و شعرائے
زبان ریختہ مسمط را ہشت قسم ساختہ اند یعنی شلشی براں زیادہ کردہ اند و آنرا
بہ زبانِ خود شاں تکڑ بکسر تا و تشدید کاف و رائے ثقیل گویند۔ مثال یکے از
ریختہ گویاں گفتہ۔ تکڑ

اگرچہ سیکڑوں اُس جا پہ بیٹھے گھر زن و مرد نشد قتیل ز یاراں کہ یک کس از سر درد
سرے بہ نعش من ختہ جاں بجنباند

و مثنوی مشہور است با حصر آں در ہفت بحر۔ یکی متقارب مثمن مقصور از روے
رکن آخریں یا محذوف از روے رکن مذکور و ایں بحر مخصوص است بذکر محاربات

سلاطین با سلاطین - لیکن میر حسن مرحوم ریختہ گو قصۂ بینظیر و بدر منیر را در ہمیں وزن موزوں کردہ است و از حق نباید گذشت خدایش بیامرزد خوب گفتہ است - دیگر ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن خصوصیت دارد بذکر عاشق و معشوق شیریں خسرو نظامی و یوسف زلیخائے جامی در ہمیں وزن است - دیگر ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر مع الشرائط المذکورہ فی العروض ایں وزن ہم مانند قبل خود اختصاص بہ بیان حالات طالب و مطلوب دارد و لیلیٰ مجنوں نظامی و نلدمن فیضی ناگوری در ہمیں وزن است - دیگر خفیف مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن بیشتر مواعظ و حقائق و حکم مذکور شود و حدیقۂ حکیم سنائی غزنوی و سلسلۃ الذہب مولوی جامی در ہمیں وزن است - دیگر رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن ہم ذکر حقائق و حکایات علماء و اہل اللہ خوشنما است و بیان سوزش شوریدہ سراں ہم مخالف آں نیست - دیگر رمل مسدس مخبون مقصور الآخر یا محذوف الآخر دریں وزن نیز ذکر بزرگان دین و ارباب حکمت پسندیدہ باشد تقطیعش اینست فعلاتن فعلاتن فعلن - دیگر سریع مسدس مطوی مقصور الآخر یا محذوف الآخر ایں وزن سوائے ذکر حالات عاشق و معشوق طرف ہر چیز است و مخزن اسرار نظامی و قران السعدین امیر خسرو در ہمیں وزن است - سوائے اوزان مذکورہ مثنوی در ہیچ وزنے دلچسپ نباشد برائے ہمیں اُستاداں محصور کردہ اند در ہمیں ہفت وزن مثل اوزان رباعی کہ مخصوص است بہ رباعی الامیر ابو العال نجات صفاہانی در گل کشتی ایں حصر را برہم زدہ لیکن بر دلہا نمی خورد - و تشبیب ہمان است کہ در ذکر قصیدہ گذشت - و ترجیع مراد از برگردانیدن بیتے بود بعد غزلے و مجموع را بند نامند - لیکن اگر بعد ہر غزل ہماں یک بیت مکرر آید آنرا در اصطلاح ترجیع بند گویند - و اگر بعد ہر بند

بیت جداگانہ افتد ترکیب بند نامند۔ مثل بند محتشم کاشی علیہ الرحمۃ۔ و این ترکیب بند اقسام دیگر ہم دارد۔ و مسدس مصطلح ریختہ گویان ہم داخل آنست از انجملہ است انکہ بعد ہر بند مسمط از مربع تا معشر بیتے بقید قافیہ می آوردہ باشند وہم بند ہشت مصرع مثل مسدس ریختہ گویان از ان بیرون نیفتد و واسوخت وحشی ازین قبیل است۔ و مستزاد بیشتر مراد از ملحق ساختن پارۂ از وزن رباعی باشد باہر مصرع رباعی و این مشہور است و متقدمان پارۂ از وزن غزل با مصاریع غزل ہم الحاق نمودہ اند۔ و قطعہ مراد از بیتے چند است کہ در مصرع اول بیت اول آن قافیہ نباشد پس بناے قافیہ بر مصرع ثانی بیت اولین بود و دیگر ابیات در قافیہ تابع این مصرع باشد۔ و بعضی قصیدہ مختصر را ہم قطعہ گویند این است اقسام نظم۔

دیگر مخفی نماند کہ ہر لفظے کہ در اُردو مشہور شد عربی باشد یا فارسی یا ترکی یا سُریانی یا پنجابی یا پوربی از روے اصل غلط باشد یا صحیح آن لفظ اُردو است اگر موافق اصل مستعمل است صحیح است و اگر خلاف اصل است ہم صحیح است صحت و غلطی آن موقوف بر استعمال پزیرفتن در اُردو است زیرا کہ ہر چہ خلافِ اُردو است غلط است گو در اصل صحیح باشد و ہر چہ موافق اُردو است صحیح باشد گو در اصل صحت نداشتہ باشد۔ اگرچہ پیش ازین ہم ضمناً اشارتے باین معنی کردہ شد لیکن درین مقام تصریح آن بعمل می آید بالجملہ براے مثال لفظی چند نوشتہ می آید ہمین قدر کافیست و حصر جمیع الفاظ از احاطۂ علم فقیر بیرون است و الفاظ مذکورہ مثل دلی و فند و سفیل و مُنصر و مُحَلّہ و چار و مجاز و ماعنی و شیر و پچا و دا و صفا صفا و ارزق چشم

وانّا و لنگا وتانبا وتنبورا وپیالا وستارا وگل لالا و بُرقا و یار غار والست والتو کلی ویر قنیچ وشولا وچنبل وچهتایی وسیو وشنگرف وآبخورا وقلفی وقدر وکلاب وغدر و صدر وعذر وسہی - وہم چنین پیدا است که دلی دہلی است لیکن اگر سوای شعر یا عبارت فارسی در وقت اختلاط بزبان ہندی بر زبان کسی میگذرد باعث بر خراش سمع سامعان می شود - فنه در اصل فن است لیکن اعتراض بفتح بمعنی نکر و عذر نمیرسد و سفیل در اصل فصیل است و در استعمال قابلیت دستگاهان ہمین است لیکن ہرچه بر زبان قابل و ناقابل میگذرد و سامعه پسند اہل اُردو است سفیل است گو غلط باشد - و منصر منحصر است در اصل و این از زبان بعضی زنان و مردان مسموع است و زبان اہل لیاقت و استعداد منحصر است لیکن منصر ہم سامعه خراش نیست - و چکّر بروزن مغفل لفظے است ہندی بمعنی گردش کننده این تصرف اگرچه بتقلید عربیان غلط محض است لیکن صحیح است زیراکه در اُردو مروج است - وہمچنین چپاڑ بصیغهٔ مبالغه بمعنی چوپڑ باز - و مجاز بجاے مزاج لفظ جاہلان است مثل منصر - و ماعنی بجاے معنی لفظ فصیح و مستعمل زبان دانان اُردو است و در اصل غلط است و معنی بایاء معروف و باالف در آخر در اصل صحیح لیکن خلاف اُردو واقع می شود و آنچه مستعمل اردو است ہمان لفظ غلط است یعنی ماعنی - و شیر بروزن خیر بجاے شعر در استعمال اہل اردو است و بفتحهٔ حرف اول بروزن جعد یعنی شعر لہجهٔ دہاقین باشد - و پجاوا بجاے پزاوه که تنور خشت پزان است - و صفاصفا بمعنی صفائی یعنی خالی شدن نیز غلط است لیکن در اُردو ہمین مستعمل - و ارزق چشم در اصل بتقدیم زاء بر راء است لیکن در اُردو ہمین فصیح است که گفته آمد - وانا در اصل آنه - و تکا انگه بوده است و تانبا بجاے طمعه باز وغیره - و پیالا وستارا بجاے پیاله و ستاره و ہاء در آخر جمیع الفاظ فارسی در اُردو باالف مبدل شود - و گل لالا بسکون لام بعد کاف و تبدیل ہا با

الف گل لالہ باشد بکسر لام۔ و برقا در اصل برقع بودہ است لیکن در اُردو ہماں غلط
صحیح بود از سبب فصاحت و لفظ صحیح جز بر زبان دہاقین وقت تکلم در ہندی جاری نبود
و یا رغار بغیر کسرہ راء لفظ اول در اُردو فصیح باشد۔ و پر قینچ معنی پر بریدہ اینجا قینچ بمعنی
قینچی مستعمل است۔ و شولا در اصل شلہ است و آں قسمی از طعام باشد۔ و حنیل بجاے
چنبر است۔ و ہتابی بجاے ہتاب آتش بازی۔ و سیو بجاے سیب۔ و شنگرف بروزن
مسطر ہماں است کہ در تحقیق حروف مذکور شد۔ و آبخورا بجاے آبخورہ لیکن در اُردو
لفظ مذکور بر اصل خود نیز کثیر الاستعمال است۔ و قلفی بجاے قفلی۔ و قدر بحرکت حرف
دوم بمعنی مرتبہ بجاے قدر بسکون حرف دوم۔ و کلک بحرکت لام بجاے کلک بسکون
آن۔ و غدر بحرکت حرف دوم بجاے غدر بسکون حرف دوم۔ عذر بحرکت حرف دوم بجاے عذر بسکون حرف دوم و ہمچنیں صدر بحرکت
حرف دوم بجاے صدر بسکون دوم۔ و سہی در اصل صحیح است و در کتابت الفاظِ
صحیحہ غلط مستعمل شدہ بہ زبان اُردو مختلف است و در بعضی الفاظ رعایت اصل
ملحوظ دارند و در بعضی نہ۔ ظاہر است کہ طرح بحرکت و سکون حرف دوم بمعنے
روش و آئین در اُردو مستعمل شدہ لیکن در کتابت مراعات اصل بکار برند یعنی با طا
و حا نبویسند و سہی را ہندی شمردہ بجاے صاد سین و بجاے حاء حطی ہاء ہوز آرند و
حا آخریں نیز محذوف نمایند و بنوعیکہ در عربی توالی حرکات اربعہ در یک کلمہ ممنوع
است در ہندی توالی حرکاتِ ثلاثہ ہمیں حال دارد مثل شرف النساء کہ بسکون را
تلفظ آں نیکو باشد و بفتحہ آں غلط و پُر مکروہ گو در اصل صحت دارد۔ ہمچنیں تسکرانہ بفتحہ
شین و بسکون کاف۔ و نظرؤں میں بسکون ظا و واو عطف۔ و در دو لفظ ہندی
یا مختلفین مثل کسرۂ اضافت ہم غلط است لیکن در عبارت فارسی وقت بیان حقیقت
چیزہا ہر دو صورت جواز دارد چوں ایں عبارت کہ چھو چھو ہو جاو و کافور ہو جاو ہر دو
در اُردو بمعنی بیاں سے جاؤ باشد و چھو چھو ہو جاؤ اور کافور ہو جاؤ نیز جائز باشد و اضافت

در دو لفظ ہندی و فارسی ہم در عبارت صحت دارد مثل چھو چھو ہوجاو بمعنے جا ئ
صحیح باشد۔ و اعلان نون در شعر ہندی در صفت و مضاف الیہ اگر با مضاف
و موصوف مذکور شوند غلط باشد۔ مثل دیدۂ گریاں و سرو گلستاں کہ اینجا اعلان
نون غلط است۔ فقط

قطعہ تاریخ اتمام ایں کتاب از مؤلف مع عبارتے خارج از کتاب بہ ختم یکی از نسخہائے
موجودہ دیدہ شد بعینہ نقل می شود۔ قطعہ تاریخ تکمیل ایں کتاب در قواعد اُردو
حسب ارشاد جناب عالی متعالی وزیر الممالک ناظم الملک یمین الدولہ نواب سعادت علیخاں
بہادر تصنیف احقر العباد راجی اللہ المستعان سید انشاء اللہ خاں چنیں بسلک
نظم آورد۔

چوں حسب حکم ناظم ملک و جہانیاں | نواب مستطاب وزیر فلک جناب
شد منتظم قواعد اردو بسلک نظم | اُردوے ناظمی شدہ تاریخ ایں کتاب
یک ہزار و دو صد و بست و سہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم